مثنوی

# تغلق نامهٔ خسرو دهلوی

IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR

Acc. No. ____________ Call No. ____________

1. This book should be returned on or before the last date stamped.
2. Overdue charges will be levied under rules for each day if the book is kept beyond the date stamped above.
3. Books lost, defaced or injured in any way shall have to be replaced by the borrowers.

**Help to keep this book fresh and clean**

*Call No.*__________ *Date*__________

*Acc. No.*__________

**K. UNIVERSITY LIBRARY**

This book should be returned on or before the last date stamped above. An over-due charge of *.06 P.* will be levied for each day. If the book is kept beyond that day.

6037

IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR

Acc. No.________ Call No.________

1. This book should be returned on or before the last date stamped.
2. Overdue charges will be levied under rules for each day if the book is kept beyond the date stamped above.
3. Books lost, defaced or injured in any way shall have to be replaced by the borrowers.

**Help to keep this book fresh and clean**

# مثنوی تغلق نامه

شائع کردہ مجلس مخطوطات فارسیہ - حیدر آباد دکن

بہ حسن اعانت دولت آصفیہ دام اقبالہا

IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR

Acc. No.________ Call No.________

1. This book should be returned on or before the last date stamped.
2. Overdue charges will be levied under rules for each day if the book is kept beyond the date stamped above.
3. Books lost, defaced or injured in any way shall have to be replaced by the borrowers.

Help to keep this book fresh and clean

سلسلۂ مخطوطات فارسیہ (۱)

مثنوی

# تغلق نامہ خسرو دہلوی

تہذیب و تحشیہ

سید ہاشمی فرید آبادی

بہ اہتمام محمد صدیق حسن صاحب، در مطبع اردو، اورنگ آباد، دکن، طبع گردید

۱۳۵۲ھ
۱۹۳۳ء

# ارکان مجلس مخطوطات فارسی

۱ - نواب سر اکبر حیدر نواز جنگ بہادر ( صدر نشین )

**ارکان جماعت عاملہ**

۲ - نواب محمد یار جنگ

۳ - مولوی عبدالحق صاحب

۴ - مولوی غلام یزدانی صاحب

۵ - مولوی عبداللہ العمادی صاحب

۶ - سید ہاشمی ( معتمد اعزازی )

۷ - سر سید مسعود جنگ

۸ - نواب صدر یار جنگ شروانی

۹ - ڈاکٹر عبدالحق صاحب پروفیسر عربی

۱۰ - ڈاکٹر نظام الدین صاحب پروفیسر فارسی

۱۱ - ڈاکٹر قاری کلیم اللہ صاحب

—— —— * ——

# فہرست اجزائے کتاب

| نشان | اجزاے کتاب | صفحات |
| --- | --- | --- |
| ۱ | دیباچہ ( بقلم سید ہاشمی ) | ۱ - ۲۴ |
| ۲ | خلاصہ مثنوی ( ایضاً ) | ۲۵- ۷۲ |
| ۳ | مقدمۂ ناتمام مولوی رشید احمد | ۷۳ - ۹۳ |
| ۴ | " کتب خانۂ حبیب گنج کے قلمی نسخہ کا ایک صفحہ " ( عکسی ) | |
| ۵ | متن مثنوی تغلق نامہ | ۱ - ۱۵۱ |

IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR

Acc. No. 7851

Call No.

1. This book should be returned on or before the last date stamped.
2. Overdue charges will be levied under rules for each day if the book is kept beyond the date stamped above.
3. Books lost, defaced or injured in any way shall have to be replaced by the borrowers.

Help to keep this book fresh and clean

# دیباچہ

(بقلم سید ہاشمی فرید آبادی)

**تغلق نامہ کی تاریخی نوعیت**

جیسا کہ امیر خسرو کے سوانح، تذکروں اور فارسی تاریخوں سے ثابت ہے، ان کی سب سے آخری تصنیف تغلق نامہ ہے جو انہوں نے صاحب منتخب التواریخ کے بقول سلطان غیاث الدین تغلق اول کی فرمایش سے تحریر کی تھی *- قرآن السعدین، دول رانی خضر خاں، خزاین الفتوح اور نہ سپہر کی طرح یہ بھی اپنے عہد کی نہایت دلچسپ اور مفید تاریخی نظم ہے جس میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے قتل، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاہی اور پھر غیاث الدین تغلق کی فتح اور تخت نشینی کے حالات درج ہیں۔ یہ تمام واقعات شاعر کی زندگی اور بعض اوقات اس کی موجودگی میں ہوے تھے۔ اگر کشف الظنون اور ملا عبد القادر کا قول صحیح مانا جاے کہ یہ مثنوی سنہ ۷۲۵ھ میں نظم ہوئی تو احتمال ہوتا ہے کہ اس میں تغلق اول کے بادشاہی کے حالات بھی ہوں گے جو

---

* صفحہ ۵۸ (مطبوعہ نول کشور)۔

کتاب کے آخری اوراق ضایع ہونے کی وجہ سے اب مفقود ہوگئے۔

**تعداد اشعار**

لیکن کشف الظنون اور بعض تذکروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور جو نسخہ اب ہمیں دستیاب ہوا، اس میں سے حیاتی کاشی کے (۱۷۹) اشعار خارج کردینے کے بعد بھی جو اشعار محفوظ ہیں (مع منظوم عنوانات) ان کی تعداد (۲۷۴۲) باقی رہتی ہے۔ یہ ٹھیک اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ ابتدائی اشعار جو تلف ہوے ان کی تعداد کتنی تھی۔ تاہم یہ قیاس کرنا بیجا نہ ہوگا کہ آخر کے جو اشعار اب نہیں ملتے وہ کم و بیش دو سو ہوں گے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ شاعر نے اپنے ممدوح کی تخت نشینی کے بعد اس عہد کے دوسرے واقعات قلم بند نہیں کیے اور کیے بھی تو بہت سرسری طور پر ان کا ذکر کیا ہوگا۔

**سنہ تصنیف**

اس میں شک نہیں کہ امیر خسرو بنگالہ کی فوج کشی تک تغلق اول کے ہمراہ اور بادشاہ کے ندیم تھے لیکن ان کی تاریخ وفات ۱۸ شوال سنہ ۷۲۵ھ ہے۔ اور زندگی کے آخری چند مہینے انھوں نے اپنے محبوب و محترم پیر کے ماتم میں گزارے۔ پس یہ قول کسی قدر مشکوک معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو نے یہ پوری مثنوی زندگی کے اسی آخری سال میں نظم کی ہو*۔

---

* مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنے ناتمام مقدمے میں کشف الظنون کا یہ قول لکھا ہے کہ "یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

بہر حال چونکہ یہ مثنوی امیر خسرو کے آخری زمانے اور پیرانہ سالی کی تصنیف ہے دوسرے، ایک ایسے بادشاہ کے ایما سے لکھی گئی جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ان کے محترم مرشد سے چنداں حسن عقیدت نہ رکھتا تھا، بظاہر اسی لئے اس مثنوی میں وہ جوش و ولولہ نہیں پایا جاتا جو حضرت طوطئی ہند کی سب سے پہلی تاریخی مثنوی قرآن السعدین کا امتیاز ہے۔

**ادبی حیثیت**

تاہم کلام کی استادانہ پختگی اور بیان کی حیرت انگیز قوت و قدرت ہر ورق سے نمایاں ہے۔ تاریخی جزئیات کی صحت کا پاس ہر داستان سے آشکارا ہے۔ اور یہ وہ خصوصیت ہے جس کی بدولت یہ فخر آمیز دعویٰ کرنا بالکل بجا ہوگا کہ شاید دنیا کی کسی قوم نے ایسا شاعر نہیں پیدا کیا جس نے طویل اور اہم تاریخی واقعات کو شاعرانہ حسن گفتار کے ساتھ اتنی صحت سے نظم کا جامہ پہنانے میں کامیابی پائی ہو جیسی کہ

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی" مگر کشف الظنون (مطبوعۂ لائپزگ سنہ ۱۸۳۵ ع) کی جلد دوم صفحہ (۳۲۱) میں تغلق نامہ کے متعلق صرف یہ عبارت درج ہے :-

"تعلق نامہ خسرو الدہلوی المتوفی سنہ ۷۲۵ ھ و ہو نظم فارسی فی ثلاثۃ آلاف بیت" (تغلق کی بجائے "تعلق" صریحاً کاتب کی غلطی ہے۔ ۱۲)۔

اس عبارت سے مولوی رشید احمد صاحب کا قیاس ثابت نہیں ہوسکتا۔ مگر ممکن ہے کسی دوسری جگہ کشف الظنون میں ضمناً کوئی ایسی عبارت آگئی ہو جس سے ان مرحوم نے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ ۱۲۔

پرانی دھلی کے اس درباری شاعر کے حصے میں آئی *—

مگر جیسا کہ ہم کہہ رہے تھے تغلق نامہ میں شاعرانہ رنگینیاں کم ھیں - صنایع بدایع جن میں امیر خسرو کو بڑی مہارت حاصل ہے' ان کی مثالیں اتفاقی طور پر کہیں کہیں نظر آجاتی ھیں - اور مجموعی طور پر یہ مثنوی ھندوستان کے اس بے مثل ادیب کے

**تاریخی مرتبہ**

بہترین ادبی یا شاعرانہ کارناموں میں شمار نہیں ہوسکتی بلکہ یہ محض ایک بیش بہا بلند پایہ تاریخی نظم ہے- دوسری تاریخی مثنویوں کے خلاف اس میں بہت تھوڑے زمانے کے حالات نظم کیے گئے ھیں- اور سب سے بڑھ کر جو بات اس موقع پر ہم جتانا چاھتے ھیں وہ یہ ہے کہ اس مثنوی کا بڑا حصہ سلطان قطب الدین کے قتل' سلاطین خلجی کے خاندان کی تباھی' اور ایک ادنیٰ درجے کے نو مسلم' نو دولت کے غصب سلطنت اور پایۂ تخت دھلی کے مسلمانوں پر مصائب و شدائد کے درد انگیز حالات پر مشتمل ہے —

**تباہی کے اسباب**

مسلمانوں کے اعلیٰ طبقات میں آج سے سو برس پہلے تک ھفت اقلیم کی بادشاھی کا جو غرور و ناز تھا اور اسی نسبت سے ان کی ھمت و خود داری جس مرتبے کی تھی' اگر اس کا لحاظ رکھا جاے تو یہ قیاس محض لا یعنی نہ ہوگا کہ تغلق نامہ کی سادہ بیانی سے بڑھ کر اس کا تاریخی موضوع ایسا تھا کہ آج سے چند صدی پہلے کے تعلیم یافتہ مسلمانوں

---

* سر ھنری الیٹ نے بھی اپنی مشہور تاریخ ھند میں ایک انگریز مستشرق کی قریب قریب یہی راے نقل کی ہے (جلد سوم ضمیمہ)-

میں درجۂ قبول حاصل نہ کرسکا - ادھر پہلے تو سلطان محمد تغلق نے پایۂ تخت دہلی کی آبادی دکن میں منتقل کی اور اس شہر کو بالکل ویران و بے چراغ کردیا - پھر کچھ مدت کے بعد تیمور کے خوفناک حملے اور بعد کی طوائف الملوکی کے ہنگاموں میں جہاں اور علم و فن کے خزانے غارت ہوئے، وہاں بظاہر یہ کتاب بھی قریب قریب مفقود ہو گئی —

امیر خسرو کی بعض اور تصانیف زمانے کی اس دست برد سے محفوظ نہیں رہیں اور جیسا کہ بعض مبصرین کا اندازہ ہے ان کا آدھے سے زیادہ کلام بے نشان ہو گیا - اسی میں مثنوی تغلق نامہ کو بھی شامل سمجھنا چاہیے - چنانچہ اکبر کے عہد میں جب دوبارہ ہندوستان میں امن و امان اور علم و فن کا چرچا ہوا تو اس وقت یہ مثنوی بہت ہی کم یاب ہو گئی تھی —

**فیضی کا رقعہ**

اس بارے میں سب سے دلچسپ اور قیمتی شہادت ملک الشعرا فیضی کے رقعے سے بہم پہنچی ہے جو اس نے راجہ علی خاں فاروقی والیٔ خاندیس کو تحریر کیا تھا - یہ رقعہ سر ہنری الیٹ کے کاغذات کے ساتھ متحف برطانیہ میں محفوظ ہے اور اس تک میری رہنمائی لندن یونیورسٹی کے ایک طالب علم محمد اشرف صاحب نے کی جو خود بھی غالباً امیر خسرو کی شاعری کے متعلق علمی تحقیقات کر رہے تھے - اس معاونت پر میں ان کا دل سے ممنون ہوں - رقعے کی عبارت یہ ہے :—

"بہ سلطنت و ابہت پناہ سیدالاقران راجہ علی خاں فاروقی والیٔ خاندیس اصدر کہ نواب معلّی القاب مزکّی اوصاف مویّد و منصور باشیہ - این

ذرۂ بے نام و نشان خاک نشیں را چہ یارا کہ دم از اشتیاق ... بموجب ضرور استدعا می نماید کہ از کتاب تغلق نامہ کہ از انفاس مقدسۂ امیر خسرو ہست ، چند ورق از اول و چندے از آخر رفتہ ، التفات فرمودہ دو جز از اول و ہمیں قدر از آخر بہ یکے از خدمت گاران امر فرمایند کہ بہر خطے مسودہ نمودہ بجہت بندہ مصحوب حاملان عریضہ فرستند - امید کہ مکارم عالیہ را عذر پذیر ایں جرأت و تصدیع خواہند داشت - ادام اللہ افضالکم ـــ

العبدالاقل فیضی " -

**صاحب فرہنگ جہانگیری اور تغلق نامہ**

اس رقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی اکبر بادشاہ کے زمانے میں کم سے کم شمالی ہندوستان میں بہت نادرالوجود ہو گئی تھی - دوسرے یہ کہ بظاہر شاہی کتب خانہ میں اس کا جو نسخہ موجود تھا اس کے ابتدائی اور آخری اوراق ضایع ہو گئے تھے - تغلق نامہ کا جو نسخہ مولف فرہنگ جہانگیری جمال الدین انجو ، کے سامنے تھا ممکن ہے وہ کوئی دوسرا اور مکمل نسخہ ہو لیکن اول تو اس نے اپنے نسخے کا جس سے کام لیا کوئی ذکر نہیں کیا دوسرے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ فیضی کو اس نسخے کا علم نہ ہوا ہو کیوں کہ انجو اکبر بادشاہ ہی کے حکم سے اس کے آخری زمانے میں فرہنگ جہانگیری کی تالیف میں مصروف تھا - خود اس مولف لغت کا تغلق نامہ سے کام لینا متعدد اشعار سے ثابت ہے جو اس نے سند میں نقل کیے ہیں اور انہیں ہم آگے اپنے ناظرین کے سامنے پیش کریں گے ـــ

**فرشتہ کا قول**

اس موقع پر محمد قاسم فرشتہ کا قول بھی نقل کردینا چاہئیے۔ اس نے اپنی مشہور تاریخ (کم سے کم اس کے ابتدائی مقالے) سنہ ۱۰۱۵ ھ یعنی عہد جہانگیری کے بالکل ابتدا میں تالیف کی - اور وہ بھی بیان کرتا ہے کہ تغلق نامہ جسے امیر خسرو نے غیاث الدین تغلق کے نام لکھا تھا، کم یاب ہو گیا ہے* اس مورخ نے تغلق نامہ کے چار شعر نقل کیے ہیں جن کا مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے مقدمہ میں حوالہ دیا ہے† - لیکن یہ شعر سلطان معزالدین کیقباد کے حالات کی ضمن میں درج ہیں - قطب الدین مبارک، خسرو خاں یا خود غیاث الدین تغلق کے حالات میں اس مثنوی کا کوئی شعر نقل نہیں کیا حالانکہ جا بجا دوسرے اشعار اور قطعات موجود ہیں —

**حیاتی کا بیان**

مذکورۂ بالا اسباب کو پڑھنے کے بعد حیاتی کاشی کی عبارت جو اس نے کتاب کے عنوان میں لکھی ہے سمجھنی آسان ہوجاتی ہے :—

---

* جلد اول مطبوعۂ نول کشور صفحہ ۱۳۲ —

† اشعار یہ ہیں :—

نشاید پادشہ را مست بودن ... نہ در عشق و ہوس پیوست بودن
بود شہ پاسبان خلق پیوست ... خطا باشد کہ باشد پاسباں مست
شباں چوں شد خراب از بادۂ ناب ... رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب
در آئینے کہ رسم ملک داری است ... ثبات کار ہا در ہوشیاری است

(فرشتہ - طبع نول کشور - جلد اول - صفحہ ۸۹)

تغلق نامہ میں ان اشعار کا نشان ۲۷۹ تا ۲۸۲ ہے —

"آغاز سخن در شرح چگونگی بنظم آوردن این چند داستان و با تمام رسانیدن کتاب تغلق نامۂ سخن پیرائے گلزار ہر تازگی و نوی گنجور خزانۂ معنوی امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ نہ از نقوش دیباچہ اش اثرے بود و نہ از نگارش خاتمہ اش خبرے' نہ حدیقۂ حمدش را درہا باز و نہ گلشن مدحت را دستان سرائے بآواز" —

نسخہ میں "خاتمہ اش" کی بجائے "خامہ اش" درج ہے مگر یہ صریحاً کتابت کی غلطی ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ حیاتی نے صرف "این چند داستان" نظم کرنے کا دعوی کیا ہے اور کتاب تغلق نامہ کو جس میں دیباچہ حمد مدح خاتمہ موجود نہ تھا اتمام کو پہنچایا ہے - نہ یہ کہ پوری کتاب خود لکھنے کا ادعا کیا ہو - اپنی منظوم تمہید میں بھی حمد اور بادشاہ وقت جہانگیر کی صفت و ثنا کے بعد حیاتی لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۱۹ ھ میں ایک رات بادشاہ نے امیر خسرو کے تغلق نامہ کا ذکر کیا :

ع " کہ * در تاریخ سال شش صدو اند "

من جملہ اور منظوم تصانیف کے یہ کتاب بھی خسرو نے

---

* یہ جہانگیر یا خود حیاتی کی غلطی ہے - امیر خسرو کی عمر کا بڑا زمانہ "شش صد واند" یعنی ساتویں صدی میں گزرا لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور خود مثنوی کے واقعات سے جو سنہ ۷۲۰ ھ میں ہوئے' ظاہر ہے' کہ تغلق نامہ آٹھویں صدی کی تصنیف ہے —

لکھی مگر اس کے آغاز و آخر کے اشعار غایب ہو گئے ہیں —

ازاں دفتر، ولے ز آغاز و انجام سخن را نے نشاں نے قصہ را نام

اور اسی کمی کو پورا کرنے کا حیاتی کو حکم دیا۔ حیاتی کے اشعار کی تعداد اور ان کا لب لباب ہم نے اپنے خلاصۂ مثنوی میں لکھ دیا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کے فاضلانہ مقدمے میں بھی یہ بحث خاصی تفصیل سے موجود ہے —

**حیاتی کے اشعار کی تعداد اور ان کا صلہ**

حیاتی کے ان کل ابتدائی اشعار کی تعداد (۱۷۵) ہے۔ ممکن ہے کہ اس نے اخیر کے بھی کچھ شعر جن کا وعدہ کیا ہے (دیکھو بیت ۱۶۸ تا ۱۷۷) تحریر کیے ہوں لیکن وہ اب مفقود ہیں۔ ان محفوظ تمہیدی اشعار کی تاریخی اہمیت اور معنوی خوبی تقریباً صفر ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ادبی اعتبار سے یہ شعر نہایت صاف و شگفتہ ہیں۔ کم سے کم اس کے ممدوح جہانگیر کو تو وہ اتنے پسند آئے کہ اس نے حیاتی کو زر سرخ و سفید سے تلوا کر اس کے ہم وزن روپیہ انعام دیا۔ تذکروں میں سعیدائے گیلانی کا یہ قطعۂ تاریخ اس واقعے کی یادگار میں نقل کیا ہے :—

چوں حیاتی را بزر سنجید شاہنشاہ عصر
بادشاہ عدل گستر شاہ گردوں اقتدار
شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
آفتاب ہفت کشور سایۂ پروردگار
بہر تاریخش بروے کفۂ میزان چرخ

شاعر سنجیدۂ شاہی رقم زد روزگار

**احوال حیاتی کاشی**

اس موقع پر حیاتی کاشی کے حالات میں مختصر طور پر بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ شاعر اپنے وطن ایران سے پہلے احمد نگر آیا اور بظاہر اپنے آخری زمانے میں جہانگیری دربار میں پہنچا تھا۔ عہد جہانگیری کی مشہور تاریخوں میں اس کا حال نہیں ملتا۔ تزک جہانگیری بھی اسے سونے چاندی میں تولنے کا ذکر نہیں کرتی۔ قریب العصر تاریخی تذکرہ یعنی 'طبقات شاہ جہانی' ذیل کی چند سطروں پر اکتفا کرتا ہے:—

حیاتی کاشی۔ ''از درد مندان بود و در اقسام شعر مستثنیٰ۔ صاحب دیوان بودہ و باسخنان اکابر سرے داشت اگرچہ از مادۂ علمی عاری بود اما فہمے درست داشتہ۔ وفاتش در زمان جہانگیر بادشاہ واقع شد''

'والہ داغستانی' کے ضخیم تذکرے میں صرف ایک سطر حیاتی کاشی کے حصے میں آئی۔ بعد کے ہندوستانی تذکروں میں سب سے واضح کیفیت ہم کو 'خزانۂ عامرہ' میں دستیاب ہوئی جس نے بعض پہلے تذکروں کی غلطی بھی صاف کر دی ہے:—

حیاتی کاشی

''حیاتی کاشی شاعر شیریں ابیات است و میر آب چشمۂ آب حیات۔ آغاز حال تخلص 'سقائی' می کرد۔ وجہ تخلص این است کہ بمصاحبت بعضے ملاحدہ پرکار ہمتش گرد اہل نقطہ گردید و در علم منطقہ ترقی بسیار کردہ مرکز دائرۂ نقطویان گشت و نقد ہوش

در عشق صراف پسرے باختہ همراه او از 'کاشان' 'بقزوین' رفت و مدتے در آنجا با امنا یعنی اهل نقطہ اختلاط داشت جمعے ازیں طائفہ را با چند کتاب در حضور 'شاہ طہماسپ صفوی' بردند و بحکم شاهی همہ ایں ها محبوس و معذب گردیدند - بعد دو سال جانے از شکنجۂ حبس نجات یافتہ جانب شیراز رفت و یک دو سال درانجا گزرانیدہ در سنہ ۹۸۶ ستہ و ثمانین وتسع مائۃ بوطن مانوس کاشان شتافت و نقطہ را از لوح خاطر شستہ سربر خط دین نبوی گذاشت و بعد زمان بسیر از کاشان متوجہ دیار دکن گردیدہ در احمد نگر بسر می برد - یکے از مقربان جهانگیر بادشاہ تعریف او بہ سمع بادشاہ رسانید - حکم طلب او صادر شد - حیاتی امتثال امر نمودہ خود را بدرگاہ رسانید و مشمول عواطف خسروانہ گردید - در سنہ تسعۃ و عشر و الف مثنوی امیر خسرو مسمی بہ تغلق نامہ پسند خاطر بادشاہ افتاد - یک مبحث آں کتاب مفقود بود - شعراء ملازم رکاب بہ نظم آں مبحث مامور شدند - هر کدام سرمایۂ فکر خود تحفۂ محفل بادشاهی ساخت - ازاں جملہ نظم حیاتی نهایت مقبول افتاد - حکم شد تا بجلدوئے آں حیاتی را بزر سرخ و سفید سنجیدند - شش خریطہ در پلہ افتاد - هر یک خریطہ مشتمل بر هزار اشرفی و روپیہ - و سعیدائے گیلانی در تاریخ ایں واقعہ گوید -

"چوں حیاتی را — الخ"

خان آرزو را در حیاتی گیلانی و حیاتی کاشی غلط واقع شدہ - از مطالعہ مجمع النفائس تالیف او واضح می شود - از انفاس حیاتی اسمت : اشعار ........، ( خزانۂ عامرہ ) —

**حیاتی کی نظم کا صحیح زمانہ**

آزاد کے مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہے کہ حیاتی نے تغلق نامہ کا صرف ایک "مبحث" (یا فصل) جو گم ہوگیا تھا تحریر کیا۔ دوسرے، قطعۂ تاریخ سے حیاتی کی نظم کا صحیح سال بھی معلوم ہوگیا اور اس میں مطلق شبہ نہیں رہا کہ وہ تغلق نامہ جس سے فرشتہ نے سنہ ۱۰۱۵ ھ میں چار شعر نقل کیے حیاتی کا لکھا ہوا کلام نہیں ہوسکتا کیوں کہ 'حیاتی' نے تغلق نامہ میں جو کچھ لکھا وہ فرشتہ سے چار سال بعد سنہ ۱۰۱۹ ھ کی تحریر ہے —

۲ — علی ھذا فرہنگ جہانگیری کی تالیف اکبر کے عہد سنہ ۱۰۰۵ھ میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۰۱۷ ھ میں تکمیل کو پہنچی چنانچہ ع :-

"زہے فرہنگ نور الدین جہانگیر"

سال تکمیل کی تاریخ ہے - اگر تغلق نامہ کا یہ نسخہ جو ہمارے سامنے ہے حیاتی کاشی کی سنہ ۱۰۱۹ ھ کی تصنیف ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس کے چند سال پہلے کی تالیف فرہنگ جہانگیری میں اس کے اشعار نقل نہیں کیے جا سکتے تھے دوسرے فرشتہ اور عضد الدولہ انجو دونوں تغلق نامہ کے اشعار کو صراحتاً امیر خسرو کے نام سے نقل کرتے ہیں اور یہ نا ممکن ہے کہ انہوں نے اپنے ہم عصر

دیہاتی کے کلام کو امیر خسرو سے منسوب کردیا ہو۔

**تغلق نامہ کے اشعار فرہنگ جہانگیری میں**

فرشتہ کے اشعار ہم اوپر نقل کرچکے ہیں۔ ذیل میں وہ اشعار نقل کرتے ہیں جو ایک سرسری تلاش سے فرہنگ جہانگیری میں صراحتاً امیر خسرو کے نام سے ہمیں دستیاب ہوئے اور جو ہمارے نسخۂ تغلق نامہ میں موجود ہیں:—

اشعار تغلق نامہ جو فرہنگ جہانگیری (مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ع مطبع ثمر ہند لکھنؤ) میں سنداً نقل کئے گئے ہیں:

| صفحہ جہانگیری | تحت نشان (لفظ) | بیت تغلق نامہ | شعر |
|---|---|---|---|
| ۲۳۲ | خراب | ۲۸۱ | شباں چوں شد خراب از بادۂ ناب<br>رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب |
| ۴۰۵ | مردم | ۲۸۶ | نشاید ہیچ مردم خفتہ درکار<br>کہ در پایاں پشیمانی دہد بار |
| ۳۲۸ | چرخ | ۶۱۱ | کسے کش چشم زخم از چرخ روزیست<br>رسد گرچش جہاں در چرخ دوزیست |
| " | " | ۶۱۲ | چو زخم از قہر بے تدبیر چرخ است<br>نہ کم تر تیر چرخ از قہر چرخ است |
| ۴۲۰ | بزانہ | ۱۱۷۶ | ولایت دارم و گنج و خزانہ<br>سپاہے نیز چوں باد بزانہ |
| ۴۰۴ | لر | ۱۲۱۱ | ملک کز لشکر آفت سگالش<br>چو موے لر پریشاں دید حالش |
| ۴۰۴ | لر | ۱۲۱۲ | ترش رو بود چوں افغان جنگی<br>ولے ہم چوں کلاہ لر بہ تنگی |

۱۷۴ شارک ۱۶۱۴ اگر شاہیں زبوں گردد ز شارک
کلہ گل مرغ را زیبد بتارک

۹۱ باخہ ۱۸۷۱ بسا بر دل نہنگ از تیغ کہنہ
کہ بر فز دیدہ چوں باخہ بسینہ

(ف) شمس اللغات چھاپہ بمبئی صفحہ (۱۱۳) میں بھی
یہ شعر امیر خسرو کے نام سے درج ہے —

۱۴۴ دار ۲۱۳۸ خودش در دہلی و جاں در ہوا دو
تنش در شہر و جاں در دار مندو

۴۰۴ لر ۲۱۵۴ لرے کردند ناہموار در پیش
کہ باد از سر برآید در تگ خویش

۱۲۷ تار- تال ۲۱۹۶ ز سیری بستہ ہند و سیر خورشد
ہمہ تال بر نجش تال زر شد

۱۲۰ پایگاہ ۲۸۴۹ رمہ گرگاں رہایند از سپاہش
فرس دزداں بردند از پایگاہش

ذیل کے دو شعروں کے متعلق جو تغلق نامہ کے بیت نشان (۶۴۸) و (۶۴۹) ہیں، فرہنگ جہانگیری جلد اول صفحہ (۴۵۱) میں یہ عبارت لکھی ہے :—

"حکیم امیر خسرو ایں معنی را در کور کردن پسران سلطان السلاطین، رقاب الامم، ملوک الشرق والعجم علاء الدین والدنیا گفتہ :—

کسے کو برکشید ایں دیدۂ سر بسان خستہ شفتا لو بود تر
کو چشم او چو دو عناب خستہ ہمیشہ خستہ و در خوں نشستہ

**تغلق نامہ کی دوبارہ نایابی**

لیکن حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ جہانگیر کی اس قدردانی اور کاوش کے باوجود تغلق نامہ کا یہ نسخہ بھی جس کی حیاتی نے تمہید لکھی تھی ملک میں رواج نہ پا سکا اور بعد کی تاریخوں اور تذکروں میں اس کا بہت ہی مجمل ذکر یا صرف نام باقی رہ گیا ہے۔ اسی سلسلے میں مجھے متحف برطانیہ میں نواب ضیاء الدین خاں نیر دہلوی کی ایک تحریر ملی جو انہوں نے امیر خسرو کے حالات اور تصانیف کے متعلق بطور یادداشت قلمبند فرمائی تھی۔ یہ غالباً سنہ ۱۸۳۸ ع کی تحریر ہے اور سر ہنری الیٹ کے ذخیرے کے ساتھ متحف مذکور میں داخل ہوگئی ہے:—

**نواب ضیاء الدین خاں کا بیان**

نواب صاحب موصوف نے من جملہ اور تاریخی مخطوطات کے امیر خسرو کی تاریخی مثنوی خزائن الفتوح کا ایک نسخہ سر ہنری الیٹ کو دیا تھا۔ اور اسی فاضل انگریز کی فرمایش سے خود اپنی قلم سے امیر خسرو کے حالات بھی لکھ کر کتاب کے ساتھ بھیجے تھے۔ اس میں نواب صاحب موصوف لکھتے ہیں:—

> "مثنوی نہمیں تغلق نامہ است کہ در حال تغلق شاہ تصنیف نمودہ کہ بس عدیم الوجود است و آخرین تصنیفات اوست"

پھر حاشیہ پر یہ سطر تحریر کی ہے:—

> "ہمگی کتب مذکورہ مصنفۂ امیر خسرو بجز تغلق نامہ کہ جز اسمے مسمی ندارد نزد این احقرالعباد موجود"

**تغلق نامہ کی دریافت**

اس طرح اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی گزشتہ دو صدی میں بھی نایاب رہی اور سنہ ۱۹۱۴ ع میں جب نواب اسحاق خاں مرحوم نے کلیات خسرو کی تلاش اور طبع کا وسیع پیمانے پر اہتمام کیا تو اس وقت بھی ہندوستان یا بیرونی ممالک کے کسی مشہور کتب خانے میں اس کتاب کا پتہ نہیں چلا اور یہ محض نادر اتفاق تھا کہ یہ مثنوی مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج کے ذاتی کتب خانے سے اور جہانگیر نامہ کے نام سے بر آمد ہوئی۔ مولانا شروانی صاحب کو ایک مدت تک یہ شبہ رہا کہ یہ کتاب حقیقت میں امیر خسرو کا تغلق نامہ ہے یا حیاتی کاشی کی بعد کی نظم۔ لیکن دنیائے ادب کو مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم کا احسان مند ہونا چاہیے جنہوں نے بہت جلد معلوم کرلیا کہ حیاتی کاشی کی تمہید کے ساتھہ اصلی تغلق نامہ بھی ہے۔ اس عظیم الشان "دریافت" کا فخر انھی مرحوم کو حاصل ہے۔ پھر انھوں نے شروانی صاحب کے نسخے کی اپنے قلم سے نقل کی اور اس پر ایک مقدمہ بھی تحریر کیا جو پورا نہ ہونے پایا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

نواب اسحاق خاں کے انتقال سے کلیات خسرو کی طبع و اشاعت کا کام بھی معرض التوا میں پڑ گیا اور تغلق نامہ کو شاید اس واسطے اور بھی نظر انداز کر دیا گیا کہ اس کی اصلیت ہی مشکوک و مشتبہ تھی۔

تین سال ہوتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا

نسخہ ان کے داماد کی وساطت سے میری نظر سے گزرا۔ اور محض کتاب کی چند داستانیں پڑھ کر ہی مجھے یقین ہو گیا کہ یہ امیر خسرو کی گم شدہ مثنوی ہے۔ یورپ کے سفر میں بھی یہ نسخہ میرے ساتھ تھا۔ اور میں نے کوشش کی کہ وہاں کے کسی کتب خانے میں اس کا دوسرا نسخہ ناقص یا کامل مل سکے تو بہم پہنچایا جائے۔ لیکن اس تلاش میں کامیابی نہ ہوئی اور آخر میں یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ مجلس مخطوطات فارسیہ کی طرف سے مولوی رشید احمد صاحب کا نسخہ خرید لیا جائے اور مولانا شروانی کے اصل نسخے سے اس کا مقابلہ کر کے یہ کتاب بجنسہ چھاپ دی جائے —

مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نا تمام مقدمہ بھی کتاب کے ساتھ چھاپا جا رہا ہے۔ اور مثنوی کے تاریخی واقعات کا ایک خلاصہ میں نے لکھ کر مقدمے کے بعد شامل کتاب کردیا ہے۔

**کتاب کی تاریخی اہمیت**

تغلق نامہ کی تاریخی اہمیت، اصل مثنوی بلکہ محض اس کے اردو خلاصے کے مطالعہ سے واضح ہو گی لیکن میں یہاں خاص طور پر اس کی ایک خصوصیت بیان کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس مثنوی میں سلطان قطب الدین کے قتل، خاندان علائی کی تباہی، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاہی، تغلق کی سرتابی، بعض امرا سے خط کتابت، دہلی پر چڑھائی اور دو بڑی لڑائیوں کے بعد فتح یابی، خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری، اور قتل کے متعلق ایسے صحیح اور تفصیلی حالات ملتے ہیں جو کسی

دوسری تاریخ میں موجود نہیں ہیں - افریقی سیاح ابن بطوطہ کا بیان بے ربط اور بہت مجمل ہے اور ہمیں اس سے زیادہ توقع رکھنے کا حق بھی نہیں ہے —

**برنی کی تاریخ اور غلطیاں**

لیکن ضیاءالدین برنی جس کی تاریخ محفوظ ہے اور جو ان تمام واقعات کے وقت خود دہلی یا اس کی نواح میں موجود ہوگا، افسوس ہے کہ اس نے بھی ان واقعات کو اچھی طرح اور پوری صحت و وضاحت کے ساتھ قلم بند نہیں کیا - اور اس کی تاریخ میں ان واقعات کا کوئی صحیح مہینہ یا سنہ تک درج نہیں ہے - 'خسرو' کی بادشاہی کا زمانہ اس نے ایک جگہہ "چار ماہ" اور دوسری جگہہ "سہ چار ماہ" لکھہ دیا ہے *

معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اسی بے احتیاطی سے بعد کے اکثر تاریخ نگاروں کو طرح طرح کے مغالطے ہوئے - اور قطب‌الدین کے قتل سے محمد تغلق کی تخت نشینی تک جملہ واقعات کی تاریخیں مختل ہوگئیں پس تغلق نامہ کے مل جانے سے ہماری تاریخ کا

**اہم واقعات کی صحیح تاریخیں**

یہی فائدہ کچھہ کم نہیں کہ اس مثنوی کی بدولت سب تاریخوں کی تصحیح ہو جاتی ہے کیونکہ امیر خسرو نے نہایت صراحت سے لکھا ہے کہ قطب‌الدین کا قتل جمادی‌الثانی سنہ ۷۲۰ھ کی عین چاند رات کو واقع ہوا † :-

---

* برنی مطبوعہ ایشیا تک سوسائٹی صفحہ ۴۱۱، ۴۱۲

† سیرالاولیا (مطبوعہ چرنجی لال صفحہ ۱۵۱) اور حضرت

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

چو تاریخ عرب شد ہفصد و بیست  ثہات قطب شد کم جانب زیست
جماد دومیں را شد پدیدار  ہلال تیرہ و تاریک دیدار
شد آں مہ بوقت کیہاں مبارک  مگر بر طالع سلطان مبارک

اور ٹھیک دو مہینے بعد غازی ملک تغلق غاصب خسرو خاں کو شکست دے کر پہلی شعبان سنہ ۷۲۰ ھ کو تخت دہلی پر متمکن ہو گیا :-

"چو صبح غرۂ شعبان فرخ  نمود از تخت گاہ آسماں رخ"

یہ ہفتے کا دن تھا اور خسرو خاں سے آخری لڑائی اس سے ایک دن پہلے یعنی جمعہ کو ہوئی تھی :—

ہمہ شب بود خسرو لشکر آرائے  سران و سر کشانش نیز برپائے
چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت  زمانہ غلغل خونریز برداشت

دن کا ذکر برنی اور بعد کے مورخوں نے بھی کیا ہے کہ لڑائی جمعہ کو ہوئی اور دوسرے دن تغلق تخت نشین ہوا مگر ان میں سے کوئی صحیح تاریخ نہیں لکھتا —

**اس عہد کے رسل و رسایل**

اس اہم تاریخی اطلاع کے بہم پہنچ جانے کے بعد ہمیں یہ اندازہ کرنے کا بھی موقع ملتا ہے کہ اس زمانے میں رسل و رسایل کا کس قدر عمدہ انتظام تھا کہ صرف دو مہینے کے اندر تغلق بعض اور ہم خیال امیروں کی فوج

---

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

سلطان المشایخ کے بعض دوسرے تذکروں میں بھی یہ بات ضمناً تحریر ہے کہ سلطان قطب الدین چاند رات کو مارا گیا لیکن ان تذکروں میں صحیح مہینہ درج نہیں ہے —

ساتھ لے کر دیپال پور سے لڑتا بھڑتا پائے تخت دھلی تک پہنچ
گیا حتیٰ کہ شروع میں راقم الحروف کو اس دو مہینے کی مدت
تسلیم کرنے میں اسی لیئے تامل تھا کہ اتنے قلیل زمانے میں غازی
ملک تغلق کو دور دور کے صوبہ داروں سے خط کتابت کرنے کی مہلت
کیونکر ملی - امیر خسرو نے ان صوبہ داروں کے قام اور مقام اور ان
کی مکاتبت کا حال خاصی تفصیل سے تحریر فرمایا ہے ( ۱۰۷۴ تا
۱۳۱۵ ) ۔ پائے تخت دھلی سے خود تغلق کا مستقر دیپال پورا
دو سو میل سے زیادہ فاصلے پر تھا - اگرچہ اس صوبہ کی حدود
سرستی ندی یعنی موجودہ شہر حصار کے قریب تک پھیلی ہوئی
تھیں جس کا فاصلہ دھلی سے سو میل سے بھی کم ہے - جن صوبہ
داروں کو تغلق نے خط لکھ کر خسرو خاں کی مخالفت پر ابھارا
ان میں سب سے زیادہ دور سہوان ( موجودہ ضلع لڑکانا ) صوبۂ سندھ
اور جالور ( ریاست جودھپور ) کے والی تھے - نقشے میں دیکھنے سے
معلوم ہوگا کہ دیپال پور سے سہوان کا فاصلہ تقریباً ( ۴۲۵ ) میل
اور جالور کا ( ۴۰۰ ) میل کے قریب ہے ۔ ڈاک چوکی کے عمدہ
انتظام کی بدولت اتنے دور کے مقامات تک سرکاری ڈاک کا ہفتہ
عشرہ میں پہنچ جانا خلاف قیاس نہیں اور ابن بطوطہ کے سفر نامے
نیز برنی وغیرہ مورخوں کی تحریروں میں ایسی نظیریں بھی
ملی ہیں کہ سرکاری ہرکاروں نے اس سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ
ایک مقام سے دوسرے مقام تک اطلاعات پہنچا دین - جیسا کہ
مثنوی یا اس کے خلاصے سے معلوم ہوگا تغلق نے جن صوبہ داروں کو
خط لکھے تھے ان میں سے صرف ایک شخص 'بہرام ایبہ' فرج کے

ساتھ تغلق سے آملا اور دھلی پر لشکر کشی میں نمایاں خدمات انجام دیں اسی بہرام کو بعد میں کشلے خاں کا خطاب اور پورے سندھ و ملتان کی صوبہ داری عطا ہوئی تھی —

کتاب کے ادبی محاسن یا صنایع بدایع پر میں نے کچھ نہیں لکھا - تغلق نامہ میں ایسے صنایع بہت کم ہیں اور مصنف علیہ الرحمۃ کے ان کمالات پر زیادہ واقف اہل ذوق کلیات خسرو کے بعض دیباچوں میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں - البتہ مختصر طور پر یہ لکھنا باقی ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نسخہ مجلس مخطوطات کے لیے خریدنے کے بعد اس کی اصل کتب خانہ حبیب گنج سے منگائی گئی اور مخدومی مولانا شروانی رئیس حبیب گنج کی عنایت سے تغلق نامہ کا یہ دنیا میں واحد نسخہ کئی ہفتے میرے پاس رہا - اس عنایت پر میں مجلس کی طرف سے جناب ممدوح کا شکریہ ادا کرتا ہوں —

**نسخۂ حبیب گنج**

حبیب گنج کے اس نسخہ میں بھی کاتب کا نام یا کتابت کا سن درج نہیں ہے - جیسا کہ اوپر بیان ہوا آخری اوراق مفقود ہیں؛ آخری صفحہ پر ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے ضرور کم سے کم ایک یا زیادہ اوراق موجود تھے - اسی خاتمۂ کتاب سے چند ورق پہلے حاشیہ پر ایک عنوان کا شعر تحریر ہے - یہ اسی بحر و قافیہ میں ہے جس میں تغلق نامہ کی داستانوں کے دوسرے عنوانات لکھے گئے ہیں —

حدیث چترو کشور دادن شہزادگان وانکہ بشغل آراستن کار ملوک وبندہ وچاکر

اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم ایک داستان امیر خسرو کی لکھی ہوئی اور موجود تھی جس میں تغلق کی تخت نشینی کے بعد، ملوک و امرا کے جدید مراتب و مناصب کا حال تحریر تھا ۔

نسخے کے اوراق بھی بعض جگہ غیر مرتب ہوگئے ہیں مگر ان کا سلسلہ تھوڑے سے تجسس کے بعد مل جاتا ہے۔ کتابت کی بے شمار غلطیاں پائی جاتی ہیں، جن میں بہت سی مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنی نقل میں درست کردی تھیں اور ہم نے اس اصلاح سے کافی استفادہ کیا۔ کتاب کو بار بار محنت اور غور کے ساتھ پڑھنے سے بہت سی دوسری غلطیاں بھی صاف ہوگئیں۔ مگر سوائے بالکل صریحی اور یقینی اغلاط کے ہم نے متن میں ہر جگہ نسخۂ حبیب گنج کی کتابت کی مجنسہ نقل کردی ہے اور مولوی رشید احمد صاحب یا اپنی قیاسی تصحیح کو حاشیہ میں لکھا ہے۔ کتاب کی آخری خواندگی اور تصحیح میں مولانا احتشام الدین صاحب حقی دہلوی سے نہایت مفید مشورے ملے جس کے لئے میں ان کا منت گزار ہوں ہر بار کی خواندگی اور تصحیح میں شہدا محمد صاحب حیدرآبادی جو مجلس مخطوطات کے دفتر میں کام کرتے ہیں، برابر معین رہے اور بعض عمدہ مشوروں سے مجھے ممنون کیا ۔

نسخۂ حبیب گنج کے ایک صفحہ کا عکس لے کر شامل کتاب کر دیا گیا ہے جس سے اس کی تقطیع اور خط کا اندازہ ہوگا۔ یہاں اتنا اور لکھ دینا چاہئے کہ اس نسخہ کے سر ورق پر یہ

الفاظ تحریر ہیں :

"جہانگیر نامہ عطائے حیاتی کاشی۔

اللہ اکبر۔

دہلی۔ خانقاہ قطب صاحب۔

مرزا سکندر بخت"

پہلے جملے سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید یہ نسخہ خود حیاتی کاشی نے لکھوا کر اپنے کسی دوست کو "عطا" کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اس کے بعد کی سرگزشت نا معلوم ہے اور خود مرزا سکندر بخت کے متعلق بجز اس صریحی قیاس کے کہ تیموری خاندان کے شہزادے ہوں گے * اور کچھ حالات معلوم نہیں ہوئے۔ نسخہ مجلد ہے۔ اگرچہ جلد کچھ بہت پرانی نہیں ہے۔ البتہ کاغذ یقیناً کم و بیش دو سو سال کا پرانا معلوم ہوتا ہے۔ جگہ جگہ سے کرم خوردہ اور کہیں کہیں پانی کی سیل کا نشان بھی موجود ہے۔ کل صفحات (۱۹۷) ہیں۔ نثر کا پہلا عنوان اور بعد کے

---

* مکرمی مولوی غلام یزدانی صاحب جنھوں نے از راہ کرم اس مقدمے کو ناقدانہ ملاحظہ کیا اور اپنی رائے سے مجھے مستفید فرمایا، لکھتے ہیں کہ :

"ایک میرزا سکندر بخت دہلی میں غدر کے بعد بھی موجود تھے اور تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا انتقال ہوا ہے"—

خود جناب شروانی صاحب کو یہ کتاب لکھنؤ کے کسی کتب فروش سے ملی تھی—

منظوم عنوانات نیز کہیں کہیں بعض نام سرخی سے لکھے ہوئے ہیں —

آخر میں دولت آصفیہ دام اقبالہا کا شکریہ ادا کرنا فرض ہے جس کی امداد سے مجلس مخطوطات فارسیہ اس قابل ہوئی کہ اس نادر و نایاب تاریخی مثنوی کو دنیائے علم کے سامنے چھاپ کر پیش کرتی ہے - فقط —

جمادی الاول سنہ ۱۳۵۱ ھ
حیدر آباد دکن

خاکسار
سید ہاشمی

# خلاصۂ مثنوی

(بقلم سید ہاشمی فرید آبادی)

## حیاتی کی تمہید

حمد کے (۳۶) شعر ہیں اور اس کے بعد یہ کہہ کر کہ 'حیاتی' حمد کا پورا حق کون ادا کرسکتا ہے بغیر کسی نعت و منقبت وغیرہ کے مدح بادشاہ (جہانگیر ابن اکبر) کی طرف گریز کیا ہے —

(۳۸) شعر بادشاہ کی مدح میں لکھ کر مثنوی ہذا کے متعلق لکھتا ہے کہ یہ سنہ ۱۰۱۹ھ کا ذکر ہے کہ وقت مساعد اور زمانہ سازگار تھا جب کہ ایک نہایت مبارک رات کو میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بادشاہ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ "چھ سو کچھ" سنہ میں شاعر مشہور امیر خسرو نے بہت سی دوسری تصانیف کے بعد تغلق نامہ کی ترتیب کی اور حمد و مدح نیز بادشاہوں کے اوصاف اور اہل غفلت کی نغمہ پردازی اور بعض ماتحتوں کی غداری و سرکشی کے متعلق بہت کچھ تحریر کیا۔ اس کتاب کا ایک "دفتر" محفوظ ہے لیکن ابتدائی اور آخری اوراق اور سلسلۂ نظم حتیٰ کہ خود کتاب کا نام

غائب ہوگئے ہیں - اور جا بجا سے عنوان بھی پھٹ گئے ہیں - ایسی عمدہ کتاب کو حوادث روزگار نے ابتر و پریشان کردیا ہے - میرے خیال میں اسی وقت یہ بات آئی کہ کسی ایسے شاعر سے جو اس کا اہل ہو فرمایش کی جائے کہ اس نظم میں سے جو چیزیں ضایع ہوگئی ہیں وہ ان کو پورا کردے '—

یہ فرمانے کے بعد (حیاتی بیان کرتا ہے کہ) اس وقت جب کہ زمانہ فتنے سے خالی تھا ' میرے نصیبے کا قفل کھلا - اور بادشاہ کی نظر مجھ پر پڑی اور اشارہ ہوا کہ اے شخص اس پرانے مجموعے کو تو نیا کر تاکہ خسرو کی روح ہم سے خوش ہو - تو اس کام کی بخوبی اہلیت رکھتا ہے - جب تک یہ اتمام کو نہ پہنچے ہاتھ سے قلم نہ رکھیو (نمبر ۸۰ تا ۱۰۰) -

حیاتی کہتا ہے کہ میں نے حکم بادشاہی کو بسر و چشم قبول کیا اور اس نظم کے لکھنے میں دل و جان سے مصروف ہوگیا —

پھر چند اشعار میں بادشاہ کے اس خیال کی تعریف لکھ کر اسے دعائیں دی ہیں (تا نمبر ۱۲۵) اور یہ دو شعر نقل کیے ہیں :—

۱ — چو بهند آسماں از دیدۂ مهر شود خارا زر از زیبائی چهر

۲ — نگر هدهد که مرغے کم هنر شد سلیماں چوں گزیدش تاجور شد

پھر نیکوں کی تعریف اور ان کی صحبت کے فوائد اور تمثیل میں ایک حکایت لکھی ہے (نمبر ۱۲۷ تا نمبر ۱۵۱) اور اس کے بعد صراحت کی ہے کہ میں نے یہ اشعار نصیحت آمیز اس وجہ سے لکھے کہ تغلق نامۂ خسرو میں ایک داستان پند و موعظت

کی تھی جو ضایع ہوگئی اور اب اس کے صرف یہی دو شعر (جو اوپر نقل کیے گئے) باقی رہ گئے ہیں۔ چونکہ بادشاہ کا حکم تھا کہ یہ کمی پوری کی جائے لہذا میں نے چند ٹکڑے اسی مثنوی کی طرز پر نظم کیے۔ اور ان دو شعروں پر اتنے نفیس اشعار کا اضافہ کردیا (تا نمبر ۱۶۷) ـــ

مذکورۂ بالا بیان کے بعد متن میں تو صریحاً اصل مثنوی یعنی تغلق نامۂ امیر خسرو کی نظم شروع ہوجاتی ہے لیکن حاشیہ پر بارہ شعر، بظاہر بعد میں، بڑھا دئے گئے ہیں۔ ان میں حیاتی لکھتا ہے کہ اگر اب بھی میرے (یعنی حیاتی کے) عمدہ کلام کی تشنگی باقی ہے تو ناظرین کتاب کے خاتمے کو دیکھیں جہاں میں نے بڑے تکلف سے بزم مسرت کا نقشہ کھینچا ہے* (نمبر ۱۶۸ تا نمبر ۱۸۰)۔

پھر امیر خسرو کے وہی دونوں شعر، (جن پر یہ تمہید کے ایک سو چہتر شعر لکھے تھے) نقل کردیے ہیں جو اس بات کا مکرر اشارہ ہے کہ یہاں سے اصل مثنوی تغلق نامۂ خسرو شروع ہوتی ہے ـــ

## اصل مثنوی تغلق نامہ

## (۱)

ہر چند تغلق نامہ کے ابتدائی اوراق ضایع ہو گئے اور بظاہر حمد و نعت کی داستان یا پہلے باب میں صرف وہ دو شعر باقی

---

* لیکن جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں ہم بیان کرچکے ہیں ہمارا نسخہ ناقص الآخر ہے اور اصل مثنوی کے آخری اوراق کے ساتھ بظاہر حیاتی کے یہ محولۂ بالا اشعار بھی نابود ہو گئے ہیں۔

رہ گئے جن کا حیاتی نے اوپر ذکر کیا تاہم مثنوی کا اصل مضمون یہیں سے شروع ہوتا ہے اور مصنف رحمۃاللہ علیہ ایک تمثیلی حکایت سے کتاب کا آغاز کرتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے جوہریوں کی پرکھ آزمانے کے لیے انگوٹھی پر سبز بلور کا ٹکڑا جڑوا لیا اور فن کے ایک ماہر کو دے کر کہا کہ اس زمرد کی قیمت کیا ہوگی۔ وہ شخص جس طرح اپنے فن میں کامل تھا اسی طرح نہایت عاقل و ادب شناس بھی تھا۔ کہنے لگا کہ ایسا جواہر دنیا بھر میں نہیں مل سکتا۔ اس پر بادشاہ نے بگڑ کر ارادہ کیا کہ اس جوہری کو اندھا کرادے لیکن اس نے رو کر جان کی امان مانگی اور عرض کیا کہ اے بادشاہ میں نے پہلی ہی نظر میں اس نگینے کی حقیقت پہچان لی تھی لیکن جب یہ بادشاہ کے ہاتھ میں آیا تو از خود بیش قیمت جواہر بن گیا۔ میں نے اسے زمرد اس لیے نہیں کہا کہ سوائے رنگ کے اس میں کچھ نہ تھا اور ادب شاہی کی وجہ سے اس کا اعزاز یہ کیا کہ اسے ایک نادر روزگار چیز بتایا —

یہ حکایت لکھ کر، امیر خسرو اپنے ممدوح بادشاہ (غیاث الدین تغلق اول) سے خطاب کرتے ہیں کہ ہر چند میری کتاب کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی لیکن جب تجھ جیسا بادشاہ اس پر کرم کی نظر کرے گا تو اس کی قیمت خود بخود بڑھ جائے گی۔ پھر اپنی اور اپنے کام کی بے حقیقتی لکھ کر فرماتے ہیں "میں نے اپنی لیاقت کے مطابق کوشش کی ہے۔ اے بادشاہ تو اپنی شان کے مطابق کام کر اور اسے قبولیت دے"۔ آخر میں چند شعر اپنی گناہ گاری اور اس کے مقابلے میں رحمت الٰہی کی بے کراں

وسعت پر تحریر کیے ہیں اور حسب معمول بادشاہ کو دعا دے کر دوسری داستان شروع کی ہے - ( تا بیت ۲۷۰ )

( ۲ )

نہ سپہر وغیرہ بعض دوسری مثنویوں کی طرح مصنف رح نے اس مثنوی کی داستان کے عنوان بھی منظوم تحریر کیے ہیں- لیکن اصل مثنوی کی بحر ہزج مسدس مکسور ہے اور جملہ عنوانوں کی بحر ہزج سالم ہے چنانچہ اصل مثنوی کا پہلا عنوان یہ ہے :-

خطاب از حضرت شاہ و از و خواہش بہ بستاخی

کہ از چشم رضا و مرحمت بیند دریں دفتر

پھر بادشاہ وقت غیاث الدین تغلق کی مدح کرتے ہیں کہ وہ رزم و بزم دونوں میں یگانۂ روزگار ہے - اس کی بزم "فردوس زمانہ" ہے اور اس میں بہت سے "فردوسی" یعنی شعرائے قادرالکلام موجود ہیں - ان میں سے ہر ایک نے اپنی جادو بیانی دکھائی اور شاہ نامے لکھے - مجھکو بھی بادشاہی اشارہ ہوا کہ اس کے نام پر تازہ نقش تیار کروں - ہر چند میری مٹھی میں کوئی موتی اس قابل نہ تھا کہ اسے مسند شاہی پر نچھاور کرتا لیکن جب اس شاہ غازی کے حالات لکھنے کی ہمت کی تو اس کی برکت سے معانی کے موتی غیب سے برسنے لگے - اسی امداد غیبی سے میں نے یہ موتیوں کی لڑی تیار کی کہ شاید حضور بادشاہ کے پسند آئے کیونکہ ادنیٰ کلام بھی بادشاہ کی پسند سے اعلیٰ ہوجاتا ہے - اور جس خطا کو بادشاہ جایز رکھتے ہیں ، وہ تحریر کی زینت و صنعت بن جاتی ہے ( ۲۲۵ تا ۲۳۸ )- اس کے بعد دوبارہ تقریباً

(۴۰) شعر بادشاہ کے اوصاف جہاں داری، سپہ گری، حسن انتظام اور عدل و تدبیر کی مدح میں لکھے ہیں اور دعا دے کر، "در شروع نظم می گوید" کے نثریہ عنوان سے اصل قصے کا آغاز کیا ہے - یعنی سلطان قطب الدین خلجی، کی آئندہ تباہی کی تمہید میں لکھتے ہیں کہ شراب، عشق، جوانی، حکومت اور اقبالمندی وغیرہ ایسی ہوائیں ہیں کہ جس کے سر میں بھر جاتی ہیں، اسے مستقبل کا کچھ ہوش باقی نہیں رہتا لیکن بادشاہ کو عشق و مستی کی وجہ سے مدہوش ہو جانا کسی طرح مناسب نہیں کیوں کہ اس کے ذمے صرف اپنی ہی سود و بہبود اور ذاتی حفاظت نہیں ہے بلکہ تمام رعایا کی حفاظت اور پاسبانی کا وہی ذمہ دار ہوتا ہے بادشاہوں کو آدمی کے انتخاب میں بھی بہت احتیاط کرنی چاہیے - خصوصاً اس لیے کہ ان کے سامنے جو لوگ آتے ہیں ان میں بہت سے دوست کے لباس میں چھپے ہوے دشمن ہوتے ہیں - انہی نصائح میں یہ بلیغ شعر لکھا ہے :—

"چو در هر کس سپاس و ناسپاسی است فراست دختر مردم شناسی است"

پھر لکھتے ہیں کہ آخرکار یہ بات سب پر روشن ہوگئی کہ سلطنت پر عنقریب بلا آنے والی ہے اور سلطان قطب الدین مبارک (خلجی) کی زندگی کی خیر نہیں ہے - حسن خسرو خاں جس کو بادشاہ نے خاک سے پاک کیا اور بہت ادنی درجے سے رتبۂ اعلی تک پہنچایا، اور جس کی نسبت کسی برائی کا گمان اس کے دل میں نہ گزرتا تھا، وہ سپہرے کے پالے ہوے سانپ کی طرح بادشاہ کی جان لینے کے درپے ہو گیا - بعض لوگوں نے

اشارے کنایے میں بادشاہ سے یہ بات عرض بھی کی لیکن قضائے آسمانی نے اس کے گوش تمیز کو بند کردیا۔ اور اس نے دوست دشمن میں امتیاز نہ کیا۔ یہاں ایک شعر (نمبر ۳۰۹) میں بادشاہ کی ہوسناکی کے کلام سے اسی جذبۂ شہوت رانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی صراحت مولف فیروز شاہی نے اس واقعے کے بیان میں جابجا کی ہے ــ

حسن خسرو خاں کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ نسل و نژاد کے اعتبار سے ہندو تھا۔ بادشاہ نے اسے وزارت و نیابت کے عہدوں سے سرفراز کیا اور اس کے ساتھ یک جان و دو تن ہوگیا لیکن حسن کا دل صاف نہ تھا۔ وہ ظاہری اطاعت کی تہ میں دشمنی کی تلوار تیز کر رہا تھا۔ خبرداروں نے کئی بار مخبری کی۔ لیکن بادشاہ کا ستارہ گردش میں تھا۔ اور عشق و محبت پر کسی کی بادشاہی کا زور نہیں چلتا۔ وہ اسی طرح غفلت میں رہا۔ اور حسن نے غداری کے ارادے سے براڈو قوم کے بہت سے ہندوؤں کو اپنے پاس نوکر رکھ لیا۔ امیر خسرو فرماتے ہیں کہ یہ قوم ہندوؤں میں سپاہی پیشہ اور لڑنے والی ہوتی ہے۔ بدایونی نے بھی حسن خسرو خان کے براڈو ساتھیوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن برنی اور اکثر بعد کے مورخ انہیں "پروار" بتاتے ہیں جو براڈو یا براوو سے الگ، گجرات کی ایک نیچ ذات کا نام ہے ــ

الغرض، امیر خسرو تحریر فرماتے ہیں کہ جس شام کو جمادی الثانی سنہ ۷۲۰ھ کا نیا چاند نکلا، اسی رات خسرو خاں نے اپنے ساتھیوں کو محل کے اندر بلا لیا۔ غافل بادشاہ سے محل کے

دروازوں کی کنجیاں وہ پہلے ہی حاصل کرچکا تھا۔ لیکن اندر کے حصے میں جب وہ بالا خانے کی طرف چلے جہاں بادشاہ اور خسرو خاں تھے تو راستے میں قاضی سے دو چار ہوئے اور اسے انہوں نے مار ڈالا۔ برنی نے اس کا پورا نام قاضی ضیاء الدین لکھا ہے اور صراحت کی ہے کہ وہ بادشاہ کا اُستاد تھا اور اس نے خسرو خاں کی سازش سے ایک مرتبہ بادشاہ کو خبردار بھی کیا تھا، لیکن بادشاہ نے اس کی بات نہیں سنی بلکہ خسرو خاں سے کہہ دیا کہ قاضی ضیاء الدین تیری نسبت ایسا کچھ کہتا ہے۔ برنی کا بیان ہے کہ اسی دشمنی کی بنا پر خسرو کے آدمیوں نے ضیاء الدین کو قتل کیا —

بہر حال قاضی کے مرنے پر محل میں ہنگامہ برپا ہوگیا۔ تغلق نامے کے بیان کے مطابق کچھ اور بادشاہی آدمی بھی اسی ہنگامے میں مارے گئے اور بادشاہ کو بھی آخرکار خبر ہوگئی کہ اس کے ساتھ دغا کی جارہی ہے۔ تب خسرو خاں کو جو بالا خانے پر اس کے پاس تھا پٹخ کر وہ اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا، لیکن کوئی ہتیار ہاتھ نہ آیا جس سے خسرو خاں کو مار سکتا اور چونکہ نیچے کے شور اور آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ حملہ آور بالاخانے پر چڑھ رہے ہیں لہٰذا خسروخاں کو چھوڑ کر وہ زینے کی طرف چلا۔ جیسا کہ برنی نے لکھا ہے یہ محل سرا کا راستہ تھا مگر اس سے قبل کہ بچ کر نکل سکے، خسرو خاں نے دوڑ کر اس کے پٹے پکڑ لئے اور اتنی دیر میں کہ بادشاہ اپنے بال اس کے ہاتھ سے چھڑائے، اس کے ہندو ساتھی آ پہنچے۔ اور ان میں سے ایک شخص جاہر یا نام (جہریا) نے ایک

ہی کاری وار میں بادشاہ کا کام تمام کردیا اور سر کاٹ کر نیچے صحن میں پھینک دیا۔ (تاریخ فیروز شاہی، صفحہ نمبر ۳۷۴)۔ برنی نے صراحت کی ہے کہ یہ قصر ہزار ستون کا واقعہ ہے—

پھر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ حسن خسرو خاں کے ساتھیوں میں یہ گفتگو ہوئی کہ اب تخت پر کس کو بٹھایا جائے۔ اس کے ہوا خواہوں نے اس موقع پر کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانے کی سخت مخالفت کی۔ اور کہا کہ جب تونے اپنے ولی نعمت کو قتل کر دیا تو اب خود بادشاہی اختیار کر ورنہ تجھے کوئی بادشاہ زندہ نہ چھوڑے گا۔ اس رائے میں خسرو خاں کے بعض مسلمان رفیق بھی شریک تھے۔ یہی مشورہ آخر میں اختیار کرلیا گیا۔ اور دوسری صبح خسرو خاں نے مسند شاہی پر جلوس کیا۔

مصنف تغلق نامہ کے اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خسرو خاں کا منشاء صرف سلطان قطب الدین کو ہلاک کردینے کا تھا۔ تخت پر قبضہ کرنے کی رائے بعد میں قرار پائی۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ برنی کے قول کے مطابق وہ سازش کی تیاریاں مدت سے کر رہا تھا۔ برنی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسی رات تمام بڑے بڑے امرا کو خسرو خاں نے قصر ہزار ستون میں بلا کر نظر بند کردیا اور رات بھر محل میں ایسی روشنی رکھی کہ دن معلوم ہوتا تھا۔ مگر امیر خسرو نے اس نظر بندی اور روشنی کا کوئی ذکر نہیں کیا—

(۳)

"سخن در سن عمرو خواندن شہزادگان وانکہ
حدیث دو خلف کاں از خلاف آمد نہ خلجر"

زمانے کے عبرت ناک انقلابات اور دنیا کے عیش و جاہ کی بے ثباتی پر چند نصیحت آمیز شعر لکھ کر مصنف رح تحریر فرماتے ہیں (از نمبر ۴۱۷) کہ پہلے کے جو عبرت ناک افسانے سنے تھے، ان سے بڑھ کر خود اپنے زمانے میں یہ حادثہ اپنی آنکھوں دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ علاءالدین جیسے صاحب سطوت بادشاہ کی اولاد ایسی بے دردی سے بے گناہ قتل کردی گئی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سلطان قطب الدین کے مارے جانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی تھے - ایک فرید خاں (۱۵) سال کا جو قرآن ختم کرچکا تھا اور سپاہیانہ فنون سیکھ رہا تھا - دوسرے ابوبکر خاں جس کی عمر (۱۴) سال کی تھی، قرآن پڑھ رہا تھا اور نظم و نثر اور خوش نویسی سے خاص مناسبت اور دلچسپی رکھتا تھا - ان سے چھوٹے علی خاں اور بہا خاں دونوں آٹھ آٹھ سال کے تھے اور پانچواں بھائی عثمان صرف پانچ سال کا تھا - اس جگہ یہ تصریح مناسب ہوگی کہ مورخ برنی نے صرف دو شہزادوں کے نام لکھے ہیں اور تغلق نامے میں ان کے نام عمر اور تعلیم کی جو تفصیل درج ہے وہ اور کسی تاریخ میں نہیں ہے - اسی سے بخوبی ثابت ہے کہ یہ مثنوی امیر خسرو کی تصنیف ہے جو اس وقت پائے تخت دہلی میں موجود تھے —

القصہ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ایسے کم سن، ہونہار ناز پروردہ شہزادوں کی نسبت خسرو خاں نمک حرام نے قتل و نابینا کرنے کا حکم دیا - حکم کے ساتھ ہی اس کے وحشی سپاہی محلات شاہی میں، جہاں ہوا اور فرشتے کا گزر نہ تھا، بے محابا گھس

پڑے - محل سرا میں ایک قیامت برپا ہو گئی - پردہ نشین بیبیاں بد حواس ہو کر ہر طرف بھاگتی اور چھپتی پھرتی تھیں اور ان کے پیچھے یہ غولان بیابانی دوڑ رہے تھے اور شہزادوں کو نام لے لے کے پکارتے تھے کہ اگر وہ باہر نکل آئیں تو ان کے ساتھ کوئی برائی نہ کی جائے گی۔ جب ان شہزادوں کو یقین ہو گیا کہ ان قضا کے فرشتوں سے جان بچانا غیر ممکن ہے تو انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کردیا۔ اور جس طرح قصائی بھیڑوں کو مسلخ کی طرف ہانک کے لے چلتا ہے، ان معصوم مظلوموں کو خسرو خاں کے سپاہی لے چلے - ان کے پیچھے پیچھے ان کی مائیں اور محل سرا کی بیبیاں اور نوکریں فریاد و فغاں کرتی چلیں - وہ ان بچوں کو اپنے سے جدا کرنا نہ چاہتی تھیں کہ ظالموں نے پہلے ان میں سے دو بڑے بھائیوں کو زبردستی جدا کیا - اس وقت فرید خاں نے سخت فریاد و فغاں کی مگر شہزادہ ابو بکر نے اسے روکا کہ یہ نالہ و فریاد مردانگی کے خلاف ہے - اگر تقدیر میں مارا جانا لکھا ہے تو ہمیں مردوں کی طرح صبر و شکر سے جان دینی چاہیئے - پھر ان شہزادوں نے وضو کے لیے پانی مانگا - اور پانی نہ مل سکا تو تیمم کر کے دوگانہ ادا کیا اور ان بے رحم جلادوں کے آگے گردن جھکا دی - یہ قتل و خون ناحق بظاہر محل سرا کے بالا خانے پر ہوا تھا اور بہیں سے ان کا خون پرنالے کے راستے بہہ کر نیچے گیا ( بیت نمبر ۵۲۴ ) - شاہی محل سرا میں سخت کہرام برپا ہو گیا، خصوصاً ان معصوم مقتولوں کی ماؤں نے رو رو کے برا حال کیا اور ایسے دلگداز بین کیے کہ محلات شاہی میں کبھی نہ سنے گئے ہوں گے —

ان دو بڑے شہزادوں کو قتل کرانے کے بعد خسرو خاں نے باقی تینوں بچوں کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا کر اندھا کرا دیا - یہ کیفیت امیر خسرو نے ایک جدا گانہ عنوان کے تحت میں ایسی درد ناک تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے جسے پڑھ کر بے اختیار دل بھر آتا ہے اور جیسا کہ وہ خود تصریح کرتے ہیں (نمبر ۶۱۹) یہ تمام حالات انھوں نے ایک چشم دید راوی سے سن کر لکھے ہیں، اور حقیقت میں یہ دونوں داستانیں تاریخی اہمیت کے علاوہ، امیر خسرو کی قوت مشاہدہ اور قوت بیان کا حیرت انگیز اور یادگار نمونہ ہیں - مجھے امید نہیں کہ کوئی تاریخی نظم صحت واقعات اور بیان کی درد انگیزی میں ان داستانوں سے بڑھ کر کبھی لکھی گئی ہو حتیٰ کہ میرے ایک ذی علم دوست یہ قیاس ظاہر کرتے تھے کہ امیر خسرو نے جس تفصیل کے ساتھ محل سرائے شاہی کے ان واقعات کو تحریر کیا ہے انھیں پڑھنے کی با حمیت مسلمان غالباً تاب نہ لاسکتے تھے - اور شاید اسی لیے امیر خسرو کی تاریخی مثنویوں میں صرف تغلق نامہ ایسی کتاب ہے جو زیادہ مقبول و مروج نہ ہوسکا -

(۴)

اس کے بعد ایک مستقل عنوان کے تحت میں امیر خسرو نے بیان کیا ہے کہ حسن خسرو خاں کی ایسی غداری اور تخت سلطنت پر غاصبانہ قبضہ کرلینے کے باوجود امرائے سلطنت میں سے کسی نے دم نہ مارا - اور اپنے بادشاہ کے قتل کیے جانے پر کسی کی ہمت یا حمیت نہ ہوئی کہ کافر نعمت حسن سے ان سفاکیوں کا بدلہ

لیتا - بخلاف اس کے سب طوعاً یا کرھاً اس کی اطاعت پر آمادہ ھوگئے بجز غازی ملک تغلق کے جو اپنے اولیائے نعمت کی یہ خانہ بربادی سن کر سخت پیچ و تاب کھاتا تھا اور انتقام لینے کے لیے بے چین تھا لیکن چونکہ اس کا بیٹا ملک فخرالدین جونا خاں جو آگے چل کر محمد تغلق کے نام سے وارث تخت ہوا اور جسے امیر خسرو ملک فخرالدول اور فخرالحق کے نام سے یاد کرتے ھیں، پائے تخت دھلی میں موجود تھا اور اس اندیشے سے کہ حسن اسے کوئی گزند نہ پہنچائے غازی ملک تغلق اپنے ارادۂ انتقام کا اظہار نہ کر سکا (نمبر ۶۸۰ تا نمبر ۷۱۰) —

خود ملک فخرالدین کو ان افسوسناک واقعات کا دلی صدمہ تھا اور بالآخر جب اس سے صبر نہ ہوسکا تو اس نے ایک محرم راز علی یغدی کو اپنے باپ کے پاس بھیجا اور جملہ حالات سے اطلاع دی - "علی افدی" کے نام سے ایک امیر کا ذکر ضیاء الدین برنی نے کیا ھے جو تغلق اول کے اعیان دولت میں شامل تھا اور اعجاز خسروی کے بعض خطوط میں بھی یہ نام بسبیل تمثیل آتا ھے - القصہ جب علی، غازی ملک تغلق کے پاس پہنچا تو اس نے جواب میں بیٹے کو کہلا بھیجا کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو پائے تخت دھلی سے نکل کر آجاے - چنانچہ فخرالدین جونا نے ملک بھرام کے بیٹے کو ھم راز بنایا اور چند چیدہ سواروں کے ساتھ باپ کے صوبے کی طرف روانہ ھوگیا اور دھلی کے لشکر کثھر میں سے کسی کی ھمت نہ ھوئی کہ اس کو جا پکڑتا - برنی نے لکھا ھے (اور غالباً یہ اس کی بھول ھے) کہ خسرو خاں نے اس کے تعاقب میں لوگ بھیجے

تھے مگر وہ اس کو نہ پا سکے اور ناکام واپس آ گئے - ابن بطوطہ کی روایت یہ ہے کہ خسرو خاں نے فخرالدین کو حکم دیا کہ گھوڑے شہر کے باہر پھرا لاے - وہ بھاگنے کی فکر میں تھا - اسی حیلے شہر کے باہر نکلا اور دیپالپور کی طرف فرار ہوگیا —

بہر حال فخرالدین اور اس کے ساتھی بخیر و عافیت غازی ملک کے پاس پہنچ گئے اور بیٹے نے باپ کو آمادہ کیا کہ وہ غاصب خسرو خاں پر فوج کشی کرے - اور اس نے بیٹے کو اطمینان دلایا کہ میں صرف تیرے آنے کا منتظر تھا اور اب اپنے اولیاے نعمت کے انتقام لینے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کروں گا —

اس داستان میں کتابت کی اغلاط اور کاغذ کے کرم خوردہ ہونے سے اصل نسخے کے بعض اشعار صاف اور صحیح نہ پڑھے جاسکے - تاہم " صفت خنجر ملک غازی " کے ذیلی عنوان کے تحت میں شاعر نے اس امیر کے سپاہیانہ جذبات کا نقشہ کھینچا ہے ( نمبر ۷۷۲ تا نمبر ۷۸۶ ) اور بیٹے کی ملاقات اور گفتگو ( نمبر ۸۱۳ تا نمبر ۸۴۳ ) اس خوبی سے لکھی ہے کہ بے اختیار آفرین کہنے کو جی چاہتا ہے —

( ۵ )

مصنف(رح) لکھتے ہیں کہ ملک فخرالدین کے دہلی سے نکل جانے سے یہ معلوم ہوا گویا مکان کے چار ارکان میں سے ایک رکن، یا تخت کے پایے میں سے ایک پایہ کم ہوگیا - اس نے گھوڑا باہر کیا ہانکا کہ حسن کا گھوڑا یک بیک بیٹھ گیا - اور کمان کے سرے ڈھیلے ہوگئے —

رفیقوں سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے - اور دوسرے امیروں

کو کس طرح قابو میں رکھا جائے۔ ہوا خواہوں نے رائے دی کہ اول تو جتنے شاہزادے تخت کے وارث ابھی تک زندہ ہیں سب کو قتل کرا دیا جائے کہ سوائے تیرے کوئی سلطنت کا دعویدار نہ رہے۔ دوسرے جنگ جویوں کو قابو میں رکھنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ انھیں بے دریغ روپیہ دیا جائے۔ اگر تو بادشاہ رہا تو یہ روپیہ سب وصول ہو جائے گا ورنہ ظاہر ہے کہ تیرے کس کام آئے گا۔ حسن کو یہ مشورہ پسند آیا اور کمال بے رحمی سے جو شہزادے زندہ باقی تھے انہیں قتل کرا دیا۔ ملک غازی کو یہ اطلاع ملی تو اور زیادہ غضب ناک ہوا اور دل میں کہا کہ اگر خدا چاہے تو ان غداروں کا انتقام ان کتوں سے لیے بغیر نہ رہوں گا۔ (تا نمبر ۸۹۶) —

اس کے بعد امیر خسرو نے نئے عنوان کے تحت میں دوبارہ حسن کے مجلس مشاورت کرنے کا حال لکھا ہے۔ در حقیقت حسن خسرو خاں فخرالدین جونا کے نکل جانے سے ہی ایسا ارز گیا تھا (چو شمشیر تنگ از جنبش سخت) کہ اسے غازی ملک تغلق کی فوج کشی اور اپنا برا انجام آنکھوں کے سامنے نظر آتا تھا اور وہ اپنے اس خوف و ہراس کو چھپا نہ سکتا تھا۔ لیکن ان دو تین مسلمان امیروں میں جو سلطان قطب الدین کے قتل کی سازش میں حسن کے شریک ہو گئے، ایک شخص یوسف صوفی بہت تیز و تند تھا۔ برنی نے بھی اس کا ذکر بہت کچھ نفرین و ملامت کے ساتھ کیا ہے۔ مذکورۂ بالا مجلس مشاورت میں اس نے حسن کی حمایت اور وفاداری میں ایک پرجوش تقریر کی

اور کہا کہ ہمیں ہرگز غازی ملک سے خوف نہ کرنا چاہئیے اور اگر وہ سرکشی کرے تو اپنے نئے بادشاہ کے سامنے سینہ سپر ہوکر باغی کی سرکوبی کرنی چاہئیے ۔ پھر اسی جوش و خروش میں ایک تیز پا قاصد غازی ملک تغلق کے پاس دیپالپور بھیجا اور یہ پیام دیا کہ اے سردار اگرچہ تو جنگ آزمودہ اور بہادر ہے لیکن حق کے سامنے سر جھکانا تیرا فرض ہے ۔ ورنہ تیرا وہی انجام ہوگا جو بادشاہوں سے بغاوت کرنے والوں کا ہونا چاہئیے ۔ غازی ملک تغلق یہ پیام سن کر یوسف صوفی کی گستاخی پر بہت بگڑا اور اس کو سخت سست کہتے کہتے یہاں تک بے قابو ہوا کہ تلوار کھینچ کے قاصد ہی کا سر اڑا دیا ( نمبر ۹۸۹ ) ۔ دہلی میں جب یہ خبر پہنچی تو صوفی خاں اور حسن کے ساتھیوں کو اور زیادہ پریشانی ہوئی اور وہ سمجھ گئے کہ غازی ملک اس قسم کی بھبکیوں سے قابو میں آنے والا نہیں ہے ۔ ( تمثیل میں ایک اونٹ کی دلچسپ حکایت جسے بڈھے کاشتکار نے ڈھولک بجا کے ڈرانا چاہا تھا ۔ تا نمبر ۱۰۱۹ ) ۔

( ۶ )

تقریباً ( ۳۰ ) اشعار قلم اور خط نویسی کی تعریف میں لکھنے کے بعد امیر خسرو بیان کرتے ہیں کہ فخرالدین جونا سے سلطان قطب الدین کے حالات قتل سن سن کر غازی ملک تغلق کو اور زیادہ غصہ آیا کہ ملک میں اتنے نمک خوار امیر و وزیر موجود ہیں مگر حیف ہے کہ کسی کو اپنے ولی نعمت کے

بچانے یا اس کا انتقام لینے کی توفیق یا ہمت نہ ہوئی - اس نے کہا کہ اب میں پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ اگر اور کوئی میرا ساتھہ نہ دے گا تو بھی خدا کے بھروسے پر تنہا ان کافر غاصبوں سے بدلہ لیئے بغیر نہ رہوں گا - پھر دبیر خاص کو طلب کیا اور ذیل کے بڑے بڑے امیروں اور صوبے داروں کے نام خط لکھوائے - خط لکھوانے کا ذکر دوسری تاریخوں میں بھی آتا ہے - لیکن ناموں کی یہ تفصیل و تصریح کہیں موجود نہیں ہے - اور بجائے خود اس بات کی مزید شہادت ہے کہ مثنوی تغلق نامہ کسی با خبر ہم عصر مورخ ہی کی تحریر ہو سکتی ہے -

۱ - ایک خط مغلطی حاکم ملتان کے نام - برنی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور جیسا کہ آگے آئے گا یہ شخص غازی ملک تغلق کا ساتھہ نہ دینے کی وجہ سے اپنے ہی ایک ماتحت سردار بہرام سراج کے ہاتھہ سے مارا گیا - فرشتہ وغیرہ بعد کے بعض مورخوں نے اس بہرام سراج کو غلطی سے بہرام ایبہ لکھہ دیا ہے -

۲ - دوسرا خط محمد شاہ حاکم سیوستان کے نام - سیوستان سے سندھ کا شمالی مغربی علاقہ سہوان مراد ہے جو اب ضلع لڑکانا میں معمولی قصبہ رہ گیا ہے اور اُس وقت ایک صوبے کا صدر مقام تھا —

۳ - تیسرا خط بہرام ایبہ ( حاکم اُچّھہ ) کے نام جس کا خطاب کشلو خاں ہوا - ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ غازی ملک تغلق نے ملک جونا سے دہلی بھاگ کر آنے سے بھی پیشتر ملک بہرام

کو جو اس کا بڑا دوست تھا، خفیہ خط بھیجا اور مشورہ کیا تھا کہ قطب الدین خلجی کا انتقام کس طرح لیا جائے۔ بہرام ہی نے اس کو یہ صلاح دی کہ پہلے اپنے اور خود بہرام کے بیٹے کو دہلی سے کسی طرح نکال لیا جائے۔ چنانچہ ابن بطوطہ کے بیان کے موافق ملک جونا اور ملک بہرام کا بیٹا خود غازی ملک تغلق کی تحریک سے فرار ہوئے، اگرچہ تغلق نامہ میں جیسا کہ ہم ابھی پڑھ چکے ہیں، یہ بیان کیا گیا ہے کہ خود ملک فخرالدین جونا نے اپنے باپ کو دہلی کے انقلاب کی اطلاع دی۔ اس وقت تک غازی ملک کے بہرام کو خط وغیرہ لکھنے کا ذکر تغلق نامے میں نہیں آیا ہے۔ بہرحال یہ ملک بہرام ابیہ نہایت نامی گرامی امیر تھا اور اسی کی معاونت سے غازی ملک کو خسرو خاں سے لڑنے کی جرأت بڑھی۔ فتح کے بعد بھی غازی ملک تغلق نے بقول ابن بطوطہ ملک بہرام ابیہ سے درخواست کی تھی کہ وہ تخت بادشاہی کو قبول کرے اور بہرام نے اصرار کیا کہ غازی ملک تغلق بادشاہ ہو۔ یہاں اتنا اور بڑھا دینا چاہیے کہ ملک بہرام نے محمد تغلق کے عہد بادشاہی میں بغاوت کی اور شکست کھا کے مارا گیا۔

۴ - چوتھا خط یک لکھی امیر سامانہ کے نام جس کے غازی ملک سے جھگڑا کرنے کا ذکر آگے آتا ہے۔

۵ - پانچواں خط حاکم جالور (مغربی راجپوتانہ) امیر ہوشنگ کے نام۔ جیسا کہ امیر خسرو نے اشارہ کیا ہے:

"دگر بر مقطع جالور ہوشنگ　　که مانند پدر گر گیست در جنگ"

یہ امیر کمال الدین گرگ کا بیٹا تھا اور محمد تغلق کے عہد بادشاہی تک ہم اس کے کارنامے پڑھتے ہیں۔

۶۔ چھٹا خط عالم ملک الملقب بہ عین الملک ملتانی کے نام، جو اس زمانے کا مشہور امیر ہے اور خسرو خاں نے بھی اس کو وزارت پر بحال رکھا تھا (تا نمبر ۱۰۸۰)۔

اس کے بعد امیر خسرو نے (۳۰) اشعار میں ملک تغلق کے خط کا مضمون نقل کیا ہے جس میں وہ قطب الدین کے قتل اور خسرو خاں کے بادشاہ ہوجانے پر امیروں کو غیرت دلاتا اور خسرو سے لڑنے پر آمادہ کرتا ہے۔ مگر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کو سب سے زیادہ فکر یہ تھی کہ کسی طرح ملک بہرام ابیہ اس کا رفیق و شریک ہو جائے اور اسی لیے اس کے پاس خط کے ساتھ ایک خاص مصاحب علی حیدر کو روانہ کیا تھا کہ زبانی بھی ملک بہرام کو اپنے ولی نعمت کے انتقام پر آمادہ کرے۔ جب یہ نامہ اور پیام بہرام کے پاس پہنچا تو اس نے پورے جوش و خروش سے تغلق کی تائید کی اور کہا کہ میں خود قطب الدین اور شہزادوں کے قتل کی خبر سن کر بے تاب تھا اور اگر تم نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے تو میں دل و جان سے تمھارا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔

برخلاف بہرام کے جب غازی ملک تغلق کا پیام مغلطی امیر ملتان کے پاس پہنچا تو وہ بہت بگڑا اور کہا کہ اگر دھلی کی مرکزی حکومت سے سرتابی کرتا تو میں کرتا۔ تغلق جو محض ملتان کے ایک تابع دیپالپور کا حاکم ہے، اس کو یہ حق کیوں کر

حاصل ہوا کہ وہ تخت نشین دہلی سے اُلجھنے کا ارادہ کرتا ہے۔ جب مغلطی کے ان خیالات کی غازی ملک کو اطلاع ہوئی تو اس نے ملتان کے دوسرے سرداروں کو خفیہ طور پر اشارہ کیا کہ وہ امیر ملتان پر حملہ کردیں۔ اس ہنگامے کا سرغنہ بہرام سراج تھا جس کو فرشتہ نے غلطی سے بہرام ابیہ لکھ دیا ہے۔ غرض مغلطی کے ماتحت سرداروں نے اس پر یورش کی، وہ جان بچا کر بھاگا لیکن ایک نہر میں گر پڑا جسے امیر خسرو تصریح کرتے ہیں کہ خود غازی ملک تغلق نے اپنی ملتان کی صوبہ داری کے زمانے میں، من جملہ اور بہت سے رفاہی کاموں کے، راوی سے جہلم تک تیار کرایا تھا*۔ مغلطی اسی نہر میں غوطہ کھا رہا تھا کہ بہرام سراج کا بیٹا آ پہنچا اور اس کا سر اُڑا دیا —

محمد شاہ لُر حاکم سیوستان کے پاس غازی ملک تغلق کا قاصد پہنچا تو اس وقت وہاں کے مقامی سرداروں نے محمد شاہ کے خلاف بغاوت کر رکھی تھی اور یہ امیر قلعے میں محصور تھا۔ غازی ملک کے خط کی وجہ سے اس کے باغی سرداروں نے اس کے ساتھ صلح کرلی۔ اور خود اس نے جوش و خروش کے ساتھ تغلق کی رفاقت پر آمادگی ظاہر کی لیکن مدد کے لیے روانگی میں اتنی دیر لگائی کہ یہاں لڑائی وغیرہ ختم ہوچکی تھی۔ تاہم تغلق نے اس سے کچھ بازپرس

---

* انہیں عمارات میں سے تغلق نامہ میں ایک بڑی عیدگاہ کا ذکر آتا ہے اور غالباً یہ وہی مسجد ہے جس کو ابن بطوطہ نے بھی دیکھا تھا۔ (دیکھو سفر نامہ ابن بطوطہ جلد دوم، باب چہارم)

نہیں کی اور اسے اپنے عہد میں بحال رکھا ۔

غازی ملک نے عین الملک ملتانی کو جو وزیر سلطنت ہونے کے علاوہ اجین اور دھار کا صوبہ دار بھی تھا، خاص طور پر خفیہ مراسلہ لکھا اور اپنے ساتھ شریک ہوجانے کی دعوت دی لیکن عین الملک نے از رہ مصلحت اندیشی یہ خط خسرو خاں کو دکھا دیا تاکہ اس پر اپنی خیر خواہی ثابت کرے۔ غازی ملک نے دوبارہ ایک خفیہ قاصد اس کے پاس بھیجا تو عین الملک نے اسے علاحدہ لے جاکر یہ پیام دیا کہ ہر چند اس وقت مجبوری سے میں بظاہر خسرو خاں کے ساتھ ہوگیا ہوں لیکن مجھے اس سے دلی نفرت ہے اور اس جنگ کے ختم ہوتے ہی خود غازی ملک تغلق کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا پھر خواہ میری جان بخشی کرے یا سزا دے ۔

سامانہ کے حاکم ملک یک لکھی نے (جسے امیر خسرو نے لکھا ہے کہ ایک کم اصل نو مسلم غلام تھا اور سلطان قطب الدین ہی کی عنایت سے اس درجے کو پہنچا تھا) غازی ملک کا خط پڑھ کر تائید و رفاقت کی بجائے عداوت پر کمر باندھی اور تغلق کا خط خسروخاں کے پاس بھیج کر خود غازی ملک پر فوج کشی کی۔ مگر اس کی بد زبانی اور سخت گیری سے لوگ پہلے ہی سخت ناراض تھے۔ لڑائی میں اس کو شکست ہوئی اور وہ واپس اپنے مستقر سامانہ میں آکر خسرو خاں کے پاس جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ یک بیک اہل شہر نے اس پر حملہ کیا اور قتل کرڈالا۔ (تا نمبر ۱۳۱۶) ۔

اس دلچسپ تاریخی نامہ و پیام کی تفصیل کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں کہ

باوجود ان تیاریوں کے غازی ملک تغلق کو سخت تشویش تھی کہ دیکھئے اس کوشش کا انجام کیا ہوتا ہے - اور وہ اپنے دوستوں اور رفیقوں سے بھی اس دلی تردد کو نہیں چھپاتا تھا - لیکن یہ لوگ اس کی شجاعت اور حق کوشی کو یاد دلا کر اس کی ہمت مضبوط کرتے تھے - اور اپنی جان نثاری کا اسے یقین دلاتے تھے - اس احوال کو امیر خسرو نے تیس چالیس ابیات میں نہایت خوبی کے ساتھ تحریر کیا ہے (تا نمبر ۱۳۶۹)- پھر بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں غازی ملک تغلق نے تین خواب دیکھے - ایک میں تو کسی بزرگ نے آیندہ بادشاہی کی بشارت دی - دوسرے خواب میں تین چاند نظر آے - اور اس کی تعبیر یہ لی کہ تین چتر شاہی ہیں- تیسرے خواب میں ایک بہت اچھا باغ دیکھا اور اس سے بھی یہی تعبیر لی کہ یہ بادشاہی کا باغ ہے جو آیندہ اسے نصیب ہوگا - (تا نمبر ۱۲۳۴) —

مگر ان خوابوں سے بڑھ کے ایک فال نیک یہ پیدا ہوئی کہ اسی زمانے میں ایک قافلہ ملتان سے دہلی جاتا تھا جس میں بادشاہ دہلی کے لیے بہت سے گھوڑے اور سندھ کی مالگزاری کا روپیہ بھیجا گیا تھا - غازی ملک کو اس کی اطلاع ہوگئی اور اس نے ایک دستہ بھیج کر یہ سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور تمام روپیہ اپنے سپاہیوں میں تقسیم کرادیا جس سے وہ مالا مال اور مسرور ہوگئے بلکہ ساری بستی میں وہ رونق پیدا ہوئی کہ بقول امیر خسرو کے دیپالپور' قدیم دارالملک سدیر یا خورنق کا نمونہ بن گیا - اس موقع پر شاعر نے سخاوت اور داد و دہش کی تعریف میں کئی شعر نہایت بر محل تحریر کئے ہیں - اور لکھا ہے کہ امیری اور آقائی کی اصلی دلیل اور

وجہ امتیاز ہی احسان و کرم کے اوصاف ہیں - ورنہ ایک آدمی کو دوسرے آدمی پر کوئی فضیلت نہیں - پھر ایک بلیغ تمثیل اور ملک تغلق کی دعائے دولت و اقبال کے بعد، ذیل کے عنوان سے لشکر دہلی کی جانب پیش قدمی کی کیفیت لکھی ہے -

"صفت ہائے دل غازی ملک وز ہر طرف مژدہ

چو از دہلی بسویش راند لشکر ہائے بحر و بر"

( ۷ )

داستان کے شروع میں ملک تغلق کی شجاعت، آزمودہ کاری اور اس کی فوج کے جنگی جوش کا ذکر ہے - مگر لکھتے ہیں کہ غازی ملک نے خود پیش قدمی کرنے کی بجائے شروع میں خسرو خاں کے اپنی طرف بڑھنے کا انتظار کیا - اور یہ غاصب اگرچہ غازی ملک تغلق کی تیاریاں سن سن کر نہایت متردد ہو گیا تھا تاہم خیر خواہوں کی نصیحت کے مطابق اس نے ایک بڑا بھاری لشکر آراستہ کیا اور اپنے بھائی کی سپہ سالاری میں جسے "خانخاناں" کا لقب دیا تھا غازی ملک کی طرف روانہ کیا - یہ فوج سرستی تک بڑھی جس کے آگے غازی ملک کا علاقہ شروع ہوتا تھا - اسی سرحد کے ایک قلعے کو تغلق نامے میں سر تبہ لکھا ہے - اور بدایونی کے بیان سے اس کا نام سرستی پایا جاتا ہے - یہاں غازی ملک کی فوج موجود تھی اور اس کے سردار محصور نے قلعہ بند ہو کر لشکر دہلی کا مقابلہ کیا لیکن قلعے کے باہر دیہات کو خسرو خاں کی فوج نے دل بھر کے لوٹا - ادھر خسرو لکھتے ہیں کہ ایک ایسے راوی نے جو نہایت با خبر تھا بیان کیا

کہ جس وقت غازی ملک کو یہ خبر پہنچی کہ دھلی کا لشکر کثہر سرستی تک بڑھا آیا ھے تو وہ کثرت فوج کی خبر سے پریشان ھونے کی بجائے اور خوش ھوا -

"طرب کرد از نشاط روزئی بیش چو گرگ غالب از بسیارئی میش"

اور اپنی فوج آراستہ کی جو تعداد میں کم تھی لیکن کار دانی میں بہتر تھی اور اس میں 'غز' 'در' 'مغل' 'روسی' 'روسی' 'تاجیک' 'خراسانی' وغیرہ جنگ جو اقوام کے سپاھی شامل تھے - یہ فنون سپہ گری میں مشق و مہارت رکھتے تھے اور اسی کے ساتھ غازی ملک کے جان نثار تھے - ملک غازی نے روانگی سے پہلے ان لوگوں کو سامنے بلایا اور تقریر کی کہ یہ میری زندگی میں ایک نازک وقت آگیا ھے - اور آج ھی تم لوگوں کی شجاعت و رفاقت کا امتحان ھے - اگر تم میرا ساتھ نہ دو گے تو بھی میں خدا اور اپنی قوت بازو کے بھروسے پر تنہا جنگ کروں گا - جو لوگ میرا ساتھ دینا چاھیں اور اپنا سر ھتیلی پر رکھ کر میرے ساتھ قسمت آزمانے پر آمادہ ھوں وہ قسم کھا کر عہد و پیماں کریں - بہادر سرداروں نے یہ سن کر از سر نو جاں بازی کا اقرار کیا - اور اس محکم عہد و پیماں سے غازی ملک نے مطمئن ھو کر جنگ کی تیاری کی (تا نمبر ۱۶۳۹) -

(۸)

"مصاف اول غازی ملک با لشکر دھلی
بیاد حملۂ زیر و زبر کردن چناں لشکر"

لڑائی کا ذکر شروع کرنے سے پہلے شاعر ایک مناسب محل

تمہید لکھتا ہے کہ میدان کار زار کے خوف اور احوال سے وہی شخص آگاہ ہوسکتا ہے جو جنگ میں زندگی گزار چکا ہو - سپاہی کا فاخرہ لباس اور اسلحہ پہن کر شہر میں اکڑتے پھرنا دوسری بات ہے - لیکن تلوار کی چمک کے آگے ہوش بجا رکھنا کچھہ اور چیز ہے - مزید براں دلیری اور شجاعت دل سے ہوتی ہے - ظاہری ساز و سامان کچھہ کام نہیں آتا :

" نبرد شہر ہر جا ہست روشن     کہ نے بر گستوان دارد نہ جوشن
بروں آہن چہ پوشی گاہ پرخاش     دروں سو گاہ پرخاش آہنی باش "

پھر لکھتے ہیں کہ جنگ میں عقلمندی بھی کچھہ کام نہیں آتی - اور حق یہ ہے کہ غازی ملک کے سوائے ایسا شخص دیکھنے میں نہیں آیا جو شجاعت اور خرد مندی دونوں سے متصف ہو - الغرض جب غازی ملک نے خسرو خاں کے لشکر کی آمد آمد دیکھی تو سواروں کی صف بندی کا حکم دیا اور انھوں نے اپنے اپنے اسلحہ درست کر کے بدن پر سجائے جس سے ان میں تازہ جوش پیدا ہو گیا - غازی ملک نے خدا سے عاجزانہ دعا مانگی اور اپنے شہر سے نکل کر " ہندوستان " یعنی دہلی کا رخ کیا - یہ فوج تھی تو تھوڑی لیکن نہایت دلیر تھی - اور اس کی مرتب و محکم صفوں کو بڑھتے دیکھہ کر فرشتے اور چاند تارے تک اس کے نظارگی ہو گئے تھے - فوج کے اگلے حصے کا سردار ملک فخرالدین جونا تھا اور خود ملک غازی عقب میں تھا - یہ فوج علاپور سے گزرتی ہوئی حوض بہت تک پہنچ گئی اور غالباً اسی کو بدایونی کی تاریخ میں حوض تھا نیسر لکھا ہے - صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ یہ کونسا مقام تھا - لیکن اسی جگہہ تغلق کی فوج سپاہ دہلی کے

مقابل آئی - اور یہیں لڑائی واقع ہوئی - فرشتہ نے لڑائی کے مقام کے متعلق صرف " حدود سرستی " لکھا ہے اور برنی کا قول اس سے بھی زیادہ مبہم ہے - مگر تغلق نامے کے پہلے بیان اور دوسرے اقوال کو ملانے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غازی ملک سرستی ندی کو عبور کر آیا تھا —

اُس کے اِس طرح چڑھ کے آنے پر دہلی کی فوج میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں اور امیر خسرو کے قول کے موافق اکثر سردار بلکہ سر لشکر خانخاناں بھی خوف زدہ ہو گیا - اب غازی ملک کے لشکر سے ان کے لشکر کا فاصلہ دس کوس کے قریب تھا ( نمبر ۱۷۵۶ ) اور درمیان میں ایک بے آب جنگل تھا - آخر ایک رات دہلی کی سپاہ نے شبا شب یہ میدان طے کیا - اور صبح ہوتے لشکر تغلق کے سر پر جا پہنچی - امیر خسرو کے بیان سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ رات کے سفر اور گرد و غبار سے سپاہیوں کے حلق خشک ہو گئے تھے اور ممکن ہے کہ وہ بہت تھک گئے ہوں - ان کے سواروں نے صفیں جمائیں ' چاؤشوں نے جنگ کی قرنہ پھونکی ' ہاتھیوں کی صف برسات کی کالی گھٹا کی طرح بڑھی جس کا ہر ہاتھی حملہ کرنے میں بجلی اور چلنے میں آندھی تھا - ان پہاڑ جیسے ہاتھیوں پر اونچی اونچی عماریوں سے یہ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ پر ابر چھایا ہوا ہے - ان پر تیر انداز چٹکی میں تیر دبائے تیار بیٹھے تھے - ہاتھیوں کے پیچھے سواروں کی صفوں کی صفیں چلی آتی تھیں - قلب سپاہ میں خانخاناں سر پر چتر لگائے اس طرح بیٹھا تھا جیسے " کلاہ باراں " کے

نیچے بھیگی گھانس ہوتی ہے۔ (نمبر ١٧٧٠) دائیں بائیں سرداران لشکر اشارے کے منتظر تھے۔ ہر ایک نے شاہانہ اسلحہ سجے تھے، اور لوہے میں غرق تھا۔ نقارے کی آواز سے آسمان ہلا جاتا تھا۔ پہلوانوں کے ہاتھ میں نیزے دبے ہوے تھے۔ مسلمانوں کی صفوں سے ہندو سپاہیوں کی صفیں علحدہ تھیں۔ اور تکبیر کی بجائے اپنے ہندی اشلوک اور دیوی دیوتاؤں کے نام جپ رہے تھے۔ غرض یہ لشکر آگ کے طوفان کی طرح بڑھ رہا تھا۔ اس کا ایک سرا زیادہ پھیلا ہوا اور دوسرا سمٹا ہوا تھا۔ (نمبر ١٧٩٢) —

ادھر غازی ملک تغلق کی سپاہ چند حصوں میں منقسم تھی اور اس کے ایک حصے کو دور ہٹتا ہوا دیکھ کر لشکر دہلی نے خیال کیا کہ یہ لوگ خوف زدہ ہوکر میدان سے نکل جانا چاہتے ہیں لہذا اور بھی تیزی سے ان پر جھپٹے۔ اتنے میں فوج کا دوسرا حصہ سامنے آیا اور چونکہ یہ بھی تعداد میں کم تھا لہذا سپاہ دہلی نے بڑے جوش و خروش سے حملہ کردیا۔ لیکن ابھی تلوار سے تلوار لڑنے نہ پائی تھی کہ تغلق کی دوسری صفیں قطار در قطار اس طرح نمودار ہوئیں کہ آگے آگے ملک فخر الدین جونا تھا۔ ایک طرف بہرام ابیہ آگ کے پہاڑ کی طرح چلا آتا تھا۔ بہاء الدین، اسد الدین، علی حیدر، شہاب الدین (ہریک) اپنے اپنے دستوں کو نہایت جاں بازی سے لڑانے لاے تھے اور ملک غازی کے اشارے کے منتظر تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ دہلی اپنے پہلے ہی ریلے میں اس قدر آگے بڑھ آئی کہ غازی ملک

کے قلب کی فوج اس کے دونوں طرف پھیل گئی اور گھیر کر اتنے تیر مارے کہ صدہا آدمی نشانۂ اجل ہوگئے - ( تیر کی تعریف نمبر 1815 تا نمبر ۱۸۳۶ ) اس کے بعد نیزے تول کے تلواریں کھینچ کر دشمن پر جا پڑے - خسرو خاں کی طرف سے ایک بازو کے سردار قتلا ( خاں ) نے جو شاہی میر شکار کا عہدہ رکھتا تھا ، غالباً ایک جداحی حملہ کیا تھا کہ ایک تغلقی سوار کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا - وہ چلایا کہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو - وہ میرا مرتبہ پہچانتا ہے لیکن ایک جوق نے اس پر حملہ کردیا اور سر کاٹ کر غازی ملک کے پاس لائے - اس نے ایسے امیر کبیر کے مارے جانے پر بہت افسوس کیا - الغرض اب غازی ملک نے موقع دیکھ کر ایک عام حملہ کیا جس سے دشمن کے پانو اُکھڑ گئے اور خود خانخاناں بھاگ کھڑا ہوا - اسی کے ساتھ یوسف خاں جو بڑے لاف و گزاف کرتا تھا ' اور شایستہ خاں اور خضر خاں جو لشکر کے بڑے سردار تھے فرار ہوگئے - ملک فخر الدین کی فوج سے لڑائی جاری تھی لیکن خانخاناں کے بھاگنے سے سپاہ دہلی کا دل ٹوٹ گیا اور جس کا جدھر منہ اٹھا ادھر بھاگا - ملک فخر الدین چاہتا تھا کہ بھاگنے والوں کا تعاقب کرے لیکن اس قدر مال غنیمت پیچھے رہ گیا تھا کہ اس کو سنبھالنا دشوار ہوگیا - بارہ ہاتھی اور خانخاناں کا سرخ چتر فخر الدین جونا کے ہاتھ آے —

—— * ——

پھر ایک نیا عنوان لے کر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ میں نے

فیروزیٔ بخت سے سوال کیا کہ فتح کے بعد ملک غازی نے کیا کیا اور اس نے جواب دیا کہ غازی ملک خدا کا شکر بجا لایا۔ اور دھلی کی طرف بڑھنے اور خسرو خاں سے جنگ کرنے کی تیاری میں مصروف تھا کہ دھلی کے بہت سے سپاھی اور سردار جو لڑائی میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے، نہایت شرمندہ اور دست بستہ اس کے سامنے پیش کیے گئے۔ غازی ملک کے سپاھی ان کو طرح طرح کے طعنے دیتے اور آوازے کستے تھے۔ اسی کے ساتھ بے حساب مال و خزاین اور ساز و سامان جو غنیمت میں ھاتھ آیا تھا سامنے لایا گیا۔ یہ سب چیزیں خدا کی مہربانی سے غازی ملک کے ھاتھ آئیں لیکن جو لوگ گرفتار ہوکر آئے تھے ان پر اس نے بڑی عنایت و مہربانی کی۔ مقتولوں کے حال پر بہت افسوس کیا۔ زخمیوں کی مزاج پرسی سے ھمت بڑھائی۔ علاج معالجہ کا انتظام کیا اور بعض سرداروں کی خود تیمارداری کی۔ انھی میں ایک سردار تمر تھا جسے غازی ملک کے سپاھی قتل کرنا چاھتے تھے۔ لیکن اس کی درخواست پر تغلق کے پاس لے گئے۔ اس نے اسے قتل سے بچا یا اور کمال عزت و مہمان نوازی سے پیش آیا بلکہ اپنے ھاتھ سے زخموں میں ٹانکے دئیے اور دوا ٹپکائی۔ اور برابر اس کی خبرگیری کرتا رھا۔ (تا نمبر ۱۹۵۵)۔

(۹)

"پس از فتح نخستیں جنبش غازی ملک از جا
زبہر قلعۂ گیران برائے مسند و افسر"

اس فتح کے بعد غازی ملک نے دھلی کی طرف پیش قدمی

کی - ایک ایسی تمہید کے بعد جس میں جملہ ثوابت و سیارات کی طرف سے نوید فتح و بادشاہی کے اشارات تحریر ہیں، امیر خسرو لکھتے ہیں کہ تغلق کے انتظام سے پالم سے ہانسی اور مدینہ تک ہر جگہہ امن و امان ہو گیا تھا - اور اسی موقع پر جب ایک قافلہ (غالباً بنجاروں کا) فوج والوں نے پکڑا اور ان سے چھہ لاکھہ تنکہ وصول کر کے تغلق کے سامنے پیش کیا تو اس نے یہ نا جائز رقم لینے سے قطعی انکار کردیا - موضع مدینہ (نمبر ۱۹۹۲) رہتک سے چند میل شمال میں اب تک موجود ہے اور پالم شہر دہلی کے شمال میں مشہور گاؤں ہے جہاں سے خود شہر کی سرحد شروع ہو جاتی ہے ــ

ادھر خانخاناں اور شکست خوردہ سردار دہلی کی طرف بھاگے تو اس تمام علاقے میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور جگہہ جگہہ ڈاکو اور چور لوٹ مار کرنے لگے اور خسرو خاں کا انتظام بگڑ گیا - خود شہر میں ان خبروں نے سخت پریشانی پیدا کی - خانخاناں کی فوج میں زیادہ تر دہلی کے سپاہی تھے اور ان میں سے جو لوگ مقتول اور اسیر ہوئے اور گھروں کو واپس نہ آئے، اُن کے عزیز و اقربا میں شہر کے اندر ماتم و فریاد کا شور برپا ہوا - خسرو خاں نے شکست خوردہ سرداروں کو سامنے بلا کر حیرت سے کہا کہ تم جو اس قدر کثیر فوج اور جنگی ساز و سامان لے کر گئے تھے، یہ تم کو کیا ہوا کہ اس قدر آسانی سے شکست کھا کے بھاگے اور اتنے نامی گرامی سرداروں کو کٹوا دیا کہ ان میں سے ہر ایک تغلق کے ہم رتبہ تھا - پھر کہنے لگا کہ اس

میں تمھارا کیا قصور ہے - یہ میری تقدیر کی خرابی ہے - اگر بادشاہی مجھے سزاوار ہوتی تو فتح بھی میرا ساتھ دیتی - پھر تغلق کی شجاعت و ہمت اور اقبالمندی کا اعتراف کیا اور کہا کہ حقیقت میں وہی شخص بادشاہی کا سزاوار ہے - (تا نمبر ۲۰۶۳)

اس کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ خسرو خاں کچھ دیر تو اپنی تقدیر کو روتا رہا اور اس نے رفیقوں سے بات کرنی چھوڑ دی - لیکن پھر اپنے عاقل دوستوں کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے - بعض نے مصالحت کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ملک غازی کو کچھ اور علاقہ دے کر رضا مند کرلینا چاہیے - کسی نے کہا کہ یہ خیال خام ہے - وہ شخص جو تلوار لیے چلا آتا ہے اور فتح نے اس کے دماغ میں بادشاہی کا خیال پیدا کردیا ہے وہ اس قسم کی باتوں سے صلح پر ہرگز آمادہ نہ ہوگا - جب دشمن ایک بار چیرہ دست ہو جائے تو پھر اس سے مصالحت کی بات کرنا اپنے آپ کو اور ذلیل کرنا ہے - اب تو مصلحت اسی میں نظر آتی ہے کہ جواریوں کی طرح جان مال کی بازی لگا دی جائے - جب تونے مسند شاہی پر قدم رکھا ہے تو بادشاہوں کی طرح کمر ہمت باندہ اور خواب گاہ سے نکل کر خون کے میدان میں آ - خزانے کے منہ کھول دے کہ بادشاہوں کا روپیہ اسی دن کے واسطے ہوتا ہے - خصوصاً یہ روپیہ تو تیرا جمع کیا ہوا بھی نہیں ہے - دوسروں نے اسے جمع کیا تھا تو اسے بے دریغ خرچ کر - جنگ میں اگر خدا نے تجھ کو فتح دی تو ایسے خزانے بہت جمع ہو جائیں گے - اور اگر معاملہ برعکس

ہوا تو دشمن کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور اس فیاضی اور داد و دہش کی بدولت تیرا نام باقی رہ جائے گا۔ حسن اگرچہ یہ باتیں سن سن کر دل میں اور ہراساں ہوا جاتا تھا لیکن چونکہ اپنی بہتری کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی لہذا حکم دیا کہ شہر کے باہر لشکر جمع ہو۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ اس کی حالت ایسی تھی جیسے پارے کی قُطّی کہ باہر سے منجمد نظر آتی ہے اور اندر لرزہ پڑا ہوتا ہے۔ بہر حال دلی خوف کو جس طرح بنا چھپایا اور شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ محل سرا سے باہر آیا۔ امرا اور سرداران لشکر اپنی اپنی فوجوں اور جنگی ہاتھیوں کے ساتھ گرد جمع ہونے لگے۔ ہندوؤں کے ساتھ ساتھ خسرو خاں کے مسلمان رفقا بھی تھے۔

" چناں آمیختہ با آں سیاہاں کہ خیرات مسلماں با گناہاں "

لشکر کا اجتماع حوض خاص کے میدان میں ہوا جس کے مشرقی سرے پر آج کل فیروز تغلق کا مقبرہ اور مدرسہ بنا ہوا ہے۔ چونکہ سپاہ کی کثرت تھی اور ادھر غازی ملک کا رعب دلوں پر چھایا ہوا تھا لہذا بہت ہی قریب قریب ڈیرے جمائے گئے۔ لشکر گاہ کے سامنے ایک بے قاعدہ سی خندق اور پشت کی طرف کچی دیوار بنائی گئی۔ اسی دیوار کے اندر روشن حوض تھا جس سے مختصر ہونے کے باوجود تمام اہل لشکر پانی لیتے تھے۔ اس مورچہ بندی اور کثرت تعداد و سامان کے باوجود امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کی آمد آمد کی خبر ہندوؤں پر دنیا تاریک کیے دیتی تھی۔

" چو خورشیدے کہ بارد بر جہاں نور بود بر شب پرک تاریک و دیجور "

پھر امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ زر و گوہر نچھاور کرنا بھی اسی کے لیے مفید ہوسکتا ہے جو یہ کام اپنی مرضی اور آزادی سے کرے ورنہ دشمنوں کے خوف سے اور عاجز ہوکر روپیہ لٹانا نہ دینے والے کی ناموری کا باعث ہے نہ لینے والے کی احسان مندی کا۔ چنانچہ خسرو خاں نے بھی محل سے باہر آکر جو روپیہ پانی کی طرح لٹایا اور اس میں مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہندوؤں نے اپنے گھر بھرے، اس سے بھی لوگوں کے دلوں میں تغلق کی تلوار کا جو خوف جاگزیں تھا وہ کم نہ ہوسکا۔ خزانے کے اس طرح لٹا دینے کا ذکر برنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی آتا ہے۔ لیکن تغلق کے منزل بہ منزل بڑھنے کی یہ تفصیل کسی تاریخ میں نہیں پائی جاتی جیسی تغلق نامے میں درج ہے کہ وہ ہانسی سے گزر کر مدینہ میں آیا اور وہاں سے رہتک پہنچا۔ پھر موضع مندوتی اور پالم سے بڑھ کر اراولی پربت کی کسنبور نامی پہاڑی کو عبور کرکے لہراوت کے میدان تک آگیا جس کے مشرق میں جمنا اور جنوب کی طرف چند میل پر قدیم دہلی (یعنی سیری) واقع تھی۔ برنی وغیرہ نے بھی لکھا ہے کہ اس کا پڑاؤ اندرپت یعنی پرانے قلعے کے قریب تھا اور غالباً اُس تمام رقبے میں پھیلا ہوا تھا جہاں آج کل نئی دہلی کی عمارتیں بنائی جا رہی ہیں —

اب فریقین ایک دوسرے سے چند میل کے فاصلہ پر آمادۂ جنگ تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ تغلق کے پڑاؤ پر پیش قدمی حسن کی طرف سے ہوئی - یہ شعبان سنہ ۷۲۰ ھجری کی چاند رات کا ذکر ہے - فرشتہ نے اور اسی کی دیکھا دیکھی حال کے انگریز مورخوں

نے سن کو غلطی سے سنہ ۷۲۱ ھجری لکھ دیا ہے اور راقم الحروف نے بھی اپنی تاریخ ہند میں یہی غلطی کھائی ہے - لیکن تغلق نامے کے بیان کی تائید بدایونی کے علاوہ خود فرشتہ کے بیان سے بالواسطہ طور پر اس طرح ہو جاتی ہے کہ اس نے غیاث الدین تغلق کی مدت سلطنت چار سال اور چار ماہ اور وفات ربیع الاول سنہ ۷۲۵ ھ میں تحریر کی ہے۔ جو اسی وقت صحیح ہوسکتی ہے جب کہ تخت نشینی کی تاریخ سنہ ۷۲۱ ھ کی بجائے سنہ ۷۲۰ ھ میں قرار دی جائے —

بہر حال اسی شب کو عین الملک ماتا نی اپنے خفیہ وعدے کے بموجب خسرو خاں کا لشکر چھوڑ کر صوبۂ اُجین کی طرف چل دیا اور بظاہر اس ہنگامے میں خسرو خاں کو صبح تک اس بات کی خبر نہ ہوئی - وہ رات بھر لشکر کی ترتیب اور سرداروں سے مشاورت وغیرہ میں مصروف رہا اور صبح ہوتے ہی تیز تیز غازی ملک تغلق کے لشکر کی طرف بڑھا - اس کے زبردست لشکر اور سرداروں کی امیر خسرو نے خاصی تفصیل سے کیفیت لکھی ہے کہ ان میں یوسف خاں صوفی، کمال الدین صوفی، شایستہ خاں قرقمار، امیر حاجب کافور "مہروار" نائب امیر حاجب شہاب اودھ کا صوبہ دار اور اسی طرح کئی اور مسلمان سردار شامل تھے - خسرو خاں کا بھائی خانخاناں اور ماموں (یا نانا) رندھول جیسے راے رایاں کا خطاب دیا تھا، اور بہت سے نئے امیر جو غلامی کے درجے سے یک بیک امارت و سرداری کے مرتبے تک پہنچے تھے، اپنی اپنی فوجیں لیے ساتھ تھے -

لشکر کے آگے آگے جنگی ہاتھیوں کی صف تھی اور انہیں کے گرد دس ہزار جرار سوار برادو قوم کے، مرنے کی ٹھانے ہوئے ریشمی رومال باندھ کر آئے تھے ان کے نام اہر دیو، امر دیو، نرسیا، پرسا، ہرمار، پرمار، اور کالی کالی صورتیں تھیں - بعض برچھوں کے آگے جنگلی سور کے دانت لٹکتے تھے - غرض آدھی ہند و اور آدھی مسلمان سپاہ کثیر اور بڑے بھاری جنگی ساز و سامان کے ساتھ خسرو خاں میدان میں پہنچا اور ملک غازی تغلق کو جو اس دن لڑنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا، مجبوراً صف جنگ آراستہ کرنی پڑی - اس موقع پر بھی اس نے اپنے خاص رفیقوں کو بلاکر جنگ کا جوش دلایا اور ان سے جان نثاری اور جاں بازی کا از سرنو عہد لیا - ان سب نے اپنے آقا کے سر پر تصدق ہونے کے ولولہ انگیز قول و قرار کیے اور کہا کہ اے سردار، تو ہمارا ولی نعمت ہے اور جہاں کہے گا ہم وہاں اپنی جان لڑا دیں گے اور تو دیکھے گا کہ ابھی ہم اپنے حملے سے اس لشکر کثیر کو کس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں - اب غازی ملک نے مطمئن ہوکر اپنی صفیں آراستہ کیں - میمنے پر بھانجے بہاء الدولہ کو اور دوسری فوج پر ملک بہرام ابیہ کو سردار بنایا - اس کے پہلو میں علی حیدر کا دستہ استادہ کیا - میسرے پر ملک فخرالدین جونا اور اپنے بھتیجے اسد وغیرہ چار سردار مقرر کیے - قلب لشکر کی قیادت خود اپنے ذمے لی - یہ بھی حکم دیا کہ ہر سردار اپنے جھنڈے پر مور کے پر باندھ لے تاکہ غنیم کے جھنڈوں اور اپنے علم میں امتیاز رہے - دوسرے بقول امیر خسرو کے یہ مور کے پر کفار مغول کی

لڑائیوں میں بھی تغلق کے پرچم پر بندھے رہا کرتے تھے اور اس کی فتوحات نے انھیں مبارک و مسعود مشہور کردیا تھا۔ امیر خسرو نے یہ دلچسپ تفصیل بھی تغلق نامے میں کی ہے کہ اس موقع پر غازی ملک کے لشکر کی پہلول لفظ "قلا" تھی (نمبر ۲۳۶۴) اور اس نعرے کو سن سن کر خسرو خاں کی آنکھوں میں اندھیرا چھایا جاتا تھا۔ (تا نمبر ۲۳۷۸) —

پھر ایک نئے عنوان کے تحت میں امیر خسرو جنگ کا حال لکھتے ہیں کہ دونوں لشکروں کے آمنے سامنے آتے ہی خسرو خاں کی ایک فوج نے اس شدت سے تغلق کے لشکر پر حملہ کیا کہ اپنے سامنے سے سب کو ریلتے ہوے لشکر کے پڑاؤ تک پہنچ گئے اور ملک غازی تغلق کے پاس ایک دستۂ فوج کے سواے جس میں تین سو سوار تھے کوئی نہ ٹھہرا*۔ لیکن تھوڑی دیر میں اس کے خاص خاص سردار گرد و پیش جمع ہو گئے اور انھیں کو ساتھ لے کر ملک غازی نے دشمن کے بے حساب لشکر پر حملہ کیا۔ حملہ آوروں کی تعداد پوری پانسو بھی نہ تھی (نمبر ۲۳۹۰) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ جذباتی حملہ کچھ ایسا با موقع ہوا تھا کہ غنیم کے لشکر میں پریشانی پیدا ہوگئی۔ تغلق کا گھوڑا معرکے میں ہر طرف پیش پیش نظر آتا تھا۔ اور امیر خسرو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے (نمبر ۲۴۱۲) کہ حسن خاں کے چھتر پر بھی اسی کا وار ایسا کارگر پڑا کہ چھتر خسرو خاں کے سر پر اُلٹ

---

* اسی واقعہ کو ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں تحریر کیا ہے۔

کے گرا اور اسی کے ساتھ اس کے لشکر کی ترتیب بگڑ گئی۔ خسرو خاں بد حواس ہوکر بھاگا۔ اس بد حواسی سے اتنے بڑے لشکر میں غضب کی ہلچل مچ گئی کہ ہر شخص جدھر منہ اُٹھے بھاگنا چاہتا تھا اورخود اپنی صفیں ایک دوسرے پرپلی پڑتی تھیں۔ بھاگنے والوں کو حملہ آوروں کے وار روکنے کا بھی ہوش نہ تھا اور بھاگتے میں زخم کھاتے اور مرتے چلے جاتے تھے۔ بعض لوگ بغیر لڑے ہتھیار ڈال رہے تھے اور بعض چھپنے کے لیے گڑھے اور کھائیں ڈھونڈتے تھے۔ اس ہنگامۂ قیامت میں بھی تغلق کی فوجوں نے جو معلوم ہوتا ہے کہ اب پوری قوت سے پلٹ پڑی اور تعاقب کر رہی تھیں، مسلمان سپاہیوں کی کچھہ نہ کچھہ رعایت کی مگر تغلق کے لشکر میں ایک معقول تعداد پنجاب کے ہندو کھوکھر ( گکھڑ ) سپاہیوں کی تھی۔ انہوں نے غنیم کے مسلمان سپاہیوں پر بھی ہاتھہ صاف کیا۔ غرض ہر طرف مار دھاڑ اور چیخ پکار کا شور تھا اور خسرو خاں کو بھگا دینے کے بعد تغلق کی فوجیں لوٹ مار کرنے لگی تھیں کہ یکا یک ایک طرف سے ہندوؤں کے ایک لشکر نے حملہ کیا۔ ملک غازی کی نظر نے فوراً اس خطرے کو بھانپ لیا۔ حملہ آوروں کی صدائے "نارائن" کے ساتھہ اس نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ باوجود اس کے یہ حملہ اتنا تیز اور تند ہوا تھا کہ غازی ملک کے سنبھلتے سنبھلتے حملہ آوروں نے اس کی فوج کے بہت سے جھنڈوں کو کاٹ کے گرا دیا مگر غازی نے اسی وقت ایک سپاہی کو اشارہ کیا کہ اس کا خاص علم جس پر مچھلی بنی ہوئی تھی قایم کرے اور نقارچی کو حکم دیا کہ تو گھوڑے پر جم کے بیٹھہ جا

اور برابر نقارے پر چوب لگائے جا - اگر تونے آج میرے سامنے
نوبت بجانے میں کمی نہ کی اور خدا نے مجھکو فیروز مند کیا
تو تیرا نقارہ اشرفیوں سے بھردوں گا - اور جس شخص نے علم
گاڑا تھا اس سے کہا کہ اگر تو بھی اسی طرح علم کو لیے قایم
رہا تو تیرے قد سے اونچا روپیے کا ڈھیر لگا کر تجھے مچھلی کی
طرح اس میں ترا دوں گا - کیونکہ اگر یہ میرے جھنڈے کی مچھولی
قایم اور نقارہ بج رہا ہے تو پھر مجھ کو دشمن کی سو صفوں
کا بھی خوف نہیں ہے ( نمبر ۲۴۸۴ تا نمبر ۲۴۹۸ ) - امیر خسرو
لکھتے ہیں کہ غازی کی اس حکمت اور ہمت کی بدولت کہ
تن تنہا میدان میں ڈٹا رہا اور اپنا علم قایم رکھا ، اس کے سوار جو
منتشر ہوگئے تھے جھنڈے کو دیکھ کر اس طرف جمع ہونے لگے -
اب اس نے غور سے دیکھا تو دشمن کا ایک زبردست لشکر بہت فاصلے
پر نظر آیا جس کے ساتھ تھوڑے سے ہاتھی بھی تھے - اور نشیب
میں ہونے کی وجہ سے یہ فوج پوری طرح نظر نہ آتی تھی اور
اب تک ملک غازی کے حملوں سے محفوظ رہی تھی - دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ یہ خسرو خاں کے چند مسلمان سرداروں کی فوج
تھی - ہندو فوج کا ایک دستہ بھی اس کے ساتھ تھا - اور
خسرو خاں کا خاص رفیق یوسف صوفی خاں ان میں موجود
تھا - پس تغلق نے اس طرف رخ کیا اور ایک ہی حملے میں
اس فوج کو بھگا دیا - اب دشمن سے میدان خالی اور فتح کے کامل ہونے
میں کچھ کسر نہ رہی تھی - غازی ملک اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹا - اس
کے سپاہیوں نے سوائے کھوکھر اور وحشی افغانوں کے زیادہ غارت گری

نہیں کی - اور مسلمان عموماً لوٹ مار سے محفوظ رہے ، البتہ بھاگنے والے ہندو سپاہی اور سردار جن کو خسرو خاں کی داد و دہش نے حال میں مالا مال کیا تھا ان کے زر و جواہر خوب لٹے :-

"گروہے را قضا گنج گہر داد | گروہے گوہر جاں داد برباد
کہ ہرچہ او را جگرایں رانگین است | جہاں را دیو شد کائیں چنین است
بغارت روئے او را کس نہ بیند | کسے کو پشت داد و پس نہ بیند
کہ در غارت نباشد مہربانی | غرے با پز مثل شد در شہانی"

(۱۰)

"بشارت دادن اسباب شاہی و جہاں داری
دل غازی ملک را بہر مسند ز انجم و اختر"

فتح کے بعد جس کا تغلق نے سب سے پہلے سجدۂ شکر ادا کیا ، امیر خسرو نئی داستان مذکورۂ بالا عنوان سے شروع کرتے ہیں - تمہید میں لکھتے ہیں کہ آدمی کا بلند و پست ہونا تقدیری امور ہیں - اس میں نہ اپنی کوشش کا دخل ہے نہ کسی دشمن کی مخالفت چل سکتی ہے :-

خواص قابلیت در ہمہ چیز | ز تقدیر است چوں بینی بہ تمیز
نیارد پست ماندن چوں بلند است | یکے را کز بلندی بہرہ مند است
رہش با چار سوئے زیر دستی است | دگر کز آسمانش بہرہ پستی است

اب غازی ملک کے تخت شاہی پر پہنچنے کا حال سنو کہ وہ اس روز اپنے پڑاؤ پر ہی رہا - فتح کے ساتھ ہی ہر طرف سے گویا زمین و آسماں اسے زبان حال سے بادشاہی کی بشارت دیتے تھے لیکن ملک غازی اس جذبۂ ہوس کو دل ہی دل میں دباتا اور کہتا تھا

کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں۔ مجھے مسند شاہی کے پاس نہ پھٹکنا چاہیے کیونکہ بادشاہی بڑی ذمہ داری اور درد سر کا کام ہے۔ لیکن امیر خسرو لکھتے ہیں کہ جس کو آسمان نے اس کام کے لیے بنایا ہو اسے تقدیر منصب شاہی پر لائے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اس کی مثال میں ایک حکایت لکھ کر، بیان کرتے ہیں کہ صبح کو جو شعبان مبارک کی پہلی تاریخ تھی، غازی ملک آہستہ آہستہ پائے تخت دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ جلوس کے آگے آگے ہاتھیوں کی صف تھی جو اسی لڑائی میں ہاتھ آئے تھے۔ نوبت والے طبل و دمامہ بجاتے "نقیب دور باش" کی آوازیں لگاتے، چل رہے تھے۔ پیادہ و سوار ننگی تلواریں لیے، نیزے چمکاتے آگے تھے۔ یہاں تک کہ جلوس قصر شاہی تک پہنچا اور تغلق نے گھوڑے سے اتر کر وہیں فرش زمین پر دوبارہ سجدۂ شکر ادا کیا۔ پھر عمایدو امرا سب کو بلا کر جان بخشی اور عام معافی کا مژدہ سنایا۔ سب کو اپنے برابر عزت سے بٹھایا اور یہ تقریر کی کہ میں ایک معمولی آدمی تھا۔ سلطان جلال الدین مغفور نے اپنی عنایت سے مجھے مقرب بنایا۔ اس کے انتقال کے بعد مجھے تردد رہا کہ اتنے میں اقبال علائی کا آفتاب طلوع ہوا اور میں نے بھی بادشاہ کی خدمت اختیار کی۔ میں پہلے بادشاہ کے بھائی الغ خاں کی ملازمت میں رہا اور اس کی نوازشوں سے بہرہ مند ہوا اور جب وہ گذر گیا تو بادشاہ کی خدمت گزاری کی۔ اور اسی بادشاہ کی عنایت سے اس درجۂ امارت و سرداری تک پہنچا۔

لوگوں نے تغلق کی یہ تقریر سن کر کہا کہ اے امیر! تو اپنی

خوبیاں دوسروں سے کیوں منسوب کرتا ہے جب کہ ہم تیرے حال سے بخوبی واقف ہیں۔ جس وقت بادشاہ نے رنتھنبھور کا محاصرہ کیا اور اپنے لشکر گاہ کے گرد ایک حلقہ بنایا اس وقت رائے رنتھنبھور نے ایک چیدہ لشکر سے اس حلقے پر شدید حملہ کیا جس سے بادشاہ کی فوج میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ نے تجھ ہی کو حکم دیا اور تو ہی نے اپنی شجاعت اور کوشش سے حملہ آوروں کو شکست دی تھی۔ اسی فتح کی جلدو میں بادشاہ نے تیرا اعزاز و اکرام کیا۔ پھر جب اس بادشاہ (یعنی سلطان جلال الدین) نے وفات پائی اور علاء الدین اس کا جانشین ہوا تو اپنی وفاداری کی وجہ سے تو اپنے عہدے پر بحال رہا۔ بعد ازاں جب مغلوں نے برن (موجودہ ضلع بلند شہر) کی طرف یورش کی اور بہت سے مسلمانوں کو غلام بنا لیا، اس وقت بادشاہ نے تجھی کو مقابلے میں بھیجا۔ وہ چار تمن یعنی چالیس ہزار کا لشکر تھا۔ اور اس کے چاروں سردار مغل شہزادے تھے مگر تو نے تھوڑے ہی عرصے میں اس لشکر کو شکست دی۔ اسی طرح کئی مغل سرداروں کو پے درپے شکستیں دیں اور ہر معرکے میں سرخ رو ہوا۔ پھر سمندر کے قریب بونہل (؟) کے مقام پر کفار مغل سے جو دس ہزار چیدہ جنگ آزماؤں کے ساتھ آئی تھی اور ان کے سردار کا نام بھی تغلق تھا، شدید جنگ ہوئی۔ مگر وہ تغلق کفر کی حمایت میں، اور تو دین کے لیے لڑا تھا اس لیے خدا نے تجھ کو فتح کامل عنایت کی۔ بونہل کے راجہ سے بھی تو نے خراج اور سمندر کا محصول راہداری وصول

کہا - پھر حیدر و زیرک کے لشکروں کو شکستیں دیں - غرض کہاں تک تفصیل کی جائے کہ تجھے اٹھارہ بڑے بڑے معرکوں میں فتح حاصل ہوئی ہے - ان کے بعد یہ تازہ فتوحات تھیں جو تجھے لشکر دہلی پر میسر آئیں - شیر خدا حضرت علی کے بعد اتنی فتوحات ابومسلم کے سوا کس کو حاصل ہوئیں - خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے تجھے اس کامیابی کے لیے زندہ رکھا ورنہ کتنے ہی امرا ہلاک ہوگئے - اب جب کہ تو اتنی بلاؤں سے محفوظ رہا ہے، تخت شاہی پر جلوس فرما اور سلطنت کو از سر نو رونق دے (تا نمبر ۲۶۸۱) —

ملک غازی نے کہا کہ میرا جواب وہی ہے کہ میرا تاج و تخت میری تیر و کمان ہے - جس طرح بادشاہوں سے تیغ آزمائی نہیں ہوتی، اسی طرح جنگ آزماؤں سے نچلا نہیں بیٹھا جا سکتا - مجھے سلطان علاء الدین کی مہربانی سے یہ مرتبہ ملا - اس لیے مجھ پر اس بادشاہ کا بہت بڑا حق واجب تھا - جب میں نے سنا کہ کافر نعمت خسرو خاں نے اس کی نسل کو مٹا دیا، اپنے ولی نعمت خلیفۂ وقت، قطب الدین کو قتل کردیا، اس کی بیویوں اور بچوں کو بھی مروا دیا - اور طرح طرح کی شرمناک بدعتیں کیں، تو دنیا میری آنکھوں میں تاریک ہوگئی - میں نے بہت نوحہ و ماتم کیا اور اپنے دل سے کہا کہ ایسی زندگی پر حیف ہے کہ میرے اولیاے نعمت اس طرح مارے جائیں اور میں ان کا انتقام نہ لوں - حقیقت میں میں نے تین نیتیں کی تھیں - ایک تو یہ کہ میں دین اسلام کی راہ میں جہاد کروں گا - دوسرے یہ

کہ اس مبارک سرزمین کو ایسے کمینے ہندو زادے کے ہاتھ سے چھین لوں اور ان شہزادوں یا عالی نژادوں کو مراتب سلطنت پر متمکن کروں جو اس کے اہل ہیں۔ تیسری نیت یہ تھی کہ جن کافر نعمتوں نے نسل شاہی کو اس بے رحمی سے برباد کیا ہے انہیں کیفر کردار کو پہنچاؤں۔ یہ نیتیں محض خدا کی رضا جوئی کے واسطے تھیں اور خدا کے فضل سے میری مضبوط ہمت نے ان تینوں ارادوں کو اتمام کو پہنچایا۔ اور جب میری مراد بر آئی تو اب میں تمام عمر اس دن کی کامیابی کا شکر ادا کروں گا۔ میں تخت بادشاہی کا جویا نہیں ہوں اور سوائے دینی جہاد کے تلوار نہ کھینچوں گا۔ اب اگر نسل شاہی میں سے کوئی شخص بھی زندہ ہے تو یہ تخت سلطنت اسی کے نام لکھا جائے۔ اور اگر ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے تو یہاں اور بہت سے بڑے بڑے امیر موجود ہیں۔ مجھے اپنا گھوڑا اور دیوپالپور کا ویرانہ سب سے زیادہ پسند ہے (تا نمبر ۲۷۲۴) —

اکابر ملک نے پھر اس کے پاؤں چومے اور اصرار کیا کہ کلاہ بادشاہی تیرے ہی لیے موزوں ہے۔ اگر تاج کے لایق کوئی اور سر ہوتا تو تقدیر الٰہی یہ عزت و مرتبہ اسی کو بخشتی۔ ہم جو آج تیرے سامنے زیر و سرنگوں کھڑے ہیں کیوں کر تیرے مقابل میں تخت سلطنت کے سزاوار ہوسکتے ہیں۔ تغلق نے پھر وہی عذر کیا اور امیروں نے پھر اصرار کیا۔ تغلق نے کہا کہ میں کوئی بچہ نہیں ہوں کہ آپ لوگوں کی ان تقریروں سے بادشاہی کے شوق میں اس کی دشوار ذمہ داریوں کو بے تامل اٹھالوں۔ دوسرے اگر میں

نے بادشاہی قبول کی تو لوگ یہی کہیں گے کہ میں نے اسی غرض سے تلوار کھینچی تھی۔ لوگوں نے آخر میں یہ دلیل بھی پیش کی کہ اگر تیرے سوائے کوئی دوسرا تخت پر بیٹھا تو وہ تجھ سے خائف اور اس لیے تیری مخالفت پر آمادہ ہوئے بغیر نہ رہے گا جیسا کہ ابو مسلم کے معاملے میں ہوا کہ اس نے جعفر کو تخت خلافت پر بٹھایا اور جعفر نے اپنی حفاظت کے لیے خود اسی کو قتل کروایا۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ یہ بات سن کر تغلق بھی سوچ میں پڑگیا اور وہ ابھی اسی تردد میں تھا کہ دور سے اس کے سامنے تین چتر نمودار ہوئے۔ اس وقت اسے اپنا وہ خواب یاد آیا جس میں اس نے اپنے سر پر تین چاند چمکتے دیکھے تھے۔ اور بالآخر لوگوں کی درخواست اور تخت شاہی کو بخشش الٰہی سمجھ کر قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی —

تخت شاہی کے لیے اس رد و کد کا حال برنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی موجود ہے۔ برنی نے تصریح کی ہے کہ یہ مجلس قصر ہزار ستون میں منعقد ہوئی تھی۔ ابن بطوطہ نے یہ دلچسپ روایت بھی لکھی ہے کہ ملک تغلق اپنے دوست بہرام ایبہ کو بادشاہی کی دعوت دیتا تھا۔ بہرام نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم تخت شاہی قبول نہیں کرتے تو ہم تمہارے بیٹے فخرالدین کو بادشاہ بنا لیں گے۔ یہ سن کر تغلق نے بہتر یہی سمجھا کہ خود بادشاہی قبول کرلے —

(۱۱)

جلوس شہ غیاث الدین و دنیا تغلق غازی

فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

دوسرے روز یعنی ہفتے کی صبح تغلق نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور سلطان غیاث الدین اس کا شاہی خطاب قرار پایا۔ پھر دو منظوم عنوانوں کے تحت میں امیر خسرو نے خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری اور قتل کا حال تحریر کیا ہے کہ دونوں بھائی فرار میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ خانخاناں کسی بڑھیا کے گھر میں جا چھپا تھا لیکن غالباً اسی روز تغلق کے سواروں کو اس کا پتہ مل گیا۔ انہوں نے فخرالدین جونا کو، جسے اس موقع پر پہلی مرتبہ تغلق نامے میں الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے (نمبر ۲۸۱۵) خبر کر دی اور اس مکان تک لے آئے۔ الغ خاں نے وعدہ کیا کہ بادشاہ تیری جاں بخشی کر دے گا لیکن جب وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے شہر میں پھرایا جائے اور جس طرح اس نے مستورات کی پردہ دری کی تھی اس کی بھی تشہیر کی جائے۔ چنانچہ بڑے بڑے بازاروں میں اس کو پھرایا گیا۔ اور اس کے بعد سر کاٹ کر کنگرے پر لٹکا دیا گیا —

پھر امیر خسرو ایک پند آموز تمہید کے بعد لکھتے ہیں جب خسرو خاں شکست کھا کے میدان سے بھاگا تو چند ہم قوم برادو سوار بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہ تھوڑی دیر ہر طرف دوڑتے پھرے کہ امن کی جگہ یا پناہ کا راستہ مل جائے۔ لیکن اس دوادوش میں راستہ بھول گئے اور خسرو خاں اپنے ساتھیوں سے بھی الگ ہو گیا۔ اور گرتا پڑتا ایک ویران باغ میں جا چھپا۔ برنی نے لکھا ہے کہ وہ اپنے قدیم آقا ملک شادی کے مقبرے کے باغ

میں جا چھپا تھا - اور دوسرے روز وہاں سے گرفتار ہو کے آیا۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ وہ تین دن تک برابر باغ میں چھپا رہا اور پھر بھوک سے بے قرار ہو کر ایک باغبان کو اپنی انگوٹھی دی کہ اسے گروی رکھہ کر کچھہ کھانا لائے - یہ انگوٹھی پکڑی گئی اور اسی سے خسرو خاں کا کوتوال کو سراغ مل گیا - تغلق نامے میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے الغ خاں کو اسے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا۔ غرض وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے پیش ہوا - بادشاہ نے اس سے سوال کیا کہ اے ظالم تونے اپنے ولی نعمت کے ساتھہ یہ کیا کیا کہ اس نے تجھہ کو اپنے دل میں جگہہ دی اور تونے اس کا خون کردیا - خسرو خاں نے جواب دیا کہ میرا حال دنیا کو معلوم ہے —

"اگر ناز فتنی بر من فرفتے ز من نا آمدے وین فن فرفتے"

اس بحث میں قطب الدین کی بد فعلی کا اشارہ ہے جس کا برنی نے بار بار اور خاصی صراحت سے ذکر کیا ہے - تغلق کے سوال پر کہ شہزادوں نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو ان کو اس بے رحمی سے قتل کیا - خسرو خاں نے جواب دیا کہ یہ مشورہ میرے رفیقوں نے مجھے دیا تھا - اس کا الزام حقیقت میں مجھہ پر نہیں - پھر جب پوچھا گیا کہ تخت و سلطنت پر تونے کیوں قبضہ کیا تو اس نے کہا کہ میں کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانا چاہتا تھا مگر میرے بدرائے مشیروں نے مجھے ڈرایا کہ اگر تو ایسا کرے گا تو تیری خیر نہ ہو گی - تغلق نے یہ سوال بھی کیا تھا کہ مجھہ پر تونے کیوں فوج کشی کی - خسرو خاں نے کہا کہ

میں تجکو پالم تک کا علاقہ دینے پر تیار تھا لیکن یہ رائے بھی نہ چلی اور خدا نے تجکو غالب اور تخت و سلطنت کا وارث بنادیا۔ آخر میں خسرو خاں نے جاں بخشی کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ اسے اندھا کرکے کسی گاؤں میں گوشہ نشینی کی اجازت دے دی جائے (نمبر ۲۹۰۶) مگر تغلق نے اسے قبول نہیں کیا اور کہا کہ میں نے بادشاہ اور شہزادوں کا انتقام لینے کے لیے یہ جنگ کی تھی اور تجکو زندہ چھوڑنا میرے عہد اور اعلان کے خلاف ہوگا۔ پھر جلادوں کو حکم دیا کہ جس جگہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کو خسرو خاں نے قتل کرایا تھا اسی مقام پر لے جاکر خسرو کا سر قلم کردیا جائے۔ چنانچہ سر کاٹ کر صحن میں پھینک دیا گیا کہ آیند و روند کے قدموں میں پامال ہو۔ اس کے قتل ہونے کی قریب قریب یہی روایت ابن بطوطہ نے لکھی ہے —

..........................

تغلق نامے کا جو نسخہ موجود ہے وہ اسی بیان اور بیت نمبر (۱۹۲۰) پر ختم ہوگیا ہے۔ لیکن صفحے کے آخر میں ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آگے کے کچھ اوراق ضایع ہوگئے ہیں۔ ایک عنوان بھی آخری صفحہ سے دو تین ورق پہلے حاشیے پر تحریر ہے جو غالباً آخری فصل کا عنوان تھا۔ اور وہ یہ ہے —

حدیث چتر و کشور دادن شہزادگاں و انکہ

بشغل آراستن کار ملوک و بندہ و چاکر

معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری فصل میں لوگوں کے خطابات و خدمات کی تصریح تھی اور پھر وہ اشعار ہوں گے جو حماتی نے خاتمے پر تحریر کیے تھے - لیکن جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں بحث کی گئی ہے یہ آخر کے اوراق جو تلف ہو گئے تعداد میں کچھ زیادہ نہیں ہو سکتے —

---

سید ہاشمی

حیدر آباد - شوال سنہ ۱۳۵۱ ھ

# مقدمہ

## ( نا تمام )

نوشتہ مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم

حضرت 'امیر خسرو' رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف میں تغلق نامہ سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ ضروری اور زیادہ قیمتی تصنیف ہے - عام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ حضرت امیر کی سب سے آخری تصنیف ہے بلکہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون * میں یہ لکھا ہے کہ یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی - اس کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ خالص تاریخی تصنیف اور اس میں قطب الدین مبارک شاہ کے قتل سے لے کر غیاث الدین تغلق کی تخت نشینی تک کے نہایت تفصیلی واقعات ملتے ہیں جن سے ہماری موجودہ کتب تواریخ ساکت ہیں - بلا شبہ تاریخ علائی †

---

* کشف الظنون مطبوعۂ جرمنی صفحہ (   ) اس میں تغلق نامہ کو تعلّق نامہ لکھا ہے جو چھاپہ کی غلطی ہے —

† صحیفۂ خسروی کے سلسلہ میں تاریخ علائی کی تصحیح اور متعدد نسخوں کے ساتھ اس کا مقابلہ میں کرچکا تھا - افسوس ہے کہ اب تک اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی —

ایک ایسی کتاب ہے جس کو تاریخی کہا جاسکتا ہے اور جس میں حضرت امیر نے سلطان علاء الدین خلجی کی بعض فتوحات کو اپنے خالص شاعرانہ انداز میں صنایع بدایع کے سخت التزام کے ساتھ بیان کیا ہے - ممکن ہے کہ اس سے بھی بعض تاریخی غلط فہمیوں کی اصلاح ہوجائے - لیکن تاہم اس کی تاریخی حیثیت کے مقابلہ میں ادبی حیثیت زیادہ غالب ہے اور اس لحاظ سے وہ تغلق نامہ کی برابری نہیں کر سکتی —

ان دونوں باتوں کے علاوہ خاص وجہ تغلق نامہ کی اہمیت کی یہ ہے کہ وہ صدیوں سے کم یاب یا نایاب یا قطعاً مفقود سمجھی جاتی ہے - تمام مورخ اور تذکرہ نویس یا تو اس کی کم یابی کی شکایت کرتے ہیں یا اس کے فقدان پر افسوس کرتے ہوے دیکھے جاتے ہیں - اور جہاں تک مجھے علم ہے کوئی شخص اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ اس نے تغلق نامہ کو دیکھا ہے - البتہ حاجی خلیفہ نے اس کتاب کے متعلق اس قدر صحیح بیان دیا ہے جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ اس نے یہ کتاب ضرور دیکھی ہے - اس زمانہ میں نئی تصانیف ایک ملک سے دوسرے ممالک میں جس سرعت کے ساتھ پہنچ جاتی تھیں ' اس سے کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کتاب بھی قسطنطنیہ پہنچ گئی ہو اور حاجی خلیفہ کی نظر سے گزری ہو اور چونکہ وہاں کے شاہی کتب خانے اس وقت تک محفوظ ہیں اس لیے یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ اس کتاب کا کوئی نسخہ اس وقت تک وہاں کے کتب خانہ میں محفوظ ہو - بہر حال حاجی خلیفہ کے الفاظ یہ ہیں :- .....

جب نواب عماد الملک بہادر کی تحریک پر مدرسۃ العلوم علی گڑھ میں فراہمی و ترتیب تصانیف خسروی کا کام شروع ہوا تو اس کے کارکنوں کی خاص توجہ تغلق نامہ کی طرف مبذول ہونا ایک قدرتی بات تھی چنانچہ اس کی تلاش میں سب سے زیادہ اہتمام کیا گیا۔ خداوند تعالیٰ نواب اسحاق خاں کو غریق رحمت فرمائے۔ عجب نیک دل اور پاک باطن بزرگ تھے۔ تصانیف خسرو کے ساتھ جس قدر ان کو دلچسپی تھی اور جس قدر شوق تھا وہ ظاہر بینوں کی نظر میں خبط بلکہ جنون کے درجہ کو پہنچ گیا تھا، اور تغلق نامہ کے ساتھ تو ان کو خاص شغف تھا۔ ہر صاحب ذوق سے وہ اسی کا تذکرہ کرتے اور یہی فرمایش کرتے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ انہیں کے جذب قلبی اور نیک نیتی کا ثمرہ تھا کہ ایک ایسی کتاب جس کی تصنیف کو چھ صدیوں سے زائد زمانہ گزر چکا ہے اور مورخین سوائے نام کے اس کی نسبت اور کچھ نہیں جانتے اور جس کے مفقود ہوجانے پر علمی دنیا متفق ہوچکی تھی از سرنو پھر عالم وجود میں آئے اور زیور طبع سے آراستہ ہوکر اہل شایقین کے ہاتھوں میں اس کی رسائی ہو —

تغلق نامہ کا انکشاف جن ابتدائی مراحل سے گزر کر پایۂ تکمیل کو پہنچا ان کی روئداد نہایت دلچسپ اور سننے کے قابل ہے۔ یہاں اس کو مختصراً بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

---

اس بیان کو سرسری نظر سے دیکھنے والے ممکن ہے کہ یہ خیال کریں کہ تغلق نامہ کی ایجاد کا فخر صرف اس خاکسار کو حاصل ہے۔ مگر حقیقتاً یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اس فخر

میں جناب مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی میرے ساتھ شریک ہیں بلکہ شریک غالب ہیں۔ وہ اس تحریک کے بانی ہیں۔ * سب سے پہلے انہوں نے جہانگیر نامہ پر ایک مبسوط تنقید لکھی۔ جس میں وہ اگرچہ کسی صاف نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے لیکن ان بحثوں اور کاوشوں سے میں نے ضرور فائدہ اٹھایا جس کا میں اعتراف کرتا ہوں۔ جس طرح اس تحریک کا آغاز ہوا اس کو مولانا شروانی ہی کے الفاظ میں میں بیان کرنا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں۔ آپ اپنے تنقیدی مراسلے میں جو نواب اسحاق خاں، مرحوم مغفور کے نام سے تحریر فرماتے ہیں:

"تبصرہ † طبع ثانی ایک ہفتہ ہوا موصول ہوا۔ غایت دلچسپی کی وجہ سے نے میں اس کو مکرر پڑھا۔ تغلق نامہ کے متعلق آپ کی تاسف آمیز تحریر پڑھ کر دل میں ایک حسرت کی موج اٹھی اور اس خیال سے دل تڑپ کر رہ گیا کہ کاش میں اس کا نسخہ حاضر کرسکتا۔ اسی اضطراب میں خیال آیا کہ کتب خانہ میں حیاتی کاشی کا جہانگیر نامہ ہے جو بجواب تغلق نامہ لکھا گیا تھا۔ اس کو دیکھنا چاہیئے شاید حالات پر کچھ روشنی پڑے۔ اس کو نکال کر دیکھا۔ حسب ذیل واقعات معلوم ہوئے..... ..."

غرض کہ مولانا شروانی کا مراسلہ جس کا خلاصہ اوپر دیا گیا ہے

---

* جہانگیر نامہ کا نسخہ جو بعد میں تغلق نامہ ثابت ہوا انہیں کے کتب خانہ سے نکلا۔

† تبصرۂ ثانی متعلق ترتیب کلیات خسروی صفحہ ۳۲

اور جہانگیر نامہ کا قلمی نسخہ نواب اسحاق خاں مرحوم نے آخری فیصلہ کے لیے خاکسار کے سپرد فرمایا۔ میں نے ان دونوں چیزوں کو سر سری نظر سے دیکھا۔ مجھ کو قطع نظر اس بات کے کہ حیاتی کے اقوال کا صحیح محمل کیا ہو سکتا ہے اس کتاب میں حضرت امیر خسرو کی روح محسوس ہوئی اور آخر کار مجھ پر منکشف ہو گیا کہ سوائے چند ابتدائی اوراق کے جو حیاتی کاشی کے طبع زاد ہیں اور جس میں اس نے جا بجا اپنا نام لکھا ہے باقی تمام کتاب امیر خسرو کی ہے اور یہ وہی کتاب ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت علمی دنیا صدیوں سے یقین کر چکی ہے کہ وہ مفقود ہو گئی ––

میں نے اپنی یہ رائے مع ان دلایل کے جو اس سر سری مطالعہ کے وقت میرے خیال میں آئے اور جو اثبات مدعا کے لیے کافی تھے لکھ کر بھیج دی تھی۔ جو تبصرۂ ثانی میں مولانا شروانی کے مراسلہ کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ مگر اس مبحث کی اہمیت کا لحاظ کر کے میں چاہتا ہوں کہ ان تمام دلائل و شواہد کو جو میں نے اس وقت لکھے تھے اور نیز جو عمیق مطالعہ اور مزید غور و فکر کے بعد میرے خیال میں آئے زیادہ توضیح اور تفصیل کے ساتھ لکھوں:

(۱) جہانگیر نامہ اور عشقیہ میں بیان کا انداز اور ترکیبوں کی بندش اور قوافی کی نشست بالکل متحد واقع ہوئی ہے بلکہ بعض اوقات پورے پورے مصرعے اور شعر باہم مل جاتے ہیں۔ اور سوائے ایک دو لفظوں کے کچھ فرق نہیں ہوتا۔ مقابلہ کے لیے

میں نے عشقیہ کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ وہ حضرت امیر کی اواخر عہد کی تصنیف ہے اور متعدد واقعات دونوں کتابوں میں مشترک ہیں۔ اور بحر بھی دونوں کی ایک ہی ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں :—

| عشیقہ | جہانگیر نامہ |
| --- | --- |
| همی گفت آسمان را آفتابش<br>که سکه می شوم بهر خطابش | ازان بی مهر شد دینار خورشید<br>که دارد سکهٔ نام تو امید |
| گهر هائی که گوهر پاش از امید<br>بنور چشم خود پرورد خورشید | گهر هائی که هر یک را ز امید<br>بصد خون جگر پرورد خورشید |
| ازان خون و ز موج اشک رنگین<br>حنا می بست بر دست نگارین | ز کو بش بر رخ پر خون و رنگین<br>حنا می بست بر دست نگارین |

—*—

| | |
| --- | --- |
| چو دولت مهر را بر سر نهد تاج<br>فتد ز اسپ او دشمن بتاراج | کسی کز مهر گردون بهره مند است<br>ز انجم همچو انجم سر بلند است |
| بهر قفلی که دستش یار گردد<br>هر انگشتش کلید کار گردد | اگر جوید کلید کار در مشت<br>کلیدی گرد از دستش هر انگشت |
| بهر منزل که جایش در خور آید<br>مراد از بام و کام از در در آید | چو عون غیب پیش مقبل آید<br>غرض پیش از تمنا حاصل آید |
| به تعظیم آسمان بوسه جبینش<br>بسلطانی دهد ز انجم نگینش | هنوزش آرزو باشد بسینه<br>که پیش از خواست پیش آید خزینه |
| ز تقدیر است چون بخشی به تمییز<br>خواص قابلیت در همه چیز | ز روزی خواه در ده خواه در شهر<br>مقام هر کسی پیداست در دهر |

یکی کو از بلندی بهره مند است
عقاب از اوج نتوان داشتن پست

نیارد پست ماندن چون بلند است
مگر در بازوش لنگر توان بست

دگر کز آسمانش بهره پستی است
بحیله موش بالا بر نیاید

رهش با چار سوئے زیر دستی است
مگر آن کش غلیوازے رباید

بود گندم خرے بالا سر افراز
بن جو را زیک گز فگنده شاخ

سر چلغوزه گوید با فلک راز
شود گر جو بجو با ابر گستاخ

بکوشش دیو جمشیدی نیابد
بحیله چند باشد پست را اوج

ستاره نور خورشیدی نیابد
بدریا بر شود باز اوفتد موج

سرے کو را بود قسمت کلاهے
کواکب کز رصدها در شمارند

هوس بر تاج بردن نیست راهے
شمار کار عالم پیشه دارند

ازان نقدے که می سنجند در غیب
بآئینے که می آید ز تقدیر

بروزی پر شود نے از هوس جیب
بکار خلق می سازند تدبیر

نه هر فرقے سزاے تاج شاهی است
نه هر تن را لقب ظل الهی است
نه هر دری بر افسر جاے یابد
نه هر سر تاج ملک آراے یابد

— * —

غریبان کوس فتح آواز می داد
ترنم زهره را آواز می داد

ز سر می برد هوش و باز می داد
نوا جان می ربود و باز می داد

همه دندانش در بالا و پستی
همه دندانش مست شهر بد راست

فتان خیزان شده از شیر مستی
کزان مستی همی افتاد و می خاست

کسی کو عزت اسلام داند
کسی کو عزت معشوق داند

معاذ الله که این دیدن تواند     کجا از نان و جانش یاد ماند

کنون زان گونه خواهم راند این حرف     بهنجارے نگارم نقش این درج

که گنج نه فلک درو ے شود صرف     که چون آب روان گوهر شود خرج

چو من در خون فتم خونم مشوئید     چو بردم گشت زو خونم مجوئید

وزین خونخوارگان خونم مجوئید     وزین خون روے کلکم نم مشوئید

فلک تاج علا را برد معراج     علا از تخت رفت رفعت از تاج

بخاک افتاد والا گوهر تاج     شها بے جاے ماهے کرد معراج

بود شه پاسبان خلق پیوست     چو باشد خانه را پاسبان مست

خطا باشد که باشد پاسبان مست     رساند دزد را خود باز بردست

شبان چون شد خراب از بادهٔ ناب     شبانے را که باشد باده در پیش

رمه در معدهٔ گرگان کند خواب     رساند نقل گرگ از پهلوے میش

در آئینے که رسم ملکداری است     ستون عمدهٔ با استواری

ثبات کارها در هوشیاری است     ستاد شه بود در راست کاری

چو طبعم در جوان مردی در آمد     سپاه دین که چون دریا در آمد

قلم را موج دریا بر سر آمد     مغل را موج دریا بر سر آمد

عجب حیفی که زان گبران گمراه     عفا الله بر چنان روهاے چون ماه

بخون غلطد چنان روهاے چون ماه     کسے چون برکشد شمشیر کین خواه

جوانے هم چو بخت خویش بیدار     ربوده خواب بیداران به یکبار

ربوده خواب بیداران به یکبار     ز چشم نیم خواب و نیم بیدار

— * —

تغلق نامہ اور جہانگیر نامہ کی تصنیف میں پورے تین صدیوں کا فاصلہ ہے اور اس عرصے میں فارسی زبان اور اس کی نظم و نثر

میں نمایاں تغیرات ہوگئے تھے - بہت سے الفاظ اور محاورات متروک ہوکر نئے الفاظ اور نئے محاورات ان کی جگہ جاری ہوگئے تھے - شاعری میں بجاے قدما کی سادگی اور بے تکلفی کے دقت پسندی اور نازک خیالی خصوصاً دور اکبری میں انتہا کو پہنچ چکی تھی جس کو اس عہد کے سخن فہم تازہ گوئی سے تعبیر کرتے ہیں - اس لئے حیاتی کے کلام کو حضرت امیر خسرو کے کلام کے ساتھ مقابلہ کرنا اور ان میں فرق دکھلانا شاید اہل ذوق کے نزدیک معیوب سمجھا جاے - اس خیال سے میں نے عشیقہ اور تغلق نامہ کے ہم معنی اشعار بالمقابل نقل کر دئے ہیں - ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے اور یقین کرسکتا ہے کہ اس قدر توارد دو ہم عصر شاعروں کے کلام میں بھی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ ان میں سینکڑوں برسوں کا فاصلہ ہو —

اشعار مذکورۂ بالا کی نسبت صرف اس قدر اور عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے ان کے جمع کرنے میں کوئی خاص اہتمام نہیں کیا - بلکہ جہانگیر نامہ کے مطالعہ کے اثنا میں جو اشعار ایسے آے جن کے ہم معنی شعر عشیقہ میں میری نظر سے گزر چکے تھے اور مجھے یاد تھے ان کو لکھ دیا ہے - مجھے یقین ہے کہ اگر ان دونوں کتابوں کا مقابلہ کیا جاے تو صدہا ایسے ہم معنی اشعار ملیں گے —

(۲) اس کتاب میں وقایع تاریخی کی ایسی چھوٹی چھوٹی جزئیات اور تفصیلات پائی جاتی ہیں جن کو مورخ عموماً اپنی تاریخوں میں نہیں لکھتے - اور جن کو ضیاء برنی نے بھی جو

عہد قطبی اور تغلق کا عینی شاہد ہے فیروز شاہی میں نہیں لکھا۔ پس اس قسم کی جزئیات کا جو اس کتاب میں بکثرت پائی جاتی ہیں پوری تین صدیوں کے بعد حیاتی کے قلم سے ظاہر ہونا ایک ایسی بعید از قیاس بات ہے جس کو غالباً کوئی عاقل تسلیم نہیں کرے گا۔ مثلاً صرف دو واقعوں پر اکتفا کرتا ہوں —

(۱)۔ خسرو خاں نے قطب الدین مبارک شاہ کو قتل کر کے شاہزادوں اور شاہی خاندان پر جو ظلم و ستم توڑے ان میں ایک واقعہ کا دردناک منظر اس طرح دکھایا گیا ہے :—

چناں است ایں حکایت راستاراست  کہ چوں بر قطب دیں رفت آنچہ حق خواست
ز بعد آں سریر آراے مرحوم  برادر پنج دیگر ماند مظلوم
یکے خان فرید اسم بلند اصل  کہ بود اصلش زدہ شہ وصل بروصل
کہ آں سلکے سزاے ملک سنجے  سہ پنجش عمر زد دیرینہ سنجے
تمامش دادہ قراں ختم منشور  دلش زاں نور گشتہ سورۂ نور
بسا شاگردیء استاد کردہ  کتاب و نامہ را چوں یاد کردہ
بہ ترتیب کماں و تیر پیوست  بعقد تیر دو انگشت او شست
دگر بو بکر خاں دیباچۂ تخت  سزاے ملک گر یاری کند بخت
ز سال عمر او در ہفتہ رفتہ  دو ہفتش سال و اوماہ دو ہفتہ
الم دیدہ ز الف و لام و یا سیں  نشستہ در دل قراں چو یسیں
ہوس درنظم و نثر و لفظ و خط خوش  طبیعت خود چہ گویم آب و آتش

— * —

علی خان گرامی هشت ساله جبینے چوں گل و روے چو لاله
همه دندانش در بالا و پستی فتاں خهزاں شده از شیر مستی
ز قرآں تا بقد افلح رسیده قد ش افلح شده گاں صفحه دیده

— * —

بہا خاں هم بهشتم سال نو خوز بشاش دوم قران ورق بیز
گرفته روزی از تعلیم بالا وما من دابة فی الارض الا

— * —

چنیں شهزادگان ناز پرورد که چرخ از بهر ملک انباز پرورد
زمان عمر شاں چوں بر سر آمد زمانه در جفا کاری بر آمد
اشارت کرد خسرو خان کم بخت که بر شهزادگاں کارے روه سخت

— * —

زپنجم سال عثماں بهره ور بود هنوز از جمع قراں بے خبر بود
ببازی هاے نوزاداں هوس ناک ز لوح کاف و نون لوح داش پاک

— * —

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے مقتول ہوجانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی رہ گئے تھے۔ اول فرید خاں جس کی عمر پندرہ سال کی تھی قرآن مجید ختم کرچکا تھا۔ کتابیں پڑھتا تھا اور تیر اندازی کی مشق کرتا تھا۔ دوم ابو بکر خاں جس کی عمر چودہ سال کی تھی۔ ......
...... نظم و نثر کا شوق تھا خط اچھا اور طبیعت نہایت ذکی تھی۔ سوم علی خاں نہایت حسین تھا۔ قد افلح المومنون تک

پڑھ چکا تھا - چہارم بہا خاں - اس کی عمر بھی آٹھ سال تھی قرآن مجید کا پہلا ثلث ختم کر چکا تھا اور وما من دابۃ فی الارض کا پارہ پڑھ رہا تھا - پنجم عثمان خاں - پانچ سال کی عمر تھی - تعلیم ابھی شروع نہیں ہوئی تھی —

شہزادوں کے متعلق جس قدر جزئیات ہم کو مندرجۂ بالا اشعار سے معلوم ہوتے ہیں ان پر سرسری نظر ڈالنے سے یقین ہوتا جاتا ہے کہ ان کا بیان کرنے والا حیاتی نہیں ہوسکتا —

(ب) - غازی الدین تغلق اور خسرو خاں کے درمیان جو فیصل کن معرکہ آرائی دہلی کے قریب ہوئی اس کا نقشہ ایسا مفصل کھینچا گیا ہے جو کسی بعد کے زمانے والے سے ممکن نہیں معلوم ہوتا - فریقین کے میمنہ اور میسرہ کے دستوں کی تعداد اور ان کے افسروں کے نام - کیوں کر جنگ شروع ہوئی اور کس طرح ختم ہوئی - اثنائے جنگ میں غازی الدین تغلق کے لشکر کے ایک دستے کو شکست ہوجانا جس کی وجہ سے اکثر فوج کا مفرور ہوجانا مگر غازی الدین کا اپنی جگہ پر استقلال کے ساتھ قائم رہنا اور دوبارہ ترتیب قائم ہونا - ہر بات صاف صاف معلوم ہوتی ہے —

غازی الدین تغلق کے لشکر کا مقدمۃ الجیش منزل بمنزل دہلی کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے اور دہلی میں ہلچل بڑھتی جاتی ہے :—

ہمیشہ دم بدم آوازہ در شہر کہ اینک دھرہ زن شد صفدر دھر

گزشت از هانسی آمد در مدینه*　　فکن عونه دین المدینه

ازاں آینده دیں مقدار نو یافت　　مدینه حیدر کرار نو یافت

چو در رهتک سه پایه کرد رایت　　ولی عهد نبی شد در ولایت

چو در منڈوتی* آمد جیش منصور　　بدهلی شد دمیده نفخهٔ صور

چو گردان سپه بر شد بعالم　　بچشم هندواں شد تیره عالم

چو نور افگند بر کوه کنسپور　　شد آں سنگ از صفا رخشنده چوں طور

علم کز حوض سلطان عکس بنمود　　مناره حله بست از ظل ممدود

چو میلے چند ازاں نزدیک تر شد　　سپاه هندواں زیر و زبر شد

پر از دهلیز و خرگه شد سراسر　　همه صحرائے اهراوت ز لشکر

پس پشت آب جون و پیش دهلی　　کجا یارد ستادن جیش دهلی

ز رود جون همی آمد ندائے　　ظفر با خوشدلی می کوفت پائے

ملک فخر الدول بر روئے لشکر　　چو شیراں بر تنش هر موئے لشکر

جوانے همچو بخت خویش بیدار　　ربوده خواب بیداراں به یکبار

شب جمعہ خسرو خاں مع اپنے فوجی سرداروں کے تمام رات فوج کی تیاری اور آراستگی میں مصروف رہتا ہے اور اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر عین الملک اپنے وعدے کے مطابق اپنی جمعیت کو ساتھ لے کر چپ چاپ اُجین کی طرف روانہ ہوجاتا ہے :—

---

* رہتک اور مہم کے لب سڑک ایک چھوٹا سا گاؤں ہے - یہ علاقہ اب تک مشہور ہے کہ غازی الدین اور خسرو کی جنگ یہاں ہوئی تھی —

* یہ بھی مہم کے قریب ایک گاؤں ہے یعنی منڈوتی با میم مفتوح و نون غنہ و ڈال مفتوح —

چنداں بود ایں حدیث تیغ بازی — کہ چوں درانددپت آمد شاہ غازی
شب جمعہ حسن شد در پئے کار — کہ فردا رایت افرازد بہ پیکار
دراں فوغا کہ ہر کس بود مفتوں — نہانے رفت عین الملک بیروں
چو بنیادے ندید از ملک عینش — عزیمت شد بہ شہر خود اجینش
ہمہ شب بود خسرو لشکر آرائے — سران و سرکشانش نیز برپائے
چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت — زمانہ غلغل خونریز برداشت
ہمہ تن مہرگردوں تیغ کیں داشت — زحل آبے و مریخ آتشیں داشت
بعزم رزم شد ترتیب لشکر — ازاں ہر روز ترتیب آہنیں تر

روز جمعہ چاشت کے وقت خسرو خاں جس شان و شکوہ کے ساتھ اپنی فوج لے کر نکلتا ہے اور جس طرح اس کے یمین و یسار کی تقسیم اور ترتیب کرتا ہے اس کی تصویر ملاحظہ ہو:—

چو خورشید درخشاں در تلالا — بر آمد چوں سناں یک نیزہ بالا
رواں شد تند خسرو خان بد روز — بکیں سوے ملک غازی کیں توز
سپہ آراستہ از شرق تا غرب — تو گوئی خواست کردن بافلک حرب
صفے چوں ہفت جوش آہن بگویم — کہ جز سبع شدادش من نگویم
ز دست راست گشتہ کینہ پرور — دو صوفی نوش خون را شستہ ساغر
یکے خاں یوسف صوفی بہ تعجیل — کہ مصرے گیرم از شمشیر چوں نیل
دگر با او کمال الدین صوفی — کمر بستہ بکیں چوں مہم کوفی
ہماں جا قر قماز اندر تگ و تاز — کہ بود سایستی سر افراز
ہما نجا ہا و لیکن باب کافور — بعزت مہو داری گشتہ مشہور
ہمانجا راست کردہ فوج پیکار — شہاب آں ہاریک را نائب کار

همان جانب کیں مهر اوده بود | بهاء الدین دبیرش هم مدد بود
بدست چپ هم انبه لشکرے سخت | هوا خواهاں خسرو خان کم بخت
یکے مرتد که گاه خوک خواری | ز دیگر خوک خواراں جست یاری
دگر زن دهول یعنی رائے رایاں | دگر کبج برسهه و ناک از تیره رایاں
دگر سنبل که حاتم خانش خوانند | امیر صاحب سلطانش خوانند
دگر آں مالدیو آفت انگیز | که رفت و باز گشت از بهر خونریز
دگر اصحاب دیواں جمله باهم | شده دیوان عارض هم بداں هم
امیران دگر را کس چه داند | که ایں جا یک بیک را باز خواند
همه نو میر گشته پاره کوشاں | بخون ریزی چو خون خویش جوشاں

مندرجہ بالا اشعار میں آخر کے دو شعر خاص طور پر قابل توجہ ہیں - مصنف عذر کرتا ان کے سوا اور بھی امیر ہیں جن کو میں نہیں جانتا ان کا ذکر چھوڑتا ہوں اس لیے کہ یہ لوگ حال ہی میں غلامی کی حالت سے ترقی کر کے درجۂ امارت کو پہنچے ہیں۔

غازی الدین تغلق نے جس طرح اپنی افواج کی تقسیم اور ترتیب کی تھی اس کا نقشہ بھی ملاحظہ ہو -

بآئین نخستیں لشکر آراست | بهر جا لشکر آرائی بر آراست
سر صف میمنه حاضر با خلاص | بهاءالدوله خواهر زادۂ خاص
بفوج دومیں شیر سبک عزم | ملک بهرام ابهه رستم رزم
بدیگر فوج ازاں پس پهلوئے کار | علی حیدر بهر دو نام کرار
بسوئے میسره در کیں کمر بند | ملک فخرالدول شایسته فرزند
بدیگر فوج همچوں سعد وقاص | اسد والا برادر زادۂ خاص
بدیگر فوج بود آما جدارے | خوش غوری شهاب اسفند یارے

سر صف میر شادی صفدر شرق — ز قہر و تیغ ہم باراں و ہم برق
بقلب اندر گزین خاص تقدیر — ملک غازی سپہدار جہانگیر

———*———

(۳) اس کتاب میں وقایع تاریخی کے بیان کرنے میں جس قدر صحت کا التزام رکھا گیا ہے اس کا مکرر سہ کرر اعلان کیا گیا اور واقعات کی صحت کا ناظرین کو یقین دلایا گیا ہے - بعض واقعات عینی شاہد سے روایت کئے گئے ہیں- اور بعض کی نسبت خود اپنے چشم دید ہونے کا اقرار پایا جاتا ہے - اور تمام باتیں بحیثیت مجموعی صاف اس امر کی دلیل ہیں کہ ان واقعات کا بیان کرنے والا حیاتی نہیں ہوسکتا —

ایک داستان کے شروع میں کہتے ہیں :—

دریں ملک از بسے فتنہ کہ برخاست — خبر زیں گونہ دارم راستا راست

ایک واقعہ کو عینی شاہد سے نقل کرتے ہیں :—

کسے کیں فتنہ دید از دیدۂ خویش — چنیں بیروں ترا وید از دل ریش

ایک واقعہ کی نسبت دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ میرا چشم دید ہے - عبرت انگیز تمہید کے ساتھہ اس واقعہ کو شروع کیا ہے اور جس جوش کے ساتھہ اس کو بیان کیا ہے اس سے ہر صاحب ذوق سلیم اندازہ کرسکتا ہے کہ واقعہ یقیناً چشم دید ہے- چنانچہ فرماتے ہیں :—

ہمیں بیداد کیں گا ختر کنوں کرد — بسندہ است از برائے عبرت مرد
دریں عبرت سرائے پر فسانہ — نگہ کن تا چہا زاد از زمانہ
اگر وقتے بلائے می شنیدیم — دریں دوراں بچشم خویش دیدیم

کجا سلطان علاءالدین و آں کار کزاں هیبت شدے گرداں بزنہار
کنوں بر نسل او بیں تا چہ کیں رفت که چنداں خون نا حق بر زمیں رفت
چناں است ایں حکایت راستا راست کہ چوں بر قطب دیں رفت آنچہ حق خواست

(۴) اس کتاب میں بعض ایسے الفاظ پائے جاتے ھیں جو قدما اور متوسطین کے عہد میں عام طور پر رائج تھے مگر بعد میں ان کی مروجہ شکل ثقیل اور غیر فصیح قرار پائی اور وہ متروک ہوگئے۔ اور نئی شکل متاخرین میں مقبول ہوئی۔ اس قسم کے الفاظ حضرت امیر خسرو کی متعدد تصانیف میں باوجود کاتبوں کی اصلاح کے بکثرت میری نظر سے گزر چکے ھیں اور وھی الفاظ اپنی اصل شکل میں جو حضرت امیر کے زمانے میں مروج تھے اس کتاب میں بھی پائے جاتے ھیں:—

مثلاً بستاخ بجائے گستاخ اور بستاخی بجائے گستاخی۔ شگال بجائے شغال۔ آگوش بجائے آغوش بیرانہ بجائے ویرانہ۔ شیں بجائے نشیں اور شیند بجائے نشیند اور شاند بجائے نشانند۔ اسوار۔ جِغی۔ کار بان —

(۵) ھندوستانی رنگ کے محاورات جو حضرت امیر کی تمام تصانیف میں پائے جاتے ھیں اور جن پر فصحائے عجم ھمیشہ معترض رھے اس کتاب میں بھی بکثرت موجود ھیں — بطور نمونہ کے چند الفاظ ملاحظہ ھوں:—

بیگار کشیدن یعنی بیگار نکالنا۔ گوش فروھشتن یعنی کان ڈال دینا فرماں بردار ھوجانا۔ آمادہ خوردن یعنی پکی پکائی کھانا؛ تکلیف کا خوگر نہ ھونا۔ رہ افتادن، راستے کا پر خطر غیر محفوظ

ہو جانا۔ آب دہن بر آمدن، یعنی رال ٹپک پڑنا۔ کار گر دیدن یعنی کام چلنا یا کام کرسکنا۔

علاوہ ازیں خالص ہندی الفاظ بھی اس کتاب میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور فارسی لفظوں کے ساتھ جس طرح ان کو وصل کیا گیا ہے اس میں حضرت امیر خسرو کی ترصیع کی شان صاف نمایاں ہوتی ہے —

چند اشعار ملاحظہ ہوں :—

سخن شاں مار مارو سر پسر مار دگر بر مار و بیری مار و پر مار

بزاری گفت ہے ہے تیر مارا چو بکشادند تیر بے خطا را

ز گبر آواز نارایں ہوا گھر شد از مومن بگردوں بانگ تکبیر

(۶) ان اندرونی شہادتوں کے علاوہ بعض خارجی شہادتیں بھی ایسی ہیں جو ہمارے خیال کی تائید کرتی ہیں۔ ان کے معتمد اور مستند ہونے میں کسی قسم کا شک شبہ نہیں ہو سکتا۔ محمد قاسم فرشتہ، صاحب فرہنگ جہانگیری اور سراج الدین علی خاں آرزو اپنی کتابوں میں بعض اشعار حضرت امیر خسرو کے نام سے بطور سند کے نقل کرتے ہیں اور وہ اشعار اس کتاب میں موجود ہیں :—

فرشتہ کہتا ہے۔ "امیر خسرو می فرماید ابیات :—

نہ در عشق و ہوس پیوست بودن نشاید پادشہ را مست بودن

خطا باشد کہ باشد پاسباں مست بود شہ پاسبان خلق پیوست

رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب شباں چوں شد خراب از بادۂ ناب

ثبات کارہا در ہوشیاری است در آئینے کہ رسم ملک داری است

(تاریخ فرشتہ مطبوعہ نول کشور جلد اول صفحہ ۸۶)

صاحب فرہنگ جہانگیری لکھتے ہیں کہ "خستہ باول مفتوح. چہار معنی دارد - اول تخم میوہ را گویند مانند شفتالو و خرما - دوم بمعنی بیمار و آزردہ بود - حکیم خسرو این معنی در کور کردن پسران سلطان السلاطین رقاب امم ملوک الشرق والعجم علاءالدین والدنیا گفتہ :—

کسے کو بر کشید این دیدۂ سر بسان خستۂ شفتالوئے تر
دو چشم او چو دو عناب خستہ ہمیشہ خستہ و در خوں نشستہ

(فرہنگ جہانگیری مطبوعۂ ثمر ہند جلد اول صفحہ ۴۵۱)

نشاید ہیچ مردم خفتہ در کار کہ در پایاں پشیمانی دہد بار

(ایضاً)

سراج الدین علی خاں آرزو کی کتاب غرائب اللغات کا ایک قلمی نسخہ نواب محمد مزمل اللہ خاں رئیس بھیکم پور کے کتب خانے میں میری نظر سے گزرا اس میں لغت "بات موتی" کے ضمن میں ذیل کا شعر حضرت امیر کے نام سے بطور سند کے نقل کیا گیا ہے :-

رہ افتادن گرفت از ہر کرانہا بماند از راہ رفتن کار بانہا

برہان جامع مصنفۂ محمد کریم الدین مہدی قلی تبریزی جو فتح علی شاہ قاچار کے عہد کی تصنیف ہے اس میں یہ شعر امیر خسرو کے نام بطور سند کے پیش کیا گیا ہے :-

یکے از عجز تن دادہ بہ تسلیم یکے در لور وار در می شد از بیم

(۷) ان تمام شہادتوں کے علاوہ جو اوپر مذکور ہوچکی ہیں

صرف ایک آخری شہادت اور باقی رہ گئی ہے جس پر میں اس بیان کو ختم کرتا ہوں اور ناظرین سے طول کلام کی معافی کا خواستگار ہوں —

میرا خیال ہے کہ یہ شہادت اس مہتم بالشان مبحث میں ہر شخص کے نزدیک فصیل کن متصور ہوگی۔

خود اسی کتاب میں ایک شعر مجھے ملا ہے جو حسب ذیل ہے :-

زباں گرد آر خسرو چند ازیں گفت
کہ باشاہاں نشاید مہر و کیں گفت

ان دلایل اور شواہد کے بعد غالباً اب کسی قسم کے معقول شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی اور جہانگیر نامہ اور تغلق نامہ کی بحث بالکل صاف ہوگئی ہے اور ثابت ہوگیا ہے کہ یہ کتاب حیاتی کی کسی طرح نہیں ہوسکتی بلکہ یہ حضرت امیر خسرو ہی کی تصنیف ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت ہندوستان کی علمی دنیا صدیوں سے یہ یقین کر چکی تھی کہ وہ مفقود ہوگئی۔
اب رہا حیاتی کے بیان کا اضطراب یا حیاتی اور مولانا آزاد بلگرامی کے اقوال کا تعرض ؛ جو مولانا شروانی کی راہ میں حایل ہوے ، اس حقیقت کے منکشف اور فیصل ہوجانے کے بعد ، کچھ زیادہ اہم نہیں رہتے مگر تاہم مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں ان کی کوئی معقول توجیہ کرنے کی کوشش کروں تاکہ یہ خفیف سا خلجان بھی دور ہو جاے —

جو لوگ فارسی ادبیات اور اس کی تاریخ سے واقف ہیں اور جنھوں نے ہر دور کے کلام کو بنظر غایر مطالعہ کیا ہے ان کو بخوبی معلوم ہوگا کہ نظم میں واقعہ کی صحت اور لوازم شاعری دونوں کا التزام کس قدر دشوار کام ہے۔ بلا شبہ قدما اور متوسطین کے طبقے میں ایسے اچھے شعر ملیں گے جنھوں نے اس دشوار گزار منزل کو نہایت قابلیت کے ساتھہ طے کیا ہے۔ لیکن متاخرین کا طبقہ بالعموم الا ماشاء اس صفت سے عاری ہے اس کی وجہ بالکل صاف ظاہر ہے یہ لوگ جس قدر مداحی میں غلو کرنے لگے، مضمون آفرینی، دقت پسندی اور نازک خیالی میں جس قدر ترقی ہوتی گئی اسی قدر حقایق نگاری کی قابلیت ان لوگوں سے سلب ہوتی گئی۔ پس حیاتی سے یہ توقع کرنا کہ وہ کسی واقعہ کو صفائی اور صحت کے ساتھہ بیان کرےگا سخت غلطی ہے۔

پس اگر اس نکتہ کو ذہن میں رکھہ کر حیاتی کے اقوال پر غور کیا جاے تو اس کا مافی الضمیر جو المعنی فی بطن الشاعر کا مصداق معلوم ہوتا ہے بسہولت سمجھا جا سکتا ہے اور اس کے بیان میں کوئی اضطراب باقی نہیں رہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے تمام کلام کی تحلیل اور اس کا تجزیہ کرکے ہر حصہ کا مفہوم عرض کردوں تاکہ ناظرین کو سہولت ہو اور ان کو زیادہ کاوش کرنی نہ پڑے —

[ختم مقدمہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم]

۱۲-۴-۶۲

IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR

Acc. No. ________ Call No. ________

1. This book should be returned on or before the last date stamped.
2. Overdue charges will be levied under rules for each day if the book is kept beyond the date stamped above.
3. Books lost, defaced or injured in any way shall have to be replaced by the borrowers.

**Help to keep this book fresh and clean**

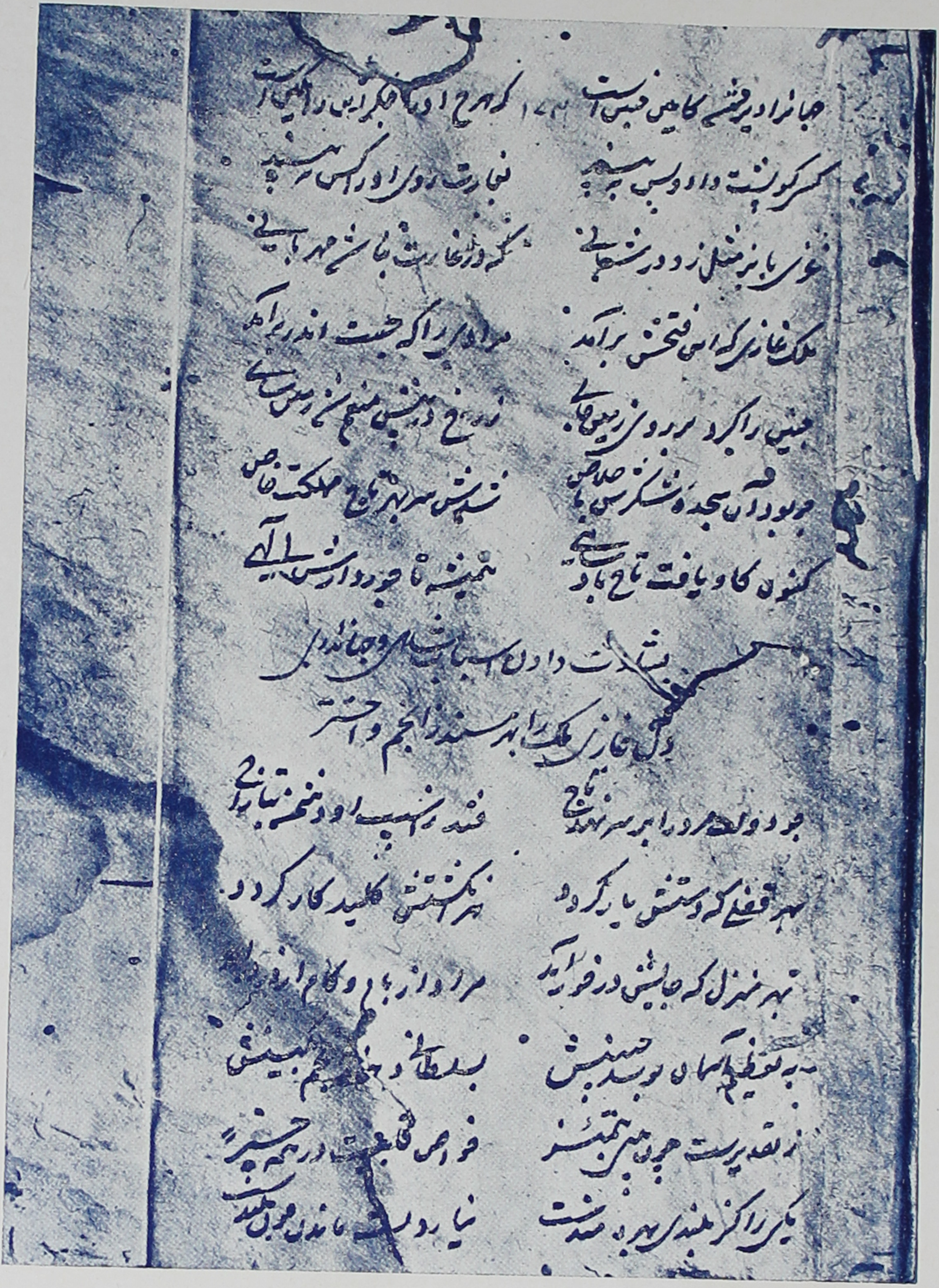

"کتب خانۂ حبیب گنج کے قلمی نسخے کا ایک صفحہ"

IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR

Acc. No.______________ Call No.______________

1. This book should be returned on or before the last date stamped.
2. Overdue charges will be levied under rules for each day if the book is kept beyond the date stamped above.
3. Books lost, defaced or injured in any way shall have to be replaced by the borrowers.

**Help to keep this book fresh and clean**

# متن

# مثنوی تغلق نامه

IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR

Acc. No. ____________ Call No. ____________

1. This book should be returned on or before the last date stamped.
2. Overdue charges will be levied under rules for each day if the book is kept beyond the date stamped above.
3. Books lost, defaced or injured in any way shall have to be replaced by the borrowers.

**Help to keep this book fresh and clean**

بسم الله الرحمن الرحیم

آغاز سخن در شرح چگونگی به نظم آوردن این چند داستان و باتمام رسانیدن کتاب تغلق نامهٔ سخن پیرائے گلزار هر تازگی و ذوی گنجور خزاین معنوی امیر خسرو دهلوی رحمة الله علیه که نه از نقوش دیباچه اش اثرے بود و نه از نگارش خامه * اش خبرے - نه حدیقهٔ حمدش را درها باز و نه گلشن مدحش را دستان سرائے بآواز

## حمد

بنام آن که نام از وے نشان یافت / زبان آموخت حرف و نطق جان یافت

خداوندے که از صنع خدائی / بظلمت داد نور روشنائی †

دو عالم پیش گاه حضرت اوست / وجود هرچه هست از قدرت اوست

زمینی هرچه باشد یا سمائی / نمودار یست از کار خدائی

از آغاز خودی باداب ‡ سرمد / خدائی را خود آوردست یا خود

بظاهر در وجود انوار رخشان / به پنهان بر عدم هم ماه تابان

بفرمانش سپهر و اخترانش / جهات و آخشیج و گوهرانش

* ک: خاتمه — † ق ر: نور و روشنای — ‡ ک: ذات —

بسو دایش خرد بازار بیزے
زبان هم در سپاسش گنج ریزے

معاذ الله ز کینش گر فروزد
گلوئے خوشه از شبنم بسوزد

عفا الله هم ز لطفش کیں فراموش
که دارد قطره دریا را در آغوش

همه بوم و بر از وے نور در نور
سر کویش هزاراں طور در طور

زجودش بحر و کاں سرمایه داراں
زکویش مشکبو باد بهاراں

از و هر خار و هر خس پرنیاں پوش
و ز و حوران گلشن دوش بر دوش

از و دارد لب گُل خنده ناکي
دل غنچه هم ازوے سینه چاکی

از و دستاں سرا آوازِ بلبل
گلوئے شیشه هم در ذکر قلقل

ز نورش سرخ گشته گونه گل را
فزوں از رنگِ گل گلگونه مُل را

زخوانش زلّه بر ز انسے و جانے
همیشه حضرتش در میزبانے

سمندر از فروغش خرم و خوش
نشسته تا بگردن اندر آتش

چو خواهد در دلے مهرے بکارد
به مجنوں لیلئے را بر گمارد

بوامق ز آتش عذرا نهد داغ
کند هر داغ را رشک ‡ گُل باغ

بخسرو آتش رشکے فروزد
ز برق تیشه فرهادے بسوزد

ز عشق او بهر جا رستخیزے
سرِ کویش عجب دیوانه خیزے

طراز حلّهٔ نازک نهالاں
پلاس کهنهٔ بوسیده حالاں

اگر از روح پرسی مایهٔ اوست
وراز عقل، آں فرو تر پایهٔ اوست

بهر وادی بهر بر زن بهر کوئے
خدائی را همیشه آب در جوئے

حیاتی حمد را فرجام نبود
چه گر آغاز هست انجام نبود

بهار از نو بشغل خویش پیرائے
پس از حمد خدا در مدح شاه آئے

‡ ن : رشکی –

گلے آور ز هر حرفے بجوئے
هم از هر لفظ او بحرے بجوئے

ز خاطر طبع را گنج گهر کن
نثار تخت شاه تاجور کن

کدا میں شاه آں شاه جواں بخت
که می بالد ز نامش افسر و تخت

ابوالغازی جهانگیر جهاں شاه
زمین را روشن اختر، چرخ را ماه

فروغ اختر صاحبقرانی
چراغ دود مان گور گانی

در یکتائے درج هفت کشور
درخت بار دار شاه اکبر

خوشا وقتا و فارغ روزگارا
زهی فصلا و خرم نو بهارا

که آید ز آسماں هر دم ندائے
سراید ایں نوا دستاں سرائے

گرفت اورنگ شاهی سر فرازی
ز نورالدین محمد شاه غازی

جهانگیر و جهاں بخش و جهاں دار
جهاں را با سر و کارش سروکار

ز هر سر تاج گیرد افسر او
جگرها آب دارد خنجر او

ز بازویش تواں پشت یلی را
پرستاری ز تیغش پر دلی را

شگفته گل بنے از آتش طور
سراپا شعله * و سر تا بپا نور

ز راه داد و دیں سود و زیاں را
نگهبا نست چندیں دودماں را

فریدونی کند در کج کلاهی
پرستاری کند در باد شاهی

ز سهمش پارهٔ فولاد ریزاں
ز عدلش باز از تیهو گریزاں

گهے † خنجر بلا را مرد میدان
گهے ساغر سخا را ابر باراں

سر میدان تیغش خانهٔ مرگ
کمند و گرز دام و دانهٔ مرگ

سرتیغش ز ند بر خان و ماں برق
همیں است ار بود آتش فشاں برق

بقدر قوّت آں زور بازو
چه باشد کوه با سنگ ترازو

* ن : شعلهٔ سر تا بپا - † خنجر بلا ، اور ساغر سخا ، دونوں جگه فکِ اضافت هے -

هر آنکس را که آویزد با و جنگ ❊ کمر از کوه باید باز و از سنگ
ظفر با عزمش از یک دود مانست ❊ اجل با تیغش از یک خان و مان است
عطارد خامهٔ ، بهرام تیغی ❊ ز دست و طبع خوش بارنده میغی
گرفتن را شناسد جنس تا راج ❊ و گر نه سی گرفت از آسمان باج
همه چشم و همه دستست در راه ❊ امل فربه شود ز و ، رنج ، کوتاه
غرور و سرکشیها بندهٔ او ❊ بزرگی سر به پیش افگندهٔ او
ره او هر قدم را گنج قارون ❊ سرش بال هما را بخت میمون
دلش را جوش دریا موج خیز است ❊ کفش را بحروکان اندر گریز است
هوا از نعل اسپش برق باران ❊ زمین از هیبتش موم گدازان
ز قدر خویش آورد است پایه ❊ همانا افگند بر چرخ سایه
سخن با لفظ او عیسی بگفتار ❊ قلم در دست او مانی بفرخار
بر اختر می فشانم گوهرش را ❊ چو با یاد آورم تاج سرش را
هم از بهت جهان افروز طبعش ❊ ز دریاے گهر اندوز طبعش
دعا را رسم و آئین تازه سازم ❊ اجابت را بلند آوازه سازم :
بود در آسمان تا مهر را نور ❊ مبادا عکس او از چتر شه دور
حیاتی اے سخن را مرد فرهنگ ❊ برون آورد گوهر از دل سنگ
بیا اے خازن گنج نهانی ❊ بیاور آنچه داری آسمانی
در گنج سخن را قفل بکشائے ❊ بسفتن هر گهر را قدر بفزاے
ازین در گفت و گوا و رد هو واسو * ❊ بچون و چند قصه آشنا شو
بگفتم هان بگویم نکته بپذیر ❊ بدامن زر ازین گنجینه بر گهر

* رو رد و واسو ( کذا ) ک : آورد و واشو—

بتاریخ هزار و نوزده سال — که می زد بخت بر دولت همی فال
زمان نازان به بخت ارجمندے — زمین از سایهٔ نخل بلندے
زمین خوش هم زمان خوش آسمان خوش — جهاندار از جهان خوش هم جهان خوش
شبے روشن چراغ زندگانی — نخستین صبح ایام جوانی
شبے زان ماه و زان سال همایون — که بود مت از زمین در رشک گردون
نه شب، چشم و چراغ صبح خیزان — نه شب، عنبر فروش مشک بیزان
شبے کو ظلمت از خود دور کرده — سیاهی را به شب پر نور کرده
بزیر سایهٔ تخت فلک سا — سرم می سود بر اوج ثریا
چنین بودم سجود آستان را — کمر صد جا بخدمت بسته جان را
شهنشاه جهان از قدر والا — نهاده تخت بر اوج ثریّا
درخشان چترش از فرق آسمان گیر — یمانی تیغش از دستش جهانگیر
خزاین بحر بحر و کوه کوهش — زمین تا آسمان فرّ و شکوهش
بگفت آورد لعل گوهری را — به معجز در فزوده ساحری را
"که در تاریخ سال شش صد و اند — گهر سنجی سخن را چند در چند
سخن پیرائے معنی میر خسرو — سخن را زو طراوت تازگی نو
پس از چندین سخن کز طبع تر ساخت — بنظم و نثر تغلق نامه پرداخت
به طبع آورد از هر در فراهم — سخن را آنچه بود از بیش و از کم
ز حمد و مدح هم از عقل و از رائے — ز عدل و داد و جور کهنه افزائے
ز آگاهی شاهان جهان دار — که چون باشند در هر کار هشیار
ز شرو انگیزئی غفلت پرستان — هم از طغیان و غدر زیر دستان
ز گل تا خار و لعل از سنگ خاره — که ناید از شمردن در شماره

بگفت آں چیز کو بایست گفتن     بسفت آں در که می * شایست سفتن
ازاں دفتر، ولے ز آغاز و انجام     سخن را نے نشاں نے قصه را نام
همانا شد ز گشت هر ستاره     سخن را جا بجا توقیع پاره
عجب بادے بداں گلزار وا خورد     که چوں هر برگ گل اوراق آں برد
همانم ایں بفکر اقدسم گشت     بطبع و خاطر دانش رسم گشت
ببایدگفت بر مدحت سرائے     سخن را آفرینے با سزائے
ز هر جنس سخن و ز هر فسانه     بگوید ز انچه رفتست از میانه
دراں هنگام و آں وقت خجسته     جهاں از چشم زخم فتنه رسته
کلید بخت قفل بسته بکشاد     نظر شاه جهاں را بر من افتاد
شد از حضرت اشارت کاے فلانے     سخن را اے سروش آسمانے
چنیں باید که گردد ایں کهن، نو     شود تا شاد از ما روح خسرو
بدیں خدمت سزا واری تو داری     که از ابر سخن گوهر تو باری
نگردد تا تمام ایں کارنامه     همه کاغذ زکف -ز انگشت، خامه
ز قدر و از بزرگی جاه و جارا     سرو سجده شدم آں خاک پارا
هم از فرماں بری خدمت گزاری     هم از اخلاص مفدی جاں نثاری
قبول کار بوسیدم زمیں را     بکیواں بر زدم چین جبین را
سرے باشغلش اندر کار سازی     دلے با مدحش اندر عشق بازی
به بلبل بانوا گشتم هم آواز     بآں آهنگ بستم تار بر ساز
نوا را تازه کردم رسم و آئیں     گلوئے مرغ را کشتم * نگاریں
زهر دُر آنچه می بایست گفتم     ز گوهر آنچه می شایست سفتم

* ن : شائیش سفتن - * ق - ر : بستم -

بهم آمیختم لعل و گهر را — بدریا بر پراگندم دُرر را
ابا نقدینهٔ کز سفته بردم — نثار خاک راه شاه کردم
قدم بر تو نهادم سروری را — به گردوں یافتم نیک اختری را
شهنشاها خدیوا شهریارا — نسب را تا بآدم تاجدارا
حسب را هم ز گوهرها شماره — خرد را ز آسماں روشن ستاره
شرف نازاں ز بخت ارجمندت — جهاں در سایهٔ نخل بلندت
هنر را از تو تا گرم است بازار — در افزونی فزاید قدر هر کار
چه علم آموز و چه مرد سخن سنج — کرم را از تو دارد پائے هر گنج
بخوریں در که از خاطر کشادی — به تغلق نامهٔ بر حق نهادی
سخن را لفظ و معنی تازه نو شد — کهن اوراق را شهرازه نو شد
چه خوش سودے است بر تو جاں فشاندن — ابا جاں هرچه هست آساں فشاندن
حیاتی اے ثنا را آفریں تو — اجابت را دعائے در کمین تو
ز جامے باز لب را مست گرداں — دعا را با ثنا هم دست گرداں

بعالم تا که نام شاه وشاهی ست — بزرگی و سری صاحب کلاهی ست
بفوق و تخت از مه تا بماهی — جهاں افروز بادا تاج شاهی

همیشه تا سپهر و اختراند — جهات و چار رکن و گوهر اند
بیفزا یاد قدر افسر و گاه — ز نورالدین جهاں گیر جهاں شاه

*

چو بیند آسماں از دیدهٔ مهر — شود خارا زر از زیبائی چهر
نگر هر هر که میفی کم هنر شد — سلیماں چوں گزیدش تا جور شد

*

بیا ای دل قبول مقبلان جوئی / دلی را نام از صاحبدلان جوئی
قدم را وا مگیر از راه شاهان / سجودی پاش بر درگاه شاهان
که شاهان اختر صبح جمال اند / بدان تاریکیء شام جلال اند
از ایشان میبرد آتش در دل سنگ / و ز آنان بعد آرد بار با رنگ
دل خوش را خوشی از شهریاری است / جهان خرم ز ایّام بهاری است
ز صاحب دولتی اندوز سودی / رسد تا زود نابودی به بودی
که از خورشید گردد ذره رخشان / شود کان گهر کوه بدخشان
صبا زین سان که مشک آگین با بوست / ز فیض خاکبوس آن سر کوست
ز دریا هم سپاسی هست در را / که زان سر چشمه دارد آبخور را
بقطره بین که چون زرین لباس است / ز نوری چون بهر در روشناس است
ازان شوقی که بودش در تمنا / بقطره بین که چون گردید دریا
تو هم خود را بدرگاهی رهی کن / مس خود را طلائی * ده دهی کن
حکایت گونهٔ با یادم آمد / که جانی در روان شادم آمد

## حکایت

شنیدستم که در دوران پیشین / چنین بودست راه و رسم آئین
چو زادی طفل بی طالع ز مادر / که بودی تیره از وی روشن اختر
همه خویشانش با تدبیر و چاره / که واگردد مگر گشت ستاره
ببردندی به پیش بخت مندی / فروزان طالعی اختر بلندی

* بمعنی خالص.

بخدمت روز و شب هر گاه و بیگاه بران در داشتندے خواہ و ناخواہ
کہ تا مر زان طالع فرخندہ آثار بتابد پرتوے بران شب تار
شود دیماه او اردی بهشتے بہ بیت اللہ بدل گردد کنشتے
بتدریج آن بطالع روشن اختر بروسی تافتے چون ذرہ را خور
کہ تا بگشتے نحوست دور ازوے شدے هر گونہ ماتم سور از وے
بلے آثار دولت این چنین است کہ باوے زهر ارقم انگبین است
کہ گودو قطرہ از وے در دریا شود زر خاک و گردد خار خرما

*

حیاتی هان زهر غم شاد می زی بهر ویرانیء آباد می زی
کہ گشتی سایہ ور از خاک پائے چہ خاک پا پر و بال همائے
جهاندار جوان بخت خرد پیر شهنشاه شهان شاه جهان گیر

*

کنون بشنو کہ این در از چہ سفتم نصیحت گونہ از بهر چہ گفتم
بتغلق نامہ خسرو در زمانے بگفت این سان سخن را داستانے
زپند و موعظت چندین سخن گفت رہ دانشوری را خار و خس رفت
کنون زان داستان جائی خبر نیست وزان جز این دو بیت اصلا دگر نیست
"چو بیند آسمان از دیدۂ مهر شود خارا زر از زیبائی چهر
نگوهد هد کہ مرغے کم هنر شد سلیمان چون گزیدش تاجور شد"
چو فرمان بود از درگاه والا کہ آن گم گشتہ گردد باز انشا
قلم برداشتم صورت گری را کشودم چهرہ ماہ و مشتری را
بطبق آن سخن هر داستان را فشاندم گل چو گلبن گلستان را
بآن بیت دو چندے بر فزودم بجادو سحر بابل را نمودم
حیاتی وار مرغ نالہ گشتم نفس را آتش پرکالہ گشتم

بدریا درج گوهر بر کشادم ‌ ‌ ‌ بدهلی گنج گنجه عرضه دادم

ز جائے دیگر آوردم سخن را ‌ ‌ ‌ ز اخگر آب دادم این چمن را

*

* هنوزت گر هوائے باغ جان است ‌ ‌ ‌ سرگشت گلستان جنان است

ازین‌سان سحرآرائی عنوان ‌ ‌ ‌ بجادو معجز افزائی عنوان

گسستن ریسمان عقد گهر را ‌ ‌ ‌ پراگندن بهر کشور درر را

بسوئے خاتمه بر زن عنانے ‌ ‌ ‌ گزرکن بر بهھرستان جانے

برو بوسی ز جان و دل سرشته ‌ ‌ ‌ همه فرش رهش بال فرشته

قدم بر لاله نه رو بر سمن دار ‌ ‌ ‌ بزیر پائے هر جا شاخ گل کار

ببین انگاه صف صف حورعین را ‌ ‌ ‌ به سے آمیخته ماه معین را

همه سیمین تنان و پرنیان پوش ‌ ‌ ‌ ز لعل و دو فروزان گردن و گوش

که گشتے هر دوتن باهم خرامان ‌ ‌ ‌ گهر آگین ز دامن تا گریبان

حیاتی نکته سنج داستان شان ‌ ‌ ‌ نواخوان عندلیب گلستان شان

*

چو بیند آسمان از دیدهٔ مهر ‌ ‌ ‌ شود خارا زر از زیبائے چهر

نگو هد هد که مرغے کم هنر شد ‌ ‌ ‌ سلیمان چون گویدش تا جور شد

*

شهے در بینش جوهر فروشان ‌ ‌ ‌ برسم آزمایش گشت کوشان

نظر درکار ایشان دوربین کرد ‌ ‌ ‌ بروئے خاتم از مینا نگین کرد

بزرگے را ز بینایان آن کار ‌ ‌ ‌ طلب کرد و بدو داد آن نمودار

* ذیل کے بارہ شعر حاشئے پر درج ہیں -

که نرخ این زمرد کن به بینش   بگو قیمت به تحقیق و یقینش
شناسا بود اگرچه مرد کامل   شناسائے ادب هم بود و عاقل
چو دید آن گفت هست این جوهر فرد   که در آفاق نتوان حاصلش کرد
ملک خندید لیکن خندهٔ شیر   نهان یک خنده را صد خشم در زیر
برآن شد تا بخشم از چشم ما دور   برون آرد ز چشمش گوهر نور
چو دید آن حال مرد کار دیده   بد و نیک جهان بسیار دیده
بزاری گفت کاے تاج سر من   بالماست نیرزد گوهر من
ولے بستاخئے دارم بدرگاه   بگویم گر به بخشد جان من شاه
زبانش داد شاه و مرد در سنج   در سنجیده بیرون ریخت از گنج
که چون شاه داد بردست این نگینم   شناسا گشت چشم مهره چینم
و لیکن شد دو چیزم مانع گفت   که دل نارست در راستی سفت
یکے زان* آنکه این هست آنچه خود است   گهر شد چون بدست شاه پیوست
زمرد خواندنش زین رو ادب نیست   که جز سرسبزی تاجش لقب نیست
ادب این است و تعظیم وی آنست   که گویم پارهٔ از آسمانست

———— * ————

حدیث دیگران دارم درین حرف   که چون شد بینش شاه اندرین صرف
ندارد چون غلط در چشم شه راه   غلط بر خویش بندم به که بر شاه
شهش چون گفت زین گوهر به تمییز   گنه بخشید و گنج گوهرش نیز
غرض زین گفتم آن کز چون تو شاهے   درین لوح از کرم باشد نگاهے

* ن: یکے زانگه که -

که این تیره شبے تاریک بے بدر ز نور بینشت گردد شب قدر
چو بر فرقش قبولت جائی سازد عطارد را بساط پائے سازد
سخن با آنکه باشد معنوی فر قبول مقبلاں ز آں معنوی تر
اگرچه این تحفه نے در خورد شاهست که این زه نے سزائے این کلاهست
و لیکن پیش سلطانی فقیرے گلیمے هدیه سازد نے حریرے
گلیمے را که کردم رشته تاے نسیجی نیست کش زر رشته پاے
من آن خویشتن کردم بتدبیر بکن تو نیز از آن خویش و بپذیر
تو بپذیری ز من این هرزهٔ چند پذیرد از تو هم گیتی خداوند
نموداری که بینش از ادب دور نخستم عفو کن پس دار مستور
و گر جرمیست کز غفران شود پاک چو غفار است یزداں نبودم باک
دراں عالم کش آمرزش مهیاست یکے عالم گنه یک ریگ دریاست
ازاں یک ذرّه ریگے ناپدیدار نگه کن تا گناه من چه مقدار
که خود را گرچه هستم گوهر آشام بخوشودی خس دوزخ فهم فام
یقین دانم که نگزارندم از پیش شفیع مهربان و رحمت بیش
در * رکوع و در سجودم دعائے پادشه حرز وجودم
زجودش خلق دیدآں مایه در یوسف که مهمان عزیز از میهماں دوست
بود تا دور مه، دوراں او باد همه عالم دریں دور آن او باد

خطاب * حضرت شاه و از و خواهش به بستاخی
که ا ز چشم رضا و مرحمت، بیند دریں دفتر

* پهلا لفظ اُڑ گیا هے - ق - ر :- بلا هر گه در رکوع ___ انتهی
* ک : خطاب از -

زهی شایسته بخت آرائی شاهی    پناه عالم از مه تا بماهی

ترانگشتش به عیش افروزئی خلق    کلید کار ملک و روزئی خلق

گرفته پرتو تیغت بیک ضرب    چو تاب آفتاب از شرق تا غرب

نمی زاں قطره در صف ارنهد روی    بگنجد * در صد اعراف سخن بوی

اگر مریخ بیند رزم گاهت    دهد جاں گر دلش ندهد سپاهت

ور از بزمت صفت در نامه سنجم    بهشتی را بنوک خامه سنجم

دراں بزمی که فردوس زمانست    بسی فردوسیء شکر زبانست

چو زاں جادو زباناں هر فسوں ساز    بنام شاه شد شه نامه پرداز

بمن هم کرد اشارت حکم درگاه    که نقش نو کنم در نامهٔ شاه

نبود ار چه بعقدم شاهوارے    که زیبد مسند شه را نثارے

ولے چوں کرد همت سرفرازی    بشرح قصهٔ ایں شاه غازی

بداں دُمنم کلید آسمانی    کشاد از غیب در هائی معانی

بر آمد موج دریا از ضمیرم    در افشاں شد دلے دریا نظیرم

شد اندیشه بکار افزائی خویش    چو بر حلوای صوفی دست درویش

قلم جستم شهابم در بناں بست    ورق جستم سپهرم داد بر دست

چو طبعم در جوانمردی در آمد    قلم را موج دریا بر سر آمد

کنوں زانگونه خواهم راند ایں حرف    که گنج نه فلک در وی شود صرف

چو در سلک آرم ایں درهای شهوار    پسند شاه عالم خواهمش بار †

که گفتار ارچه سهل و دلپسنداست    گرهی سلطاں پسندد ارجمنداست

* ق ر: نگنجد -    † ن: یار -

خطائی را که شاهان در پذیرند — بهر نامه، صواب نامه گیرند
ازان شد قیمتی لولوی شهوار — که در چشم بزرگان یافت مقدار
بهر مرکب که سلطان بر نهند — اگر صد عیب باشد کس نه بنهد
پلاسی را که گوید شاه دیبا — ازو دیبا نشاید گفت زیبا
چو باشد صندلی در زیر جمشید — گمان صندل برند ار خود بود بید
چنین باید ثبات سکهٔ ملک — که چرخ آرد برات سکهٔ ملک
شهی چترش که امن آثار گشته — سیه ابر سلامت بار گشته
چراغ دین بذیل چتر این شه — ز باد حادثات ایمن همه گه
تناسخ مذهبان کش دیده برزین — یقین کرده که بی‌شک قنبراست این
شرف کرده سپهر از هم عیانش — حذر کرده شهاب از هم سنانش
سر رمحش کز اعدا ریخت خون را — ستون گشته سپهر بی ستون را
ز ماهی علم برده بشاهی — میان چشمهٔ خورشید ماهی
سداب * تیغ او تا گشت روشن — سپهر از فتنه زادن شد سترون
کند چون برق وصف خنجر وی — کشاید ابرها را از بغل خوی
اجل کش علم بو یحیی است مفهوم — دو حرف از لوح تیغش کرده معدوم
چو جنبد لشکرش در حملهٔ بر — جهان را بشکند ترتیب عنصر
چو بر بالا رود گرد سپاهش — بخاک افتد مه از تعظیم راهش
بخاک پاش مهر سوگند خورده — که پابوسش کند چون آن نکرده
غبار لشکرش رفته بر افلاک — بکفارت دهانش کرده پر خاک

* ن : سدابی -

چو بر تخت فریدونی دهد بار / شود خاقان و دارا نقش دیوار
وگو فرماید از حکم سبک رو / شود دیوار و صورت در دوا دو
اگرچه پشت خورشید است زاں سوے / ز بهر خدمتش زیں سو نهد روے
غبار او بچشم سام و هوشنگ / ز عزت قرة العینی کند ننگ
بخشم ار تیز بیند سوئے گردوں / چکد از چشمهٔ خور بر زمیں خوں
ترش کرده چو ابرو گر شده تند / فلک را گشته دندان غضب کند
بعهدش بے عمل دهر بلا سنج / بسان کعبتیں از لعب شطرنج
ور از مهر آرد اندر اختراں چهر / زحل را مشتری گرداند از مهر
سپهر اندر ره قدرش سفالے / جهاں ز آئینه هاے او خیالے
ملک را مسجد اقصیٰ ضمیرش / فلک را عروهٔ وثقیٰ سریرش
جبینش را برات از نور جاوید / براتی * پوش رویش ماه و خورشید
چو رائے روشنش بیروں زده نور / نمانده راز هاے غیر مستور
ستم را بسکه دادش بر فگنده / ز موراں پاے پیل اسپر فگنده
نه بیند در ستم بالا و زیرے / کشد کهِن بزے از شرزه شیرے
ترازوے است عدلش راست تدبیر / که یکساں است در وے چاکر و میر
به عهدش خلقے از عیش آں طرب دید / که غیرت کرد ز ایام دگر عید
بروں آبش دعا گوید دعا گوئے / که عمرش را همیشه آب در جوئے
دعایش چوں بروں رفت از زباں ها / به استقبالش آیند آسماں ها
فراز آسماں با نور و تابش / بلندے چوں دعائے مستجابش

* رومال وغیره جیسے خیرات کردیا جاے -

سعادت، خانه زاد پیکر او | هما مثل چغه* بوسد سر او

## در شروع نظم می گوید

شراب و عشق و مستی و جوانی | نشاط و عیش و ملک و کامرانی
کسے کین بادهاش افتاد در خویش | کے اندیشه کند ز اندیشهٔ پیش
نشاید پادشا را مست بودن | نه در عشق و هوس پیوست بودن
بود شه پاسبان خلق پیوست | خطا باشد که باشد پاسبان مست
شبان چون شد خراب از بادهٔ ناب | رمه در معدهٔ گرگان کند خواب
در آئینے که رسم ملک داری است | ثبات کار ها در هوشیاری است
کسے کش نقد آفاق است در مشت | به غفلت کے سزد بر بسترش پشت
خروشان خسپد از خازن درے باز | خروشش دزد را خواند بآواز
سراندازی کند چون تیغ بد خواه | نگهبان همه سرها بود شاه
چو شه نبود نگهبان سر خویش | نگهبانے د گر سر کے بود بیش
نشاید هیچ مردم خفته درکار | که در پایان پشیمانی دهد بار
خصوصاً بادشاهان را که در پوست | بود دشمن بسے افزون تر از دوست
چو در هرکس سپاس وناسپاسی است | فراست، دختر مردم شناسی است
زبان کردار† خسرو چند ازین گفت | که باشاهان نشاید مهر و کین گفت
خصوصاً کز‡ سپهر آسوده کارے | سخن بیهوده گفتن چیست بارے
همان در بایک از دریا برون داد | که می باید صدفها را کنون داد

* چغه = ماتھے کا ایک مردانہ زیور - † ن: زبان کردار - ‡ ک: گر -

غرض القصه چوں روشن شد ایں راز / که گشت اندر جهاں تاریکی آغاز
زمانه در پئے کارے شگرف است / بلاے مهلکت پوشیده حرف است
بخواهد هر * دو قطب آسمانی / ز قطب الدین ثبات زندگانی
حسن کز قدر، بر مهه سود تارک / مبارک نهمت بر سلطاں مبارک
شه او را در دل خود کرده منزل / نشسته آں خس اندر خون آں دل
ازاں خس ریش دید ار چه دل خویش / دلش رنجه نشد زاں رنج دلریش
براں نا مهرباں چوں مهرباں بود / ازو هم بے دل و هم بے زباں بود
ندی گفتش بدل هیچ آشکارا / که بر گوهر کمیں کرد است خارا
همی کرد از کرم هر روزش افزوں / براں گونه که مه را مهر گردوں
بساں مار گیرے کو بهنجار / ز بهر مردن خود پرورد مار
بدو گرچه بهر سوز و کنایت / همی کردند دانایاں حکایت
که باتو گرچه خسرو خانست همدم / دمش خوں است وخوں برخوں براں ضم
ز دست او چه نوشی دوستگانے / که هست ایں فتنه دشمن دار جانے
بویداں نیز در دور بیانے / همی گفتند کیں خونست نے مے
ولے چوں بسته بودش گوش تمییز / هوائے دل قضائے آسمان نیز
نه گفت کس دروں می شد بگوشش / نه سوئے مصلحت می رفت هوشش
خود† از هوشش دو سه کنجد کم افتاد / که هوشش را قلم نقش هوس داد
اگرچه قطب دنیا زیر افلاک / شه و شاهزاده بود از گوهر پاک
چو عقلش گوهر تمییز گم کرد / بغصب گوهرش چرخ اشتلم کرد

* ن : بردو - † (کذا) شعر کا مفهوم یه معلوم هوتا هے که هوش کے تل (یعنی نکتے) اُڑ گئے اور هوش کی بجاے هوس رہ گئی -

| | |
|---|---|
| چو دشمن را دلش از یار نشناخت | سمن از خار و گنج از مار نشناخت |
| هم از گل زخم خارش گشت پیدا | هم از گنجینه مارش گشت پیدا |
| حسن کش هندو اندر چار سو بود | سه چارش خال هندو پیش رو بود * |
| چو چندان خال بر رویش کهن گشت | حسن زان نقطهائے بد خشن گشت |
| زیک خال است او را خوبئے حال | کند رو را سیه افزونی خال |
| فرض زاں هندوانی خال دیدار | نگه کن چوں سیاهی شد پدیدار |
| چناں بود ایں حدیث فتنه پرورد | که شاه آں فتنه را چوں خاص خود کرد |
| بخسرو خانیش چتر و علم داد | جهانے عرصهٔ تیغ و قلم داد |
| وزارت را قلم بر کارش آسود | وزیرے چوں حسن شد پیش محمود |
| وزیر و کارداں و نایب تخت | و لیکن بخت نیکش کرده بدبخت |
| ز سوئے شاه یک جاں در دوتن خاص | وزو دو دل بیک † دور از اخلاص |
| بروں در بندگی توفیر می کرد | دروں تدبیر تیغ و تیر می کرد |
| نیام تیغ بود از بهر خوں ریز | بروں زیبا ‡ دروں سو خنجر تیز |
| بسان حنظل از نفس جفا بهر | بروں سو نرم و رنگین و از دروں زهر |
| برابر تیره می مانست بے فرق | بروں آب زلال و از دروں برق |
| ز دور منهی $ ارچه گاه و بیگاه | رساں بود ایں خبر در حضرت شاه |
| ولے شه را چو بود از گردش بخت | براں دشمن طریق دوستی سخت |
| بهر کس راز دل آگه نمی داد | همی دانست و در خود ره نمی داد |

* شعر کا مفہوم غالباً یہ ہے کہ اس کے منہ پر ہندوانی ٹیکے کے تین نشان یا تل تھے۔

† ق - ر: بیک دل دور ز اخلاص ‡ ق - ر: دیبا $ خبر دہندہ۔

هنوزش در دل شوریده می داشت  بسان مردمش در دیده می داشت
جهان می دید زهر افگنده در شهر  چو بر دل بس نمی آمد، چه تدبیر
عجب کارے که شه با لشکر بیش  بس آید بر همه جز بر دل خویش
چنان در جاے خود تیمار او کرد  که جان خویش هم در کار او کرد
چنین باشد بکار عاشقی زیست  که شاهان راکشد درویش خود کیست
حسن هم همچنان در کار می بود  بتن خفته بدل بیدار می بود
چو اندر پرده غوغا را نیست داشت  برون مهرے برسم عاریت داشت
بسے هندو که گویندش براده  شده یار از براے فتنهٔ او
براده وصف هند ویست سر باز  که هم سر باز باشد هم سر انداز
بود این طایفه در پیش رایان  که جان بازند بر فرمان روایان
ازین بے عاقبت گبران منکر  بجنگ یکسره چون دیو ده سر
حسن شان را بگنجے جائے کرده  ز زر زنجیر شان در پائے کرده
شه غافل مزاج از طفل خوے  ز دشمن بسته دل بر دوست روے
بلندی برهمه سرهاش داده  کلید جملگی درهاش داده
وے اندر خون شه کرده میان چست  ز بهر فتنه را فرصت همی جست
چو تاریخ عرب شد هفصد و بیست  ثبات قطب کم شد جانب زیست
جهاد دو ئمین را شد پدیدار  هلال تیره و تاریک دیدار
مهِ باریک بود از حالت تلخ  بناخن کرده خود را پیش ازان سلخ
شد آن مه بر همه گیهان مبارک  مگر بر طالع سلطان مبارک
چو بگذشت از شب تاریک پاسے  زمانه فتنه را نوکرد اساسے
ملوک از سلک خدمت باز گشتند  خس و گوهر بهم دمساز گشتند

حسن پنهان بگبران کس فرستاد　　　که سوے شمع ملک آیند چوں باد
دران ظلمات هندو چهر و بے مهر　　　که هندو وام کرده رنگ ازاں چهر
بروں زد فوجے از هندوئے بد روز　　　ز تیغ خویش گشته مشعل افروز
تو گوئی تیغ شان ز آتش فشانی　　　زبانه بود بر دست زبانی
دواں گشتند سوئے برج والا　　　چو دزد چیره در تاراج کالا
قضا را قاضی از پوش اندر آمد　　　قضاے آسمانش بر سر آمد
ز هندو حربۀ کش در جگر رفت　　　شهابے در دل برجیس در رفت
چناں بو یوسفے کز خوں بر افتاد　　　میان لالۀ نعماں در افتاد
دگر هر کس که بیروں و دروں خاست　　　درو ژوپیش نشست و موج خوں خاست
چو پیش در شدند آں فتنه کاران　　　بر آمد بانگ و شور از پرده داران
ز خنجر پرده دارے چند را نیز　　　شد اندر پردۀ دل چاک دهلیز
چو فوج هندواں ره پیشتر یافت　　　خلیفه هم خلاف خصم دریافت
بر آب آمد همه کاں آتش انگیز　　　بجوش آورد سیل فتنه را تیز
شه آں سگ را بخشم آورد در زیر　　　چو نخچیرے که در زیر آورد شیر
بکشتن* تیرے می جست بر دست　　　بخشم تیر چوں تیرے همی جست
چو نفتادش بکف تیغے دراں وهل　　　ز منزل کرد سوے نردباں میل
سبک آں بر خلاف خارج آهنگ　　　به بستاخی زد اندر موئے شه چنگ
رهاند شاه تا موئے خود از وے　　　در آمد مو بمو گبرے پیاپے
سهه دودے ز بس خشم آتش ناب　　　بدستش دشنۀ چوں قطرۀ آب

* کذا ایک لفظ ره گیا هے - ک : بکشتن تیرے را - الخ بخشم شیر - الخ

مخالف شوم چهرے جهرپا فام  رخے ز ابلیس و چشمے ز اهرمن وام
بزد زخمے بران سرو کهانی  که خون جستش ز آب زندگانی
فتاد آن گلبن نو رسته در خاک  چو غنچه کرد دولت پیرهن چاک
مه از نور سعادت گشته نومید  که با تیغ زحل شد خسته خورشید
چو آن تاج سران را سر فگندند  وزان بالا بخاک اندر فگندند
میان صف ترکان خاست شورے  در آمد هندوان را دسمع زورے
بجولان گشته صوفی تیر در شست  برا دو چند با او گشته همدست
که هر که از سوے قطب الدین کمند زور  بدین پیکان کنم چشم دلش کور
همه شب در چنین تدبیر باطل  سخن می رفت در مقتول و قاتل
که فردا چون بر آید چشمهٔ مهر  که شوید بهر تخت آراستن چهر
کدام اختر کشیم از برج شاهی  که گیرد نورش از مه تا بماهی
و گر خونریز شاه از بیم کین توز  رمد چون شپرک زان نیر روز
کرا در خور بود زین گونه تاجے  که بستاند ز کشور ها خراجے
هوا داران خسرو خان بد رائے  بسختی در فشردند اند رین پائے
که چون بر منعم خود تیغ راندی  بکش سر ورنه زیر تیغ ماندی
چو نگزارندت این سر بر سر دوش  بر آور تاج و بارے در سری کوش
چو گبر و مومن این تدبیر جستند  دگر تدبیر ها زو جمله شستند
بدین تر دامنی شب خفت شادان  بلوث آلوده مسند بامدادان
بکار افزائی آمد گرد مسند  گروه کافر و کفران مرتد
ازین سو مالدیو اندر خرامش  و زین سو ناگدیو آورده رامش
بدین سان سو بسو صد دیو دیگر  بسے چندال دیگر مهو دیگر

یکے شد خانخاناں چتر بر فرق — دگر شد رائے رایاں سرور شرق
پر آمد خاں بسے زاں کامرانے — چو خضراه دمن از آب جانے

سخن در سن عمر و خواندن شهزدگان و انکه
حدیث دو خلف کاں از خلاف آمد تهه خنجر

دلا گر دانشے داری بندیش — که گردنده است گردون جفا کیش
فریبنده است نقش هفت پرکار — فریبیده * نگردی زین نمودار
بدین گلگونه کرده صورتے چند — مشو چوں کودک از بازیچه خورسند
که چوں بینی بچشم عقل و تمکین — خیال خواب و آب† و آئینه است این
خیالے کش تواں ز آئینه دیدن — خیال است این که زو بتواں کشیدن
بخواب و آب هم نتواں شدن شاد — کز این نقشے و آں عکسے بروں داد
هر آں پیکر که می بینی جهاں را — چو بکشائی درو چشم نهاں را
همه هیچ است چوں تصنیف سامر — پر و خالے چو همیان مقامر
کے آساید درو داننده دل — که طفلاں خوش شوند از مرکب گل
بچشم همت است از راه فرهنگ — فلک‡ نه دست وشش پے فرجهٔ تنگ
کجا گنجد درو سر رشتهٔ مرد — که هفت اختر درو سررشته گم کرد
چو خواهی برتر از عالم نهی پے — بگو ترک جهان و هر چه در وے
گل مردم که هر سوش آب و رود است — زمینے در خور کشت و درود است
درو بودن کسے را نیست در خورد — مگر آں را که کشتے کرد و بر خورد

* فریبنده- † ق ر: آب آئینه ‡ یعنی نو عرض اور چهه جهت والا آسمان ظاهری وسعت کے باوجود تنگ هے-

ببر زین کشت بر، بر خوشهٔ چند — و زان خوشه درین ره توشهٔ بند
که چون این خوشهٔ بی توشه رانی — چو خوشه نبودت بی توشه مانی
بسان مرغ و موران کز سر کشت — نصیب خود برند از خوب واز زشت
تو کاندر جستن این پخته خامی — نه کنجشکی و نه موری، کدامی
سه کالای پر قیمت درین کاخ — که تو مستی و دزد خانه گستاخ
یکی آمد درون و دیگری رفت — نکوی آمد و نیکو تری رفت
از آن آینده و پوینده حالی — نه پر شد عالم و نی گشت خالی
شناسد آنکه عقلش دور بین است — که مهر آسمان شمشیر کین است
همین بیداد و کین اختر کنون کرد — پسنده است از برای عبرت مرد
درین عبرت سرائی پر فسانه — نگه کن تا چها زاد از زمانه
اگر وقتی بلای می شنیدیم — درین دوران بچشم خویش دیدیم
کجا سلطان علاءالدین و آن کار — کزان هیبت شدی گردون بزنهار
کنون بر نسل او بین تا چه کین رفت — که چندان خون ناحق بر زمین رفت
چنان است این حکایت راستا راست — که چون بر قطب دین رفت آنچه حق خواست
زبعد آن سریر آرای مرحوم — برادر پنج دیگر ماند مظلوم
یکی خضر خان فرید اسم بلند اصل — که بود اصلش زده شه وصل بر وصل
که آن سنگی سزای ملک سنجی — سه پنجش عمر در دهری سپنجی
تمامش داده قرآن ختم منشور — دلش زان نور گشته سورهٔ نور
بسا شاگردئی استاد کرده — کتاب و نامه را چون یاد کرده
به ترتیب کمان و تیر پیوست — بعقد تیر دو انگشت او شست
دگر بوبکر خان دیباچهٔ تخت — سزای ملک اگر یاری کند بخت

ز سال عمر او دو هفته رفته — دو هفتش سال و او ماه دو هفته
الم * دیده ز الف و لام و یسش — نشسته در دل قرآن چو یاسش
هوس در نظم و نثر لفظ و خط خوش — طبیعت خود چه گویم آب و آتش
علی خان گرامی هشت ساله — جبینش چون گل و روی چو لاله
همه دندانش در بالا و پستی — فتان خیزان شده از شهر مستی
ز قرآن تا بقد افلح رسیده — قدش † افلح شده کان صفحه دیده
بهاخان هم بهشتم سال نوخیز — بثلث دوم قرآن ورق بیز
گرفته روزی از تعلیم بالا — و ما من دابة فی الارض الا
ز پنجم سال عثمان بهره ور بود — هنوز از جمع قرآن بی خبر بود
ببازی های نوزادان هوسناک — ز لوح کاف و نون لوح دلش پاک
چنین شهزادگان ناز پرور — که چرخ از بهر ملک انباز پرورد
زمان عمر شه چون بر سر آمد — زمانه در جفا کاری در آمد
اشارت کرد خسرو خان کم بخت — که بر شهزادگان کاری رود سخت
قضا را میهمان بود و شادی — که بود اندر مراد این نامرادی
دویدند از برون عفریت رویان — بجور سلطان ستم ملک پویان
دو سه محجوب و مرتد خانخانان — بر آن دیوان هایل کار رانان
حرم کز هیبت ثانیٔ جمشید — بلرزیدی برو چون سایه خورشید
فلک دم خورده اندر بر مقامش — ملک گستاخ نگذشتی ببامش

* میرے نزدیک مصرعہ یوں ہونا چاہئے۔ الم دیدہ ز الف و لام و طس' یعنی الم اور طس کی سورتوں تک پہنچا تھا جب کہ یہ مصیبت آئی۔ یہ ۱۹ ۲۰ ویں پارے کی سورتیں ہیں۔ (ک)

† افلح ' یعنی راست و بلند۔

نسیم اندر درش یکسر ترفته
صبا هم بی محابا در نرفته

پری هم جان شده سرتا قدم پاک
بپاکی گشته آنکه گرد آن خاک

بر آن جنت چو دهر ابلیس خو گشت
همه جنت پر از ابلیس رو گشت

ز نقش شوم آن روهای منکر
ستنبه * گشت هر یک تنبه در

کشیده سر بگردون هر سپاهی
چون یلدای که در پی نهست ماهی

بروی هر یکی چشم جگر گون
که هم در دیدنش گردد جگر خون

سیاه و گشن سبلتهای پر خار
چو کاه نیم سوز از خنده † خار

دراز و پهن هر یک ریش نا خوش
پریشان هم چو دلهای مشوش

کناره بر کمر بسته بزر غرق
چنان کز پهلو ابر سیه برق

پریرویان ازان هیبت گریزان
خزان در گوشها افتان و خیزان

قیامت گشته در هر سوی پیدا
قیامت کرده در کون چرخ شیدا

دوان دنبال هر مستورهٔ گبر
سلامت بی پناه و فتنه بی صبر

ببالا ‡ کله در خون کرده حوران
شتابان هر طرف چون ناصبوران

ز جوش کافران بر اهل ایمان
سپهر از کردهای خود پشیمان

نظرهای سعادت بسته برجیس
که کم بیند درین غوغای ابلیس

چنان مریخ بد خشم و ترش چهر
بخونی گریه او نیز از سر مهر

دوان تاب آفتاب عالم افروز
ز سوز خود جهان را کرده پر سوز

بسان بربط خود زهره نالان
ثریا دست را بر دست مالان

مه از کاهش چنان غایب ز خورشید
که گشته از کمال خویش نومید

* ستنبه ایک دیو کا نام جو خواب میں آکے ڈراتا هے - † ن : رخنه ‡ کذا —

چه دل باشد زنان را در چنان هول ‌ ‌ ‌ زن آنگه دیو در دنبال، لاحول

بسے خورشید سایه پرورده ‌ ‌ ‌ بسایه سایهٔ خود هم ندیده

ازان ده سایه در دنبال یک مهر ‌ ‌ ‌ برنگ سایه شد هر مهر را چهر

چو زان غوغا فتاد اندر حرم هوے ‌ ‌ ‌ فرو مردند مستوران بهر سوئے

یکے را ماند چشم اندر تحیر ‌ ‌ ‌ یکے را دیده شد چون گرهش پر دُر

یکے پیرایه گم کرد و یکے هوش ‌ ‌ ‌ یکے ساعد تهی کرد و یکے گوش

یکے شد غرق خے از تیغ چون آب ‌ ‌ ‌ یکے در رفت در کنجے چو مهتاب

دوان گبران بهر ایوان و پرده ‌ ‌ ‌ به بے رحمی چو خوک زخم خورده

بخشم آواز می دادند هر جا ‌ ‌ ‌ که پنهان کیست اینجا هان برون آ

ایا خان فرید اسم آئی بیرون ‌ ‌ ‌ اگر جانی و گر جسم آئی بیرون

بیاید در زمان بو بکر خان هم ‌ ‌ ‌ که هستش تن ز بهم آزاد و جان هم

دگر خانان بهاءالدین و عثمان ‌ ‌ ‌ رسند این جا بزودی با علی خان

که زین جمله یکے را ما بر آنیم ‌ ‌ ‌ که بر تخت جهانبانی نشانیم

و زان مایه که در خورشد سران را ‌ ‌ ‌ دهیم اقطاع و کشور دیگران را

نیندیشید* کاین کارے که شد راست ‌ ‌ ‌ نه بهر دیگرے بهر شما راست

همی جستند هر یک را بمشعل ‌ ‌ ‌ دم کاذب دوان چون صبح اول

زهے ظلمات کاندر وے چو پویند ‌ ‌ ‌ بمشعل انجم گم گشته جویند

چو آن گم گشتگان را گشت روشن ‌ ‌ ‌ که پیکان قضا را نیست جوشن

به تسلیم آمدند از گوشه بیرون ‌ ‌ ‌ عدم را داده از دل توشه بیرون

* ن : بنیدیشید —

گهی کردند فریاد جهان سوز
گه آهی بر کشیدند آسمان سوز

تعالی الله ز چندان شعلهٔ گرم
نشد پولاد آن آهن دلان نرم

بتندی یک دو محبوب جفا جوی
زدند آن خستگان را بانگ بر روی

که بر بندید لب چون بی پناهان
بتقدیر خدا و کار شاهان

چو خواهد رفتن آنچه ایزد قضا کرد
چه باید بیهده ترک رضا کرد

عزیزان پیش می رفتند بی تاب
چو میش بسته پیش تیغ قصاب

بگریه مادران دنبال هر یک
فلک هم در فغان بر حال هر یک

ز سیل چشم مستوران شیدا
شده خونابه در قصر پیدا

دران خونابه شان بردند بالا
چنان کامد ز حکم حق تعالی

همه شب پیش مادر هر عزیزی
ز سوز و داغ خود می گفت چیزی

که ای مادر جمال من ببین سیر
مکن دور از رخ من دیده تا دیر

که فردا خاک خواهد گشتن این روی
نخواهد رفت خاک ما بهر سوی

یک امروزی که هست میهمانم
بسی هم نیز میهمانست جانم

دمی مهمانئی دیدار من کن
دل بریان خود در کار من کن

ندارم زر ولیک از چشم پر خون
که این یاقوت لعلم ریزم اکنون

چو من کردم وداع این سر خویش
تو نیزش کن وداعی با دل ریش

سر من گیر بسیاری در آغوش
که این سر دور خواهد گشت ازین دوش

ببوس این سر که در خون خواهد افتاد
ز آغوش تو بیرون خواهد افتاد

به پیشانی همم با مهر و زاری
دو سه بوسی ده گرده یادگاری

ببوس این چشم هم کت هست در پیش
که کم خواهیش دیدن بعد ازین بیش

تنم گرچه از تو خواهد گشت مهجور
نخواهد شد ز پیشت جان من دور

| | |
|---|---|
| چو تنگ آئی ز هجر بی کرانم | بگوئی دردهای خود بجانم |
| اگر پیش از خطم گیتی قلم راند | بخواهد نامم آخر در قلم ماند |
| چو در * خط شرط باشد میهمانی | مرا ماتم کنی بی مهربانی |
| مرا چون سر قلم گردد ز تقدیر | ز خون دل کنی این قصه تحریر |
| کنی زین حرف اگر گردد دلت ریش | کتاب و مصحف من مونس خویش |
| همی گفتند گریان مادران هم | که ای دو چشم ما و دیگران هم |
| نگر تا چند خون خوردیم ازین ساز | که پروردیم تان را † ما بصد ناز |
| اگر گشتید بر بامی سبک پای | همی افتاد دل کافتید ز انجای |
| وگر بر روی تان چشمی شدی تیز | ز بیم چشم گشتی دیده خونریز |
| وگر بادی گذشتی بر شما گرم | بسختی سوختی دل زان تف نرم |
| وگر بیرون همی رفتید ناگاه | دویدی جان گم گشته بصد راه |
| بشانه گردن افتادی بدل هوی | که زین سرها نباید بگسلد موی |
| کنون فریاد کز تیغ خطرناک | چنین سرها فتد در دامن خاک |
| کجا باشد روا ای گردش دهر | که رانی بر عزیزان دهرهٔ قهر |
| کسی کش بود برگ گندنا تیز | خورد چون گندنا شمشیر خونریز |
| بریزد این همه روها بزاری | چو برگ گل میان خاک خواری |
| چه گفتست این فغان ها بر فغانها | چه می گویم ببرید این زبانها |
| اگر رانید شان را تیغ چون برق | بباید راند ما را اره بر فرق |
| وگر زه گردد ایشان را گلو گیر | بباید بر جگر ما را زدن تیر |

* شعر کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی نکلنے کی تقریب کی بجائے میرا ماتم کرنا۔

* ن : بر

وگر شاں را رسن پیچد بگردن — ز ما باید رگ جاں دور کردن
دریده از زخم خنجر ایں شکمها — که زاں خوں در رود در خاک تنها
که از بیم ستمگاران بد ساز — کنیم ایں زادگاں را در شکم باز
دریں گفتن در آمد خونئے چند — که بکشایند خونها را ز پیوند
بد و دز بزرگان تاجدارے — طلبگار از برائے سفته کارے
ذنب گشتند بر خورشید و بر ماه — ستاره هم بسے کردند همراه
گرفته مادراں فرزند را دست — فتادند از تحیر بر زمیں پست
گهے بردند بر دنداں ده انگشت — گهے کردند بر دل کوبش مشت
کشنده کو است از خنجر جگر دوز — کجا می بیند آں سوز جگر سوز
پسر در رفتن و مادر بجا پاک — به رو خون و بسر خاک و بدل چاک
چو دیدند آں سگاں کز آتش درد — نخواهد شد ز آب چشم شاں سرد
بعنف و زور شاں ماندند بر جاے — رواں کردند شاهاں را سبک پاے
چناں شاهاں چو مسکیناں بیکس — همی رفتند روها کرده واپس
زهے بد دیدن و دشوار دیدن — بکشتن واپسیں دیدار دیدن
تگرگاں واپسیں دیدار چوں بود — کزیں سو خوں و زاں سو نیز خوں بود
نظر می کرد مادر سوئے فرزند — بناخن از جگر پرکاله می کند
فغاں برداشته خان فرید اسم — که اے نعمت خوران ما بصد قسم
کسے از بندگان و چاکراں هست — که گیرد در چنیں وقتے مرا دست
بروں خواهند بردن جان ما را — بجاں یاری کنید ار هست یارا
بفریادم رسید اے مهربانان — بجاں بازم خرید اے پاک جاناں
که خواند نزد ما یاری رساں را — که خواهد کرد یاری بیکساں را

که گوید حال ما بیرون این در — که دارد سر دگر بیرون این سر
کجائی ای بزرگان پدر جان سوز — که بینی حال فرزندان بدین روز
بر آ از خاک و سوئی ما نگه کن — بخون آلوده روی ما نگه کن
کجا رفت آنکه از بهمت ز هر سوی — بخندی یاد نگذشتی بدین روی
کنون از باد دهرم کن نظاره — چو گل فرقه بخون و پاره پاره
چو گیتی خواهد از خونم خورش داد — چرا مادر بشهرم پرورش داد
چو من در خون فتم خونم مشوئید — و زین خونخوارگان خونم مجوئید
که ما یار شهید کربلائیم — بخون آلود در جنت گرائیم
مگر کین تن بغسل بی نیازی — شود در چشمهٔ کوثر نمازی
بدو بو بکر خان گفت ای برادر — نباید زین نمط بودن بر آذر
کنم این ناله و زاری و فریاد — اگر فریادرس باشد ز بیداد
چو تقدیر آمد و یاری رسی نیست — شغب کردن چو مسکینان کسی نیست
نه آخر پایهٔ ما تاجداری است — نفیر از تاجداران شرمساری است
کسی کو را بود نسبت ز شاهان — چرا عجز آورد چون بی پناهان
ازین سان گوهری نتوان نهفتن — گهر می نالد آخر گاه سفتن
چو ما مردیم و هم فرزند مردیم — بمردی به که از جان فرد گردیم
چو زاری در نمی گیرد قضا را — بجان تسلیم باید شد رضا را
درین بودند کامد فرجه پیش — دوید آنسو فرید از هم سر خویش
کنیزی چند دید از پیش نالان — فتان آن سوی چون شوریده حالان
فغان برزد که وای این جا کیانید — مرا پنهان کنید ار می توانید
همی گفت این که در رفتند پویان — عزازیلان و عزرائیل خویان

گرفتندش بسختی و رواں کرد ⁂ دراں دم چرخ پیری هم فغاں کرد
دو خاں را چوں دو شمع گیتی افروز ⁂ که آں دم بود شاں چوں شمع را روز
چو با آں بیکسی بردند سوئے ⁂ که از خونهائے شاں رانند جوئے
چو هر دو تیغ را دیدند محراب ⁂ طلب کردند از بهر وضو آب
که بود آں گاه شستن از جهاں دست ⁂ همی بایست شست از خون جاں دست
دراں محراب گاه خنجر تیز ⁂ نبود آبے جز آب تیغ خوں ریز
چو صدیقاں تیمم کرد ابو بکر ⁂ شخب بر مکر می زد دهر پر مکر
ور آنچه خاک را می جست سازے ⁂ زمانه در تهه آں داشت رازے
که چوں بهر حیات ایں جاند آب ⁂ نصیبت خاک شد در خاک کز *خواب
گزارش کرد ازاں پس عاشقانه ⁂ وصول عالم حق را دوگانه
پس انگشت شهادت بر کشیدند ⁂ شهادت را رقم بر سر کشیدند
دویدند آں سگاں خنجر کشیده ⁂ بخوں ریز آستیں ها بر کشیده
به بے رحمی بر آوردند خنجر ⁂ در افگندند یکسر هر دو را سر
بدیوار آنچناں زد خون گُل رنگ ⁂ که شد یاقوت سرخ از رنگ خوں سنگ
ولے یاقوت را نسبت چه یار است ⁂ بداں خوں کاں ز مردم دیں زخار است
خصوصاً مردمے کز لعل و یاقوت ⁂ گدا بودے ز بخششهائے شاں قوت
چو خوں زیر آمد از بالائے آں بام ⁂ همه بالا و زیرش گشته گل وام
چو خوں رفت از تهه دیوار بیروں ⁂ کشاد از ناوداں ها گریه خوں
هماں بامے که زیں خوں لعل وام است ⁂ همانا بام †" بالا رهش " نام است

* ک : ن -- ۱ † بالاری - ستون والا - مطلب بظاهر قصر هزار ستون هے جهاں یه واقعه هوا -

همان جاها بکنجے بود * آں شور    دو شهر مملکت شد طعمهٔ گور
برون جستند پس گبران بے مهر    ز فعل تلخ خود گشته ترش چهر
نمی گنجید هر قصاب کهن دوست    ز شادی چون بز دم خورده در پوست
پس آں جانب دویدند آں دو سادر    که بودند از پئے ایشاں بر آذر
زمین کز خون شاں دیدند گل وام    همی جستند سوگ از خون شاں وام
میان خوں بغلطیدند پر درد    نمی شد خون گرم از سوز شاں سرد
ازاں خون و ز موج اشک رنگیں    حنا بستند بر دست نگاریں
بگریه جامه هم در خوں کشیدند    علم بر پیرهن بهن چوں کشیدند
برخ بر مهردند آں دست پر خوں    بداں گلگونه می گشتند گلگوں
نه مارا عیشے آماده است امروز    شهنشی ایں دو شهزاده است امروز
بیارائید تخت و مسند و تاج    فرو ریزید لعل و در بتاراج
ز دیبا گلها سازید در دهر    بشادی قبها بندید در شهر
ولے عود و سپند ار بر فروزید    بجائے آں همیں مارا بسوزید
تنے کانگشت گشت از سوز ناساز    بسوزیدش چو انگشت سیه † باز
الا اے روزگار تیره روزاں    که هستم از تو چوں انگشت سوزاں
چو انگشت سیه مارا بدیں روز    بسوز و می زیان و باز می سوز
ازیں سوزے که زد زیشاں زبانه    کساں هم سوختند از هر کرانه
بسے بگریستند از چشم خوں زاے    وز آنجا باز شاں بردند بر جائے
جهاں را دیر شد کیں شیوه دارد    خزاں پر برگ و دی پر میوه دارد

* ن : بعد -- † انگشت سیه - یعنی جلی هوی لکڑی - اگلے شعر میں بهی انگشت انهی معنی میں لکها هے --

کرا در چاشنیها داد بهرے | که بازش در شکر نفگند زهرے
کرا درے بگوش افگند دل جوئے | که با گوشش نکند از گوشه روے
چو کس نبود بگیتی جاودان شاد | بشادی شاه گیتی جاودان باد

## حدیث چشم زخم خاندان ملک و خاقان را
## کشیدن از پلک دیده بر آن سان کز صدف گوهر

فلک را صد هزاران دیدهٔ باز | بچشم مردمان بهر ناوک انداز
کرا بینائیے بخشید درکار | که ننهادش به بینائی درون خار
کسے کش چشم* زخم از چرخ روزیست | رسد گر چش جهان در چرخ دوزیست
چو زخم از تیر بے تدبیر چرخ است | نه کمتر تیر چرخ از تیر چرخ است
چه دوزی دیده را زان دیده دوزے | که دوزد صد هزاران دیده روزے
جهان کز دهر تیر اندازی آموخت | نگر تا چند ازین سان دیده بر دوخت
چو گوید مردم از بینش فسانه | فلک چشمک زند سوئے زمانه
جهد مردم گرش زخمیست از تیر | ولیکن چون جهد از تیر تقدیر
رسد نا چار چون باشد جمالے | کمال* عین را عین الکمالے
چنانک اندر کمال دولت شاه | قضا عین الکمال آورد ناگاه
کسے کین فتنه دید از دیدهٔ خویش | چکید بیرون تراوید از دل ریش
که چون دو مردم چشم علائی | بخون خویش کردند آشنائی
دگر خانان و طفل نارسیده | جهان را دیدهٔ عالم ندیده

* ن : زخم چشم -- † ن : کمالے --

بر ایشان نیز شد چشم فلک تیز — گزند چشم شان را شد سبک خیز
حسن را پیش چشم آنانکه بودند — بچشم پیش حالے وا نمودند
که هر شهزاده چشم پادشاهی است — چو چشم اندر سپیدی و سیاهی است
اگر بر چشم شان نبود گزندے — بباید چشم شان را چشم بندے
که هر گه چشم بینش بیش باشد — شکوه جسم هم با خویش باشد
که بیکار است چشم از جسم پیش است — بچندین نقطه چشم از جسم بیش است
بدین اندیشه و وهم نهان بین — برون کردند شان چشم جهان بین
ازان دیده کشیدن سروران را — برون افتاد دیده مادران را
فلک کور است ازان کرد این چنین دور — ز چندین قرة العین جهان نور
غرض چون چشم زخم تیر تقدیر — خراش چشم ایشان کرد بے تیر
اشارت کرد ز ابرو گبر بے دید — که زین درها چو چشم سهره می چید
برید این جمله درها در دگر درج — که چندین مه نهاید در یکے برج
بفرمانش سبک زان قصر شاهی — شد آن درها روان تا گوش ماهی
بقصر لعل بردند آن سران را — بخون شاندان * شفق نیک اختران را
همی بودند روزے چند مستور — چو چشم خویش و روز خویش بے نور
شگفته چشم هر یک چون گل لعل — روان خونے ز هر گل چون مل لعل
بروئے بستر پر خون چو لاله — همی گفتند چون مرغان بناله
که هر کس را گلے بشگفت بر تخت — گل ما این شگفت از گلشن بخت
گلے زین چشمها گر رخ نمودے — جهان و دیده‌ها بر خار سودے
کنون آن نرگسان نیم خفته — ز باد دهر بین چون گل شگفته

* ک : آن --

چنین گل گرچه دلافزون است در وے     مبوئیدش که بوئے خونست در روے
گل ما را چسان شد خستگی یار     چو با گلها نباشد خسته را کار
نخست اندر بهار از شاخ بے بر     گل بادام و شفتالو کشد سر
بهار ما نگر بارش دگر گون     که بادام از گل ما برد بیرون
گل ما خستهٔ خار زمانه است     غلط شد بلکه پیکان را نشانه است
سر سوزن بود سوراخ بادام     بکزلک چون کشند از جائے آرام
کسے کو برکشید این دیدهٔ سر     بسان خسته * شفتالو بود تر
دو چشم او چو دو عناب خسته     همیشه خسته و در خون نشسته
بدین سان هر چراغ دیدهٔ شاه     فغان می کرد و زاری تا شبانگاه
چو در ظلمت فروشد چشم خورشید     برید از روشنائی گیتی امید
پرستارے چراغ آورد در پیش     شهان سوزان چو شمع از دیدهٔ خویش
یکے گفت این که آمد† شام تاریک     که روشن دید مے من موئے باریک
چو بیرون شد چراغ چشم از روے     همان کو هست پیش من همان موے
چراغ عاریت پیشم چه دارید     چراغ دیدهٔ من پیشم آرید
دگر گفتا که شمع از بهر چشم است     چه جویم زان گهر چون دیده پشم است
چراغ دیدهٔ عالم چو مائیم     نظر در شمع دیگر چون کشائیم
کجا شد دیدهٔ سلطان مغفور     که بیند قرة العینان بے نور
دگر گفتا که بینایان کشور     که بینا شان دل است و چشم برسر
مثل گویند دولت کور باشد     نه دولت مند را این شور باشد
سپهر کور بهر ما زد این رائے     که دولت رفت و کوری ماند برجاے

* ق ر: خستهٔ شفتالوے --    † ق ر: اندر --

دگر گفت آنچه مادرده شنیدیم — بگوش - اینک بچشم خویش دیدیم

بلے هر دیدنی کاید ز تقدیر — بباید دید گر طفلیم و گر پیر

هر آں دردے که پیش آرد خداوند — چرا از دیده نپزیرد خردمند

دگر گفت اے شمارا دیده روشن — بترسید از خراش دیدهٔ من

ز چشم من که می پوشید حالے — تعالے الله چه کوراں را سوالے

چو چشم هر چه می دارد تراود — کس ایں کاویده را دیگر چه کاود

پس آنگاهے همی گفتند گریاں — که دل شد گرچه بهر دیده بریاں

ز دل چوں دیده را یکسو نهادیم — بجانے گر بماند نیز شادیم

ز کوری بود غم کز وے فگاریم — کنوں از رفتنش اندیشه داریم

بدیں چشمے که رفتش دیده بیروں — هزاراں منت کوری است اکنوں

گر آید میل میل آوازه تعجیل — که جائے سرمه شد در چشم ما میل

چو باید کور را بر کف عصائے — که بتواں بردنش از جائے بجائے

عصا شد میل بهر چشم ما خرد — که مارا کور کرد و دیده را برد

عصا شد دستگیر کور هر جاے — عصا کو کور سازد دیده را واے

عصا از کور بردن در مثل بود — عصاے دیده بر دردے بر افزود

که جوید کین ایں کوران مسکین — که دشمن را کند چشم جهاں بیں

بجز سلطان غیاث الدین منصور — که چشم دولت از وے باد پرنور

سخن ز آوازهٔ خسرو که چوں آلود مسند را

همه پیشش نگوں کردند سر جز غازی سرور

دریں ملک از بسے فتنه که برخاست — خبر زیں گونه دارم راستا راست

که چون فرمان دیوان رفت هرسوی — که ملک آورد در اهرمنی روی
بد هر انسی و جانی را خبر شد — که بر تخت سلیمان دیو بر شد
زهی قلابی فیروزه خاتم — که بر شیطان رساند خاتم جم
فلک تاج علا را بود معراج — بخاک افتاد والا گوهر تاج
ثبات قطب دنیا بر سر آمد — سها را نقش بر کرسی بر آمد
بزرگان هر یکی دریائی پر جوش — فروهشتند مانند صدف گوش
همه لشکرکشان در شرق و در غرب — بطاعت میل کردند از سوی حرب
نه ترکی نیزهٔ ترکی بر افراخت — نه هندو بندهٔ بر هندوان تاخت
همه گرگان هیجا سست و بی‌تاب — فرو ماندند چون بز پیش قصاب
در اقصائی ممالک نیز امیران — کمر بستند چون فرمان پذیران
جز از درهای رزم از زور شمشیر — ملک غازی معظم تغلق شیر
چو بشنید این سخن از خاص و عام — ز غصه خون بجوشیدش در اندام
بنالید از تغیر سلطنت کین — ز بهر کین شدش هر موی ژوبین
نخست افسوس کرد از نیک خواهی — ز بهر خاندان پادشاهی
که در برج علا نقبی چنان رفت — که گرد نقب زن بر آسمان رفت
ز چندان کوکب سعد اندران برج — زمانه یک گهر نگذاشت در درج
کنون چرخ دخانی ز امر معبود — چو بر کرد از سران دودمان دود
اگر با برج نتوان کرد کاری — زمینی را سزا شرط است باری
مرا شاه شهیدان کاردان مرد — بمردی از پی این روز پرورد
من امروز ار نکوشم بهر کارش — نخواهم کین اولاد و تبارش
چو نعمت پرور از وی گشت حالم — چگونه باشد آن نعمت حلالم

گرم یاری کند بخت نکو خواه / من و شمشیر و تیر و کینهٔ شاه

وگر نبود درونم یاری از کس / چو من یار حقم حق یار *من بس

اگر ایں جا منم جاں بے تن آں جا است / که فرزند من و جان من آں جا است

کجا باشد دراں چشم و نظر نور / که باشد قرة العین از نظر دور

ملک فخر الدول کاو گاه نخچیر / دل شیراں بر آرد † از پر تیر

چراغ روشن از نور خدائی / که چشمم دارد ازوے روشنائی

گر آنجا ماند ازوے چشم بد دور / وگر ایں جا رسد نور علی نور

خدا آں چشم را بر من رساناد / بچشمم ‡ دیدهٔ روشن رساناد

## عزیمت کردن اعظم ملک فخر الحق والا بسوے حضرت غازی ملک کافر کُش صفدر

عجب کارے است کار شیر مرداں / که نندیشند هیچ از هم نبرداں

به تنها در روند اندر سپاهے / بسنگ آهنیں سازند راهے

ور از قلبے فرس بیروں جهانند / بنیروے دل خود هم توانند

مبارز زانکه چوں با تیغ قتال / سزا بینند کسے کاید بدنبال

دلیرے کش بکار رزم فن هاست / اگر تنها بود هم دانگ تن هاست

سر افگن را چه تنهائی چه انبوه / نجنبد از هزاراں ذره یک کوه

کشد مه گر چه صد لشکر ز انجم / یکے خورشید هر صد را کند گم

وگر بز در رمه باشد ز صد میش / برد یک گرگ ازیشاں غارت خویش

هژبرے کو گوزناں را شناسد / ز انبوه گوزناں کے هراسد

* ن : یارمن - † ن : براندازد پر تیر - ‡ ن : بچشم -

بخلوت گاه خود تنها بود شهر — که هرسو بر تنش تیراست و شمشیر

## حکایت

شنید ستم که رستم پیش کاؤس — بخدمت بود روزے پہلوے طوس
بخشم آشفت کاؤس از خیالے — که رستم را رساند گوشمالے
اشارت کرد سوے طوس در حال — کش از نیروے بازو بشکند بال
چو طوس آمد برسم زور مندان — که بندد دست او چوں دست بندان
برویش زد تهمتن پشت دستے — که در گشت از خرابی همچوں مستے
بروں آمد به پشت رخش بنشست — صبا در زیر و آتش بر کف دست
بسے کس را اشارت کرد کاؤس — کسے در پے نرفت از روسی و روس
چو کس کم رفت دنبال سر افگن — پرفت او سرزده با تیغ سر زن
تواں دنبال شیر و اژدها کرد — که آرد رفت * در دنبالهٔ مرد
سخن گوایں مثل در جنبشے خواند — که فخرالدین ملک بالا فرو راند
چناں بود ایں که خسرو خاں بدروز — چو شد بر آرزوے خویش فیروز
دل خود ساخت سنگ از کهنه خواهی — و زاں بشکست گوهر هائے شاهی
زیادے کز سر افرازی بسر داشت — دو شمع مملکت را زنده نگزاشت
کشید آں دیگراں را چشم روشن — بجا نگزاشت یک نرگس ز گلشن
غلامانے همه میر ولایت — باوج چرخ برده ماه رایت
نه کس تیغے کشید از کینه جوئی — نه کس تیرے کشاد از تند خوئی

* ق ر: رخت۔

کسے ناورد ناورد خروساں
همه گشتند عاجز چوں عروساں

ز نعمت هائے سلطانی بخوانها
نمک پرورده کرده استخوانها

بچند انکه استخوانها زاں نمک زور
یکے را بر نهامی ز استخواں شور

بلے چوں شد نمک در پوست گنده
تن گنده نمک به پوست کنده

سزا بود آں خسیساں را در آنحال
کشیدن پوست پس کردن نمکسال

که در گنده تنی هر نابکارے
نمک زیں گونه گشتے گنده بارے

سگے کز دست مردم لقمهٔ خورد
کند یاری چو یاری بایدش کرد

ز سگ ناکس تراست آں ناسپاسے
که نبود خورد خود را حق شناسے

چو سگ را هست با خوئے وفا کار
بود هم پاسبان و هم وفادار

چه نامردم کسے کز سگ جفائی
کند در پاس نعمت بےوفائی

غرض القصه چوں زاں قوم سگ زاد
براں شهراں گزشت آں جور و بیداد

ملک فخرالحق از بس مهربانی
خراشے یافت ز * آزار نهانی

از انجا کاهل نعمت را بیاری
بود در شکر نعمت حق گزاری

براں می شد که ناگهه بے مدارا
بروں آید بششهر آشکارا

ولے می گفت بر ناید چو کارے
ببازی جاں بباید باخت بارے

دریں اندیشه باخود غصه می خورد
که چوں شاند ز خون دشمن ایں گرد

چو شد ز اندازه بیروں خار خارش
دروں گشت از خراش دل فگارش

شبے بنشست با محرم تنے چند
بر آورد آهے از اهرمنے چند

بهاران گفت گریان و غریوان
که خون جم چساں جویم ز دیواں

جهانے پر ز دیو و دیو مردم
چگونه بے سپه * من چهره گردم

* یه آخر کے دو لفظ اصل نسخے میں اُڑ گئے ھیں -- † ن : سپر --

وگر ندهم بقتل هندوان داد
رضا در کفر و کفران چون توان داد

ندانم تا چسان تدبیر سازم
که سهم خود بر ایشان تیر سازم

نکوخواهان دران منصوب شاهی
نمودند از طریق نیک خواهی

که این کاری که در اندیشهٔ تست
میسر کی شود ز اندیشه سست

چنین سیلی که موجش تا بفرق است
اگر را نهم بیرون بیم غرق است

وگر خود بایدش پنهان نگهداشت
بکوزه چون توان طوفان نگهداشت

بدان باشد که زین حال آنچه دانیم
بدرگاه ملک غازی رسانیم

چنانکه آن رای بخشد پرتو نور
کنیم این ظلمت از روی زمین دور

ملک را شد پسند خاطر این رای
پسند خویش را شد کار فرمای

سخنهای که بوی تیغ و خون داد
نهانی با علی یغدی بیرون داد

فرستادش سوی غازی ملک زود
که * باگاهی که آن گاهی غزا بود

علی یغدی بران سو شد شتابان
بعزم تیر در قطع بیابان

رسید و رفت پیش لشکر آرای
جبین را کرد درخدمت زمین سای

پس از فرزند را زانجا فرو ریخت
زلال ابر بر دریا فرو ریخت

چو شد غازی ملک را روشن این حال
ظفر را مژده داد از تیغ قتال

## صفت خنجر ملک غازی

برآورد از میان شمشیر سرکش
بگرسی گفت کای طوفان آتش

میان بی دین تو محرابی پاک
دل بی دین ز محرابت شده چاک

زهی هندو زبانت مانده در بید †
که در محراب داری روی امید

*ق ر: بہ آگاهی گہ آں گاہ غزا بود۔ مصرع کا مفہوم صاف نہیں ھے۔

† وید ہندوؤں کی آسمانی کتاب۔

گهی آن شد که از بیدت بر آرم    ز آبت سرخ بید و لاله کارم
اگرچه از خون نهاید رنگ محراب    خصوص آن خون‌کش* از کفران بود تاب
ولی چون قلعه گیران گشت خویم    من این حاجت ز محراب تو جویم
بریزم خون کفار از تو در جنگ    بدین شنگرف سیرابت † کنم رنگ
ترا کز بهر دستم ساز کردند    ظفر با گوهرت هم راز کردند
فراز چرخ گردانت نشاندند    جهان گیر آفتاب تیر خوانند
تودی آبی به پهنائی سر انگشت    که بندندت به پنج انگشت در مشت
ولیکن آب تیغت بسکه تیز است    جهان می‌گیرد آنجا کش ستیز است
ظفر را هم زبانا ‡ هم زبانی    سقر را هم زبانه هم زبانی
شود باطل ز روغن آب روشن    ولی روشن شود آبت ز روغن
کنونم کاین غزا پیش آمد از دهر    جز از آبت مرد ¶ این آتش قهر
چو لختی راند با تیغ خود این حرف    علی را خواند و کرد این ماجرا صرف
سوی فرزند فرخ گفت پاسخ    که ای فال من از روی تو فرخ
بیچاره که دانی زان خطر گاه    برون زان مرکب و نه روی در راه
که ما را دیده در راه نیاز است    ز بهر چون تو مردم دیده باز است
گر ای چشم و چراغ ما رسی زود    چراغ چشم ما را کم شود دود
ازان پس چشم بکشائیم تا دور    بجوئیم از چراغ رای خود نور
تو چشم بینش و بینش چراغم    بر انسان کین دو نور آرد فراغم
کنیم از تابش شمشیر و جوشن    چراغ فتح و چشم بخت روشن
علی یغدی شنید این نکته و راند    رسید و با ملک یک‌یک فرو خواند

* ق : کلا از - † آخری دو لفظ نسخے سے اُڑ گئے ہیں - ‡ قمر کی ایک منزل کا نام ¶ مرو ؟

ملک شد در کهین آن که ناگاه ‌ ‌ ‌ دهد رهوار خود را جنبش راه
چنان بود این حکایت بے کم و بیش ‌ ‌ ‌ که چون او خواست گهره راه در پیش
گزید از بهر رفتن توسنے چند ‌ ‌ ‌ بجنبش دور سیر و زود پیوند
صبا را سبق سرعت شرح داده ‌ ‌ ‌ فلک را اسپے از خود طرح داده
نهان پور ملک بهرام را جست ‌ ‌ ‌ به همراهی خود گردش میان چست
موافق گشته فوجی ز اهل اخلاص ‌ ‌ ‌ غلامے چند و چندے چاکر خاص
فروزان مشعلے خورشیدوش پیش ‌ ‌ ‌ تو گوئی هستش از ذره سپه بیش
کمان ها سخت و ترکش ها پر از تیر ‌ ‌ ‌ چو شیران نیستان گاه * نخچیر
بسو نها کرده پیکان هاے قتال ‌ ‌ ‌ کرا یاراے آن کاید بد نبال
بدهلی لشکرے ز اندازه بیرون ‌ ‌ ‌ نیامد کس جز این آوازه بیرون
که فخرالدین ملک را بین ز شهری ‌ ‌ ‌ برفتن کرد چون شیران دلیری
خود او رفت و سران را کرد دل خرد ‌ ‌ ‌ دگر پور ملک بهرام را برد
حسن را کین خبر در گوش در رفت ‌ ‌ ‌ خیالے در سر افتادش که سر رفت
ز بس هیبت بلرزید آن نگون بخت ‌ ‌ ‌ چو شمشیر تنک از جنبش سخت
ملک فخرالدول می رفت شادان ‌ ‌ ‌ بشیر آباد خود چون شیر زادان
چو بر دریا رسید آن گوهر پاک ‌ ‌ ‌ ز دیده در فشانی کرد بر خاک
که از شوق پدر آزرده دل بود ‌ ‌ ‌ ز طینت هاے بد پایش بگل بود
چو در روے مبارک دیده بکشاد ‌ ‌ ‌ خدا را شکر ها کرد از دل شاد
کف پاے ملک بر دیده می سود ‌ ‌ ‌ اگرچه مردم دیده همو بود
دران سودن ندانست آن شه شرق ‌ ‌ ‌ سواد دیده را از خاک پا فرق

* ن : کلّه -

ملک را هست خالی در تهِ پای / که چون مردم کند در دیده ها جای
خلف چون دیده بر پای پدر برد / بدان خال این دو خال دیده بسپرد
که شین بر تخت شاهی این گواهی است / همین سه نقطه بهر شین شاهی است
ملک کان دیده را بر پائی خود دید / دران دیده نظر بر جای خود دید
در آغوشش گرفت از مهربانی / بجانش جای کرد از میزبانی
چو زان فرزند جانی جانش آسود / بجای آمد دلی کز هجر فرسود
بیاد نسل شاه از گریه روشست / پس این طوفان غم را ماجرا بست*
جگر گوشه ز شور آن نمک خوار / که بر چندان جگر ها ریخت آزار
ترا وید از جگر خوناب ناخوش / چو آبی کز کباب آید بر آتش
پس آنگاه از طریق سوزش دل / بگفت این با ملک غازی عادل
که ای دولت رفیق و بخت یارت / بدولت یار بادا کردگارت
ملک را چشم مهر از سوی من بود / رسیدم بنده وار از فضل معبود
کنون شمشیر برکش همچو شاهان / بجو از خصم خون بی گناهان
که دارالملک گشت از هندوان پر / شبه بنشست جای گوهر و در
بت سنگین و دلهای چو خارا / به هر سو بت پرستی آشکارا
خطیب آلوده را خطبه خواقان / فساد آلوده دیگر خانخانان
صلاح و صالح افتاده بخواری / مرید و مرتد اندر کامگاری
جرم هاے که مهر و مه ندیده / در آغوش ز حل فعلان رسیده
کسی کو عزت اسلام داند / معاذ الله که دیدن تواند
کنون فرض است قتل ناسپاسان / غزا شرط است بر ناحق شناسان

* ق ر: گفت.

چو شد غازی ملک ز انجم خطابت    غزا این کن که تا باشد ثوابت *

اگرچه از تیغ کین در چیره دستی    مغل را پارها لشکر شکستی

به پشت خنگ چوگانے بهر سوے    ز سرهاے تتاران باختی گوے

تمن ها † کر نهیبت می خورد خوں    نخورده آب خوش زین سوے جیحوں

ولے به زین جهادے کے بود کے    که دین را زنده گردانی پیاپے

دهی هردم برسم کینه خواهاں    زمین را سرخی از خون سپاهاں

کنی از زخم شمشیر ظفر فاک    ز خون خوک خوار اسلام را پاک

نگر لاے شهادت کز پئے داد    بر آورده دو دست آنکه بفریاد

بجز تو کیست آں کرّار پر دل    که فریادش رسد زاں کفر باطل

چو با غازی ملک در کوشش فرض    ملک فخرالدول کرد ایں فرض عرض

بدل خود سرور والا هماں داشت    که از گرد غضب خاطر گراں داشت

بپاسخ گفت کاے چشم مرا نور    ز نور چوں تو بوده ‡ چشم من دور

مرا دل سوے تو بود آرزو مند    که دل را کے شود با دیده پیوند

چراغم چوں ز باد دشمناں رست    کجا پیش آتش تیغم شود پست

بروں آیم چو شیر از بیشهٔ خویش    بشیری پیش گیرم پیشهٔ خویش

بدیں اندک سپاه سخت بازو    شوم با سد آهن هم ترازو

نیت کردم عزیمت نیز کردم    که چوں مرداں بروں آیم چو مردم

بجاں کوشم ز بهر دیں دریں کار    خدا بادا دریں کوشش مرا یار

هراس و لرزهٔ ¶ جان حسن از عزم فخرالحق

وزاں اندیشه راندن بر همه شهزادگاں خنجر

* ن: صرابت - † ن تمنا ‡ ن: بادا - ¶ ک: لرزه در -

چو هر گردن سرے از سر فرازے — بجان سرفراز افتد گدازے
گر او گردد ازاں مردم سبک کام — چو شخصے کش رود بازو ز اندام
چو بازوئے ز اندامے شود کم — تو گوئی نیست دیگر بازوش هم
اگر خانه فراخ و گر بچستی است — بچار ارکانش بنیاد درستی است
چو شد رکنے درست از خانه دور — خراب است ارچه باشد بیت معمور
همه جا تخت را پایه چهار است — که تخت پایه ور زاں استوار است
یکے گر کم شد و شد یک طرف پست — سه دیگر نیز پنداری که بشکست
بزرگاں عهدهٔ کار سرور اند — خلل گیرد سر هر گوشه گیرند
خصوصاً عهدهٔ کار زور مندے — ز بخت افزون برش باشد بلندے
درین حال انچه دارم عهدهٔ گفت — برین ساں گشت با نوک قلم جفت
ملک فخرالدول چوں بارگی راند — حسن را بارگی یکبارگی ماند
کمان سست پے کز قامت انگیخت — کمانش را سریش از ته فرو ریخت
ز نزدیکان دور از مهر پرسید — که از ما چون فلاں داماں خود چید
چگونه آهنیں سازیم تدبیر — که پاے دیگراں ماند بزنجیر
اگر دار دگر اندیشه بندیم — هزاراں شیر چوں در بیشه بندیم
ور ایں رشته بسستی وا گذاریم — جهنده بے رسن چوں بسته داریم
چو خلقے در پئے غوغا و شور است — نه ایں جا جاے زاری و نه زور است
چساں بر سر بریم ایں کار محکم — که ما را ایں سری گردد مسلم
هوا داراں همی گفتند کارے — بکارے سر ز سر گیریم کارے
نخست آنست بارے کافسر ملک — بباید واگسست از گوهر ملک
چو تاج ملک را گوهر نماند — ز بهر تاج جز تو سر نماند

وگر گردن کشاں را بند خواهی — بده زر بستهٔ خود چند خواهی
ز بند آهنیں آساں براں جست — و لیک از بند مشکل چوں تواں جست
اگر سلطاں توئی زر کم نیاید — بسلک از گنج و گوهر کم نیاید
وگر بر غیر بینی پایهٔ خویش — تو بارے داده باشی سایهٔ خویش
حسن را درگرفت آں گفت ناخوش — بحسن رائے کرد آں گفته را خوش
نخست از گنج شاهاں *مهر برداشت — هدی داد آنچه پنهاں گنج وزر داشت
پس آں که گفت با بے رحمتے چند — کشایند از در بے رحمتی بند
شتاباں سوئے قصر لعل پویند — زمینش را بخونی لعل شویند
به بے مهری کنند از خلق مستور — شهاں را از کنار مادراں دور
به تیغ آں جمله سرهائے خطرناک — نهند اندر کنار مادر خاک
دویدند آں سگان بے وفا خوئے — سوے آں شیر زادان نکو روے
بر ایشاں تیغ خوں راندند چنداں — چو قصاباں بحلق گوسپنداں
عجب حیفے که زاں گبران گم راه — بخوں غلطد چناں روهاے چوں ماه
ز خون خویشتن بستر کشادند — بخواب خوش براں بستر فتادند †
براں شاهاں چو خونریزی چناں رفت — نفیر مادراں بر آسماں رفت
ز سوز داغ آں پوشیده رویاں — پری و دیو شد پوشیده مویاں
مبادا مادرے را سوز فرزند — که پیوندش جدا گردد ز پیوند
ز دهلی رفت هر سو ایں خبر هم — شد آگه غازیٔ دشمن شکر هم
ز خشم آسوده بازو را بدنداں — فرو خورد آں غضب چوں هوشمنداں

* اصل نسخے میں یہ لفظ چھوٹ گیا ہے۔ "مہر" مولوی رشید احمد مرحوم کا قیاس ہے

† ن : نشاندند۔

| | |
|---|---|
| بدل * می‌گفت اگر خواهد خداوند | بخواهم عذر شیران از سگی چند |
| بناسیزی زهی زور دل مرد | که بر ملکی بر آید یک ملک فرد |
| خدایا چون تو کردی سر بلندش | بر اعدا هم تو کن فیروزمندش |

حدیث گفتگوئی هر کس اندر مجلس خسرو
پس از صوفی سوئے† عادل نبشت نا خوش وابتر

| | |
|---|---|
| زبانی را کش از دل فتح باب است | سخن در حد خود گفتن صواب است |
| نه ‡ بس زیبا است نافرجام گفتن | رها کردن در و خر مهره سفتن |
| ازین گفتن مراد آن دارد این دل | که فخرالدین ملک خاقان مقبل |
| چو راند از شهر سوی شاه غازی | حسن شد بهر جان در چاره سازی |
| سرانی را که با خود دید دمساز | طلب کرد و برون داد از دل این راز |
| که تغلق هست مرد پختهٔ رزم | فراوان کرده هر سو هر غزا عزم |
| وغاها دیده و کار آزموده | نبرد و جنگ بسیار آزموده |
| به پرخاش مغل صف ها دریده | بقتل هندوان سرها بریده |
| دلیری گو بکین چون خنجر آهخت | تن تنها زند بر لشکری سخت |
| اگر طوفان آتش بر کشد ناب | پسنده است از کفش یک قطرهٔ آب |
| وراز هنجار گیرد تیغ در مشت | سپاهی را بفوجی بشکند پشت |
| طریق رزم چون شطرنج بازی است | دو مرکب طرح بازان سره غازی است |
| دریغا گر چنین لشکرکشی سخت | شدی در کار ما یاری گر بخت |
| دگر حاجت نبودی خواستن زور | سویر آرای جم را از ¶ صف مور |
| کنون این کار ز آئین فسون رفت | نهنگی گوئی از دریا برون رفت |

* ن: بد تندی- †یعنی غازی ملک تغلق - ‡ن: نه پس زیباست بس فرجام گفتن- ¶ ن: آصف-

بگوئیدم که چوں تدبیر سازیم / که شیر جسته را زنجیر سازیم
بدانش هر یکے زاں کار دانان / شدند از راه پاسخ نکته رانان
بخاطر هر کرا می گشت رازے / بروں می داد و می‌شد چاره سازے
یکایک زاں میاں با گرمی گفت / چو گرگاں یوسف صوفی بر آشفت
که چوں ما خاستیم از سر دریں کار / بباید کرد کارے سر بهنجار
سر ما خسرو است و ما بن و پوست / چه باشد سر اگر بن نبودش دوست
دریں تدبیر اگر ما سر نبازیم / سرے را پیش تو چوں سر فرازیم
سران ملک چندیں در رکیبت / ز یک سر چوں بود چندیں نهیبت
گرفتم * اژدرها ست زاں سوے / من اژدرها کشم زیں تیغ چوں گوے
چو بکشایم کمندے مردی از دست / نه مردم گر نه بندم هر کرا هست
بگفت ایں و رونده قاصدے جست / که با سیرش بود باد صبا سست
سوے دیپالپور کردش اُلاغے / که رو چوں باد سوے سرو باغے
بگو کاے کار داں و تیغ زن مرد / نمی شاید فریب روز خود خورد †
اگر چت یار شد فیروزی از بخت / نباید سر کشید از طاعت تخت
پذیرفتا(ر) فرمان شو بدرگاه / زبان تیغ کُن بر خویش کوتاه
وگر باد غرورت در دماغ است / همان بادت زیاں کاری فراغ است
چو تو دامن بمردی چست کردی / نخواهم تا چو دامن سست گردی
بهر سوے که رفتن باشدت روئے / به بینی روییم انگه پوی آں سوئے
که دارم خنجرے چوں آتش و آب / که گشت است آب آتش اندریں تاب
بدیں آتش که دارد رنگ و آبے / بقا بر روے تو گر تو نتابے

* ق: جملا ـ اصل نسخے میں ایک لفظ لکھنے سے رہ گیا ھے ـ † ن : کرد ـ

| | |
|---|---|
| چو برد این نکته را حمال* پیغام | بر آشفت اژدهائے لشکر آشام |
| چو صوفی به که با ان هم رکابان | کند چون اسکره سر در گریبان |
| که روبه دارد آن اندازه در جنگ | که گاه حمله در شیران زند چنگ |
| ولے فلسے دو سه کان نازنین یافت | بدان بازوے خود را آهنین یافت |
| ز فیر و زئی نامردان بنادیل | شگالے زد مثل کافتاد در نیل |
| اگر گورے نماید شرزه را زور | ز بهر مردن خود خود شود کور |
| اگر نگریزی اے دعوے گر از پیش | سزاے خویش بینی بر سر خویش |
| تو از آماده خوردن گشته سیر | نخوردی از دلیران زخم شمشیر |
| چو در رزم هز برافت فتد بار | شناسی خویش را اندازهٔ کار |

## حکایت

| | |
|---|---|
| حدیث تو بدان ماند که گاهے | به دهنے بیشه بود و صید گاهے |
| خرے ناگه ز آخر پر گران شد | گزر گاهش بکشت زعفران شد |
| ازان نزل تنعم کامدش پیش | همی خورد و همی خندید با خویش |
| جوان شیرش ناگه دید خندان | بخنده او همش بنمود دندان |
| ز بس خنده و بازی زدش کار | بخنده هرسگانش گرد کت باز |
| بعذرش گفت شیرا‌ے یار جانی | چنین کن خندهٔ گر می توانی |
| ملک کین بذله گفت از بهر صوفی | چو مکی خنده زد بر قول کوفی |
| پس انگه پیک را گفت اے سبک سیر | که گفتی با سلیمان منطق الطیر |
| بریزم خونت اما دیدم از دیر | که پر خون رسولان نیست شمشیر |

* ن : اعمال † (کذا) مصرعے کی عبارت صاف نہیں ہے —

ولیک آنکت چو باد این سو فرستاد بگویش کای سلامت زاده بر باد
تو بر گبران براری نام مردی خطاب خویش صوفی خان چه کردی
ز صوفی خانیت چندان بود لاف که از من زنگری محرابئی صاف
خطاب صوفیت گردد فراموش چو پیشم ز حلق خود کنی نوش
شود صوفی چو گاهی سخت کوشی ز خون خویش رنگین خرقه پوشی
بکار صوفیان هم خام کاری که بر حلوا مگس گشتن بیاری
نهٔ صوفی تو آن هندو پسندی که از هندوت زورت* نه ز هندی
بدان هم خود گرت عقلی تمام است که بر حق کیست و بر باطل کدام است
مرا گفتی که چون در کین شتابی به بینی رویم آنگه روی یابی
بر آشفتی چو تو تیغ مرا تاب پیامت سوی من حشویست در خواب
سخن هایت که چون باد بزافست مرا آهسته می بینی ازانست
غزا چون فی المثل ناید ز غازی کند ناچار کافر یا وه بازی
صبوری کن که رو آرم بسویت بگویم پاسخ تو هم بر رویت
نمائی پشت بے† رو هم چو منعم‡ چو رویت پشت گردد پیش منعم
چو من رو از دو سو چون ذوالفقارم زره بر پشت چون حیدر ندارم
تو لشکر ها چه بافی زره شان که رو شان پشت خواهم کرد آسان
گر آری صد سپه بسته بیک مشت بمردی روبروی و پشت بر پشت
بدان پشتی که چون آری بسویم همه رو پشت گردی پیش رویم
چو رویت را بدین سان پشت دانم چگونه روی تو دیدن توانم
برویت دیدن ارچه در نشینم ترا چون روی نبود پس چه بینم

* ن : روزت - † ن : پے - ‡ منجم ؟ مصرعے کے معنی صاف نہیں ھیں -

به بینم رویت آرے لیکن آنگاه    که در هیجا بزخم تیغ کین خواه
کنم بر روے تو گلگونهٔ خون    ز پشتت هم کشم گلگونه بیرون
یمن * ارچه پست آری که کار    که خون خود پسند روے کار
هم اکنون روئے پشتت رخت ریزان    قبهاے پشت رو بوسد گریزان
بدار بوسه سپه روے سپه را    که چون تو پشتبان باشد سپه را
ترا کے پشت آن باشد که کین    که گوئی گاه رفتن روے من بین
منم آتش صفت روے از همه سوے    تو هم چون خاک پشتی † از همه روے
تو گر برقے ندیدی رخش در میغ    کجا کردی مصاف و کے زدی تیغ
اگر وقتے فکندی هندوے چند    که پهلو گشتے از هم پهلوے چند
بدین باز و مهفگن در کسے دست    که دریک حمله دو خان‡ مغل بست
بیا امروز تا فردا کنم جنگ    کنم روز جهان بر چشم تو تنگ
درین خوراک چون هند و پسندی    بیندازم سرت چون جوز هندی
ولے بر نیزه نه هم ارجمندی    که هست آن هم بسان سر بلندی
بفتراک غلامان هم به بندم    که بے صیدے چنان کارے فکندم
چگویم بیش ازان ناکرده کارے    که مے ناخورده مانم در خمارے
درین عالم چو تیغت بر سر آرم    دران عالم شناسی حد دارم
چو تندی کرد هم چون باد لختے    بجنبانید سر هم چون درختے
همان قاصد فرستادن همی خواست    ولے چون خشمش افزون شد خرد کاست
نیارست آن غضب در خود فروخورد    به تیغ از تن $ سر قاصد جدا کرد
چو بر صرفی رسید این باد پر زور    ازین صرصر پریدن خواست چون مور

* کذا نا مفهوم - † ن : پستی - ‡ ن : جان - $ ن : بن -

و لیکن مصلحت را سنگ نگذاشت    بسنگ خویشتن خود را نگهداشت
رسانید این حکایت صوفی مست    حسن را و حسن هم رفت از دست
گمان این داشتند آن کامگاران    که گرگ کهنه بگریزد ز یاران
ندانستند کان شیر کهن ساز    کند بر اژدهایان پنجه را باز
چو روشن گشت شان کان مشعل نور    همی خواهد رساند شعله تا دور
* بخود گفتند کاین مارا نه زیباست    زره مقراض را کی هم چو دیباست
چه پردازیم سوزن پیش شمشیر    ز بانگ سرمه کی رم خورده شیر
چه بنشانیم زین بانگ و دم آفرا    که بشکست است صفهای گران را
چو ما † هاریم کش با خود در آریم    دم و دودی که با ما او برآریم

## حکایت

بدان ماند که اندر خشک سالی    مگر کشتی بصحرا کرد زالی
چو ابر از ریختن شد نا جوانمرد    بران شد باد کز وی برکند گرد
نداد آبش چو غمخواران همی ریخت    که از چشم خودش باران همی ریخت
دران بی توشگی زال اندران دشت    بگرد کشت خود گریان همی گشت
ز بس زاری چو خون خویش کرد آب    رسیدش ز ابر رحمت شربت ناب
بر آمد کشت و هر یک خوشه شد پر    چو گوش دلبران ز انبوهی در
سر افزاز اشتری گردن فروهشت    بخورد خوشه بدخوشه دران کشت
اگر چه افغان زدی آتش بدنبال    نترسیدی ز بانگ و نعرهٔ زال

* ق - ر : مصرعے کے آخری دو لفظ اصل نسخہ میں تحریر نہیں ہیں - † هاریم ' بمعنی نا کام - یعنی اُسے ملانے میں نا کام رہے -

ز بهر راندنش زال اندراں کوب — غرنهاں دهلکے برساخت از چوب
چو دهلک زد که آں کوهانی چند — رسد زاں کشت و دنداں را کُند کند
بفریاد اشتریش گفت اے تهی مغز — مجو مارا بکشت خشک پالغز
چه ترسانی ز بانگ دهلک آں را — که دهلک داند او کوس گراں را
زمانه کوفت چنداں کوس برمن — که گوی ناید از ده کوس در من

*

حدیث ما بریں پر دل همیں است — تبر موم و مغیلاں انگبین است
کنوں ما زیں نفس‌هاے خس انگیز — چه زور آریم بر کوے گراں خیز
همی باید بگرسی کرد کارے — که پولاد نشد نرم از شرارے
بریں گونه دراں دلهاے پردود — همیں اندیشهٔ غازی ملک بود
ولے در دل نبود آں را جز آں کار — که شوید کفر و کفراں را بیک بار
کسے را کهن نیت شد خاطر افروز — همیشه باد بر بد خواه فیروز

بسوئے کاردانان و امیراں نامهٔ غازی
که قطع کفر و کفراں راشوندش یار و یاری گر

نه کم کارے است وصف نامه کردن — در افشانی بنوک خامه کردن
سخن گوے آنست کورا هرچه پویند* — بیاد آرد † بدانهاے که جویند
چو خواهد بودن اندر نامه گفتار — بوصف نامه بهن ز اول نمودار
چو باشد نامه خاموشے سخن گوے — بروں پشت و دروں اسکن ‡ روے
زبورے زد قلم داودی اوصاف — بمعجز هم نوازاں هم زره باف

* ق ر : گوئید - † ن : آید- ‡ کذا بے نقطه - نا مفهوم ق ر : دروں داں مسکن روے -

امیرے کار فرما در همه چیز    که دارد خیل لشکر حاشیه نیز
درا شکم گرچه باشد پیچ پیچش    ازاں پیچش نباشد رنج هیچش
درو بسته معانی * دسته دسته    دلش پر معنی و لب مُهر بسته
کشاده لب بود با خاصه و عام    ولیکن بسته لب با پخته و خام †
درونش دودمان فضل و دانش    پر از شمع منور دودمانش
دل او تنگ عرصه با عطا هم    حبش گنجیده در بطنش ختا هم
باندک دود کهی در سر فتاده    گهے سر بسته و گاهے کشاده
برو عنوان بشرح از هر سرشتے    چو بر پیشانئے ما سر نبشتے
چو عنوانش بلب گشته رقم ساز    جوان را گوئی از لب خط شد آغاز
بروں بر لب ز خط سبلت دمیده    محاسن در دروں ‡ آرمیده
ز $ وصل هجر در برد از پس فصل    که از بعد جدائی یافته وصل
صریر خامه کش کس نشنود دور    رسد زو در سمرقند از لهاور
بسے دریائے علمش داده وصاف    قلم بر باد بر دریا زره باف
سخن باد است و بیں سحر قلم گیر    که بسته باد را محکم بزنجیر
دروں زنجیر و بیروں اند کے بند    ولیکن چار بندی هر یکے چند
عجب بندے که کشور بستهٔ آن    کشاده کارها بر بستهٔ آن
توانا گامش از وے جسته مانده    به بند کاغذینش بسته مانده
هر آن مورے که در آئینه دارد    نهانے گنجے اندر سینه دارد
هر آن زاغے که بنشسته دریں باغ    بمعنی بلبل و اندر نظر زاغ
سفید است و تنک چو بیضه پوست    میان بیضه بو زاغش سخن گو است

* ن : رشته رشته- † ن : جام - ‡ ک: درونش- $ ق ر : ز وصل و هجر در برداریش فصل-

زهی پرندهٔ کاز فیستش ساز ولی در مغرب و مشرق به پرواز
عجب تر آنکه چون شد در پریدن گشاید بال خود بعد از رسیدن
گهی صد طره بر عارض نشانده گهی با خط عارض باز خوانده
چو ظلمت کاید اندر پردهٔ نور فشانده مشک تر بر صحن کافور
بوصف نامه چون از مشک خامه معطر کردم این مشکین شمامه
کنون در نامه مشک از خامه بارم کهم مشکی که بهر نامه دارم
عبیر افشان این حرف معنبر بدین سان باز کرد این نافه را سر
که چون شد شه شهید حال شایع که طیب خلق شاهان گشت ضایع
نهالی را که شه در دیده پرورد ازان پرورده خاری در جگر خورد
بباغ دهلی از خار جفائی بهار ملک شد کنده گیائی
فراهم گشت گردش هندو دون شجر ملعون و برگش نیز ملعون
درخت آسا همه یکجا ستاده زمین را چون بنفشه بوسه داده
سبک یاران ز قوم دوزخی اصل به پیوستند چون شاخ تر از وصل
ملک فخرالدول چون حالها گفت دل غازی ملک در کین بر آشفت
بتندی گفت چندین بندهٔ شاه همی میر و ملک گشته بدرگاه
ز گنج و مال شه صد چیز خورده بمجلس دوستگانی نیز خورده
دگر آزادگان میر گشته دران خدمت جوان سیر گشته
مهیا ثلث مال و ربع مسکون سپاهی از شداد سهم بیرون
یکی را ماند اندر سر خماری که سر بازد برای تاجداری
کنون من نیز ازین ملکی یکی میر که زن گوهر سرانرا در زنا گیر
چه کار آید مرا این خنجر تیز که در کین شهش بازم بخونریز

نه نوشم خون گبراں را چو باده / نخواهم خون چندیں شاهزاده
نهم پارے نخست از رائے کیں جوے / بسملوک و ملوک مملکت روے
بهر یک ماجرائے باز خوانم / مزاج کار هر یک باز دانم
دریں کار ار کنندم دست یاری / بکار آریم بازو هائے کاری
کنم آں کار زار اندر زمانه / که ماند یادگار اندر زمانه
وگر نبود دریغم یاری از کس / من و شمشیم یزداں یار من بس
بگفت ایں و دبیر خاص را خواند / نمودار دروں را بیروں افشاند
که بنویس انچه بیروں می فشانم / هم از تیغ من و هم از زبانم
یکے از مولتاں سوے مغلطی * / که کرد از زور خود فرس † مغل طے
دگر میر سیوستاں پهلوے هند / محمد شاه کز فرمان ده سند
دگر سوے ملک بهرام ابیه / که شد زنده ز نامش نام ابیه
دگر بریک لکهی سامانه را میر / که در کیں خواهی شه کرد تقصیر
دگر بر مقطع جالور ‡ هوشنگ / که مانند پدر گرگیست در جنگ
دگر نامه سوے عالم ملک نیز / که عین الملک گشت از روے تمییز
بیک مضمون رواں شد نامه هرجائے / که هو یک تاچه بیروں رهرد از رائے

## صفت نامهٔ ملک بهرام

سر نامه بنام خالق کون / که اهل داد و دیں را زو بود عون
فشاند مومناں را رحمت خویش / بر اهل کفر و کفراں خشم او بیش
یکے را سر بفرعونی بر آرد / کلیمے را بکیں بر وے گمارد
قضاکز وے رسد در مرگ و در زیست / همودانند که دروے مصلحت چیست

* ن : مغلطی - † ق ر : فرش - ‡ جالرر و هوشنگ -

گهی پستی دهد گاهی بلندی / گهی خواری و گاهی ارجمندی
دهد نصرت به هیجا غازیان را / بسوزد کافران بازیان * را
کند سد غزا محکم ز پولاد / که گردد دین احمد سخت بنیاد
محمد کو قلم بگذاشت از دست / ولی تیغ غزا بهر قلم بست
همیشه کار ما با دین او باد / غزا هم بهره در آئین او باد
پس از ذکر حق و نعت رسالت / خبر داده جهان را زین مقالت
بهر یک ماجرای کین نموده / دوای بهر درد دین فموده
گدای چون من حمایت کرده دین را / موافق بوده سلطان مهین را
سر شاهان علاء الدین مغفور / که بادا مشهدش همواره پر نور
نه پوشیده است کز بخشایش وجود / بکار بنده پروردن چسان بود
هر آنکس کز کرم کردی نظر باز / شدی از دولتش هر سوی در باز
هر آن ذره کش از روزن در آمد / ز مهرش آفتابی شد بر آمد
ازو دیدیم مال و نعمت و کام / کله بر تارک و دیبا بر اندام
بعز و جاه مارا خوش همو کرد / ولایت دار و لشکرکش همو کرد
غلامی کش رسیده گوش بادوش / در آمد بخشش از دروازهٔ گوش
دگر آزادهٔ محتاج نان بود / چنان شد گوئیا پیوسته خان بود
چو کرد آن مه ببرج خاکی آهنگ / ثبات قطب محکم شد بر اورنگ
چو بود او هم شه و هم شاهزاده / دل و دستش به بخشایش گشاده
همی بارید پیوست از کف داد / چو بارانی که خلق آید بفریاد
کسانی کز چنان بخشنده شاهان / شدند از سروری صاحب کلاهان

* بازیان - خاسر -

| | |
|---|---|
| چرا شاید که این سرهاے کاری | فرود آید بدیگر ملک داری |
| بر آمد ناگه اهریمن نژادے | سلیمان گشت در سر کرد بادے |
| بدین بیداد بودن شاد نتوان | سلیمانی بدیوان داد نتوان |
| بیائید ار شما را مردئی هست | که بکشائیم بر نا مردمان دست |
| کنیم آن تیغ بازی درمیانه | که ماند یادگار اندر زمانه |
| بسے در نامه زین ها صرف کرده | ز روے تیغ در وے حرف کرده |

## رفتن نامهٔ ملک بهرام

| | |
|---|---|
| چو شد نامه تمام و کار زان خواست | که بهر کار تدبیرے کند راست |
| در اندیشید با خود کاندرین کار | ملک بهرام ایبه گر شود یار |
| بهر عزمے که باشد رائے مارا | بس است آن مرد رزم آرائے مارا |
| علی حیدر که مرد کار دان بود | طلب کرد و روان کرد آن طرف زود |
| چو رفت آن کاردان و برد نامه | ملک را وا نمود آن نقش خامه |
| ملک بهرام کان مشهور بر خواند | بمهر و دوستی در سینه بنشاند |
| بشیرینی در آن فرخنده تدبیر | موافق شد بسان شهد با شیر |
| همه تدبیر کار خود بر آراست | سلاح و ساز و گنج و لشکر آراست |
| چو کرد انچه از توانائی توان کرد | سبک سوے ملک غازی روان کرد |
| رسید و با ملک در دل یکے شد | بدانش راے دو کامل یکے شد |
| تو پنداری که گشت از هم وثاقان | به بو مسلم ملک را و ابن خاقان |
| ملک تعظیمش از غایت فزون کرد | بگویم شرط تعظیمش که چون کرد |
| نخست امید دل ز اقبال کردش | چو بخت مقبل استقبال کردش |

پس از مهر وفا در بر گرفتش / ز جاں با جان خود همسو گرفتش
حدیث از کهنهٔ شاهاں بروں داد / ز جوش دل زباں را موج خوں داد
که من خواهم کمر در کینه بستن / گره تا کے تواں در سینه بستن
ملک بهرام چوں آمد بپاسم / ز بهرام فلک نبود هراسم
ملک بهرام دانائے خردمند / شد از دانش سخن را نکته پیوند
که چوں کار تو در تیمار دیں است / نه کار تست ایں بل کار دین است
کسے کز بهر دیں نبود ترا یار / عفاالله گوئی از دین است بے زار
خصوصاً کز علاءالدین محمد / که بود ازوے علائے دین احمد
نماند از بهر دیں را پاسبانے / نه غم خوار رمه در دیں شبانے
که از بیداد بے دیناں بد بخت / بر ایشاں رفت دشمن داروئی سخت
پس از تدبیر کافر نعمتے چند / خسیسے گشت بر مسند خداوند
برهمن بود پائے چند با او / مطیع بیدارے چند با او
بفرمانش رواں شد چند بے دیں / کشیده برگ بید از شاخ بیدیں
در افگندند سرهاے سراں را / بکشتند آں همه دیں پروراں را
چو زیں آوازه در گوشم شد آواز / ز حیرت چوں صدف شد گوش من باز
همی پختم ز سوز سینه با خویش / که چوں آں شعله را بنشانم از پیش
نمی بینم ببازوئے کس ایں زور / که بهرامی کند در صید ایں گور
بهر سوئے که دل پرتاب کردم / چو بیدارے ندیدم خواب کردم
دلم زیں خواب ناخوش بود در تاب / که سر بر کرد ناگه بختم از خواب
بدستم داد دولت نامهٔ خاص / شدم در قعر آں دریا چو غواص
گهرهائے کرم دیدم ز حد بیش / نه در اندازهٔ درج دل خویش

دبیر گوهر افشان خامه رانده — چو باران ز ابر نیسان در فشانده
نموده حال آن در های شاهی — که شد از گوش مه در گوش ماهی
ز چشمم زین گسست در شهوار — گسست سلک لولو شد برخسار
ز بهر آمدن چون بود فرمان — بدل شد جملهٔ دردش بدرمان
ز وهم خود فرس را گام دادم — صبا را پای سرعت وام دادم
رسیدم اینک از دیده نه از پای — که از دیده کنم هرچت بود رای
درین کوشش چو از جان هست باکت — نه جان ما به است از جان پاکت
بجان کوشیم و دین را مایه سازیم — سنانها را ز خون پیرایه سازیم
زمین کز*خون آن شاهان جگر بست — ز خون باید جگرهای دگر بست
برای هر جگر گوشه ز دشمن — جگر بیرون کشیم از گوشهٔ تن
زنیم آن تیر کز هر گوشهٔ دل — جگر گوشه شود هر پارهٔ گل
هنوز اندر جگر پنهان بکاهیم — که عذر یک جگر گوشه بخواهیم
بهر گنده نمک دشنه نشانیم — جگر زو با نمک بیرون فشانیم
که چون مهمان رسند انجا کُلاغان — کباب پر نمک یابند زاغان
عجب نبود کز آن خونهای ناپاک — فتد زاغ و زغن را دل بسوزاک
مرا کاموزش خون بی شکی گشت — بخون گرم دل با دل یکی گشت
وگر صد جان و صد دل باشدم یار — همه با تو در بازم درین کار

چو دیداین یک دلی پر دل ز بهرام — بصد جان داد در یک جانش آرام
نکرد اندر وثیقه خواستگاری — فتادش هم بران قول استواری

* ن : گر -

## قهر و قتل مغلطی ملتان

چو رفت آں سرمه در کاغذ به تعجیل
بسوے شهر ملتاں سهل در سهل

مغلطی سرمه گوں گشت از تحیر
سیه رو شد چو چشم از سرمهٔ تر

بقاصد تیز دید از خشم ناکی
بروں زد دیده درخشم از مغاکی

بتلخی زهر خندی زیر لب کرد
پس از دل نامه را پاسخ طلب کرد

بپاسخ گفت کاں مرد سر انداز
نه از ما بهتر است از لشکر و ساز

ازو تا ما بسےری فرق دور است
که از ملتاں دهے دیو پال پور است

چو من نارم که با دهلی کنم شور
ببازوے دگر کے باشد ایں زور

چو مارا نیست نیرو باز بر دست
ضرورت پیش او باید کمر بست

کسے کو شاه گشت و رفت بر تخت
ستیهر سخت با او چوں تواں سخت

نه دانائی بود بے جمعے انبوه
بدنداں و بناخن کندن کوه

بزور خویش کو شد پیل با پیل
صف مور از رهش به دور صد میل

من ار چه بندهٔ شاه شهیدم
کز اقبالش بگردوں سر کشیدم

ولایت دارم و مال و خزانه
سپاهی نیز چوں باد بزانه

ولے چوں لشکر من یار من نیست
چخیدن با بزرگاں کار من نیست

هم از دل نیست چوں فیروزیم یار
تهی دل چوں بفیروزی کند کار

نه ام من با کسے یار اندریں راے
مرا هم راے من بس کار فرماے

مغلطی چوں ز جان نا وفا دار
نشد غازی ملک را در غزا یار

گرفت از بیم جان و راے پر جهل
هلاک منعمان خویشتن سهل

زمانه لاجرم بروے بر آشفت
بلا بیدار گشت و عافیت خفت

سوے فرماندهان مولتانی
شد از غازی ملک رمز نهانی

چو بهرام سراج آن کرده روشن     صلاح کار بر خود ساخت جوشن
به لشکر های ملتان کرد اشارت     که بر مهر بزرگ آرند غارت
سران در قبضهٔ خویش آورندش     گرفته بر ملک غازی برندش
سپاه آمد فراهم تا پیاپی     کند نطع مغلطی چون مغل طی
چو آن گنده نمک دید آن چنان شور     شدش دل چون نمک در آب بی‌زور
بر زن بود کز بر زن برون جست     چو موش خانه کز روزن برون جست
ز نزدیکان کسی با او نه شد یار     مگر موچی که بود آگاه ازین کار
سواران در پس و او پیش می رفت     تنش با خویش و جان بی‌خویش می رفت
درین تگ مرکب موچی سر آمد     سوار و مرکب از پا اندر آمد
سبک هم در فتادن تند برخاست     دران افتادگی جان را تبر خواست
براهش بود زالی بیوه حالی     درون شد رستمی در کنج زالی
نمودند از عقب فوجی تهمتن     کمان رستم و باران بیژن
گرفتند و بزورش بند کردند     رقیبش زور مندی چند کردند
ازان پس بیشتر زان برده بستند     بدنبال مغلطی در نشستند
مغلطی رفت و در جوی در افتاد     کش از غازی ملک بود است بنیاد
بهین جوئی ز راوی تا بجهلم     چو قلزم در حد گیلان و دیلم
دران ایام کز درگاه سلطان     شد این غازی ملک مقطع بملتان
بسی بنیاد خیر افگند هر سوئی     بنای مسجد و حفر بسی جوئی
نماز عید گه را مسجدی ساخت     که سرتا مسجد عیسی برا فراخت
فرشته نعره زد چون دیدش از دور     که فردوس است این یا بیت معمور
سواران در رسیدندش بدنبال     رونده سر گم و جوینده قتال

| | |
|---|---|
| غرض القصه چوں در شد مغلطے | دراں جو کز ملک بود آب دروے |
| در آمد پور بهرام سراجش | سر افگنده و فدید اندر لجاجش |
| قوی مردے بود با زهرهٔ شهر | که نبود زاریش در زیر شمشهر |
| کسے کو تاب نارد سایه میغ | بلرزد ساید وار از سایهٔ تیغ |

## قصهٔ حال میر سیوستان

| | |
|---|---|
| چو نامه سوے سیوستاں گزر کرد | خبر کرد و ملک را بے خبر کرد |
| محمد شاه لر کانجا سری داشت | دراں خشکی و تری بر تری داشت |
| ملک کز لشکر آفت سگالش | چو موے لر پریشاں بود حالش |
| ترش رو بود چوں افغان جنگی | ولے هم چوں کلاه لر به تنگی |
| که سرداراں گزندش کرده بودند | درون قلعه بندش کرده بودند |
| چو از غازی ملک شد لوح خاصش | هماں خط گشت تعویذ خلاصش |
| کساں کاندر قفس میداشتندش | چو خواندند آں رقم بگزاشتندش |
| بروں آمد ز قلعه میر محبوس | چو کنجشک از قفس و از دام طاؤس |
| علم بالا کشید و لشکر آراست | بمنشور ملک غازی سر آراست |
| بقاصد گفت گو یا سرور عصر | که بادا یار تو فیروزی و نصر |
| رسیدم من هم اینک گرم پویاں | بداں فتحت مبارکباد گویاں |
| چو قاصد باز پس شد میل در میل | رواں گشت هم اُو امانے به تعجیل |
| که * بنوشت آن سپهدار | رسید اما پس از آرامش کار |
| ملک را نامه از تقصیر او رنج | نوازش کرد و دادش خلعت و گنج |

* کذا - لفظ چھوٹ گیا ہے —

برو کرد انچه بخشایش توان کرد — سوے اقطاع اجمیرش رواں کرد

*

چو بر هوشنگ رفت آں بخیۂ راز — شد او هم در دل خود حیله پرداز

نه انکار رضا کرد از * سر هوش — نه بهر جنبش آمد گرم در جوش

زبانی گفت کا ینک می رسم تند — ولے پاے عزیمت در دلش کُند

دو سه بارش دگر خواندش سپهدار — نگشت اقبالش اندر آمدش یار

رسید او هم ولے بعد از ده و گهر — چو بے تدبیر کار آراست تقدیر

برو نیز از عتابے † نکته کم بود — همه بخشایش و لطف و کرم بود

نشد رنجه نهو شده خیالش — بتشریف کرم پوشیده حالش

بصد ‡ انداز پروازش فرستاد — سوئے اقطاع خود بازش فرستاد

## جانب عین ملک نامۂ خاص

سوئے عالم ملک هم در نهانی — بمضمون دگر شد نکته رانی

که اے دانا بفضل و دانش و راے — خرد را بوده دایم کار فرماے

هم از بهر قلم خنجر کشیده — هم از زخم قلم خنجر بریده

هنر زیں گونه و ز بخت برومند — شهت برکشورے کرده خداوند

دیار مالوه دورش جهانے — بدور شه تو بر وے حکم رانے

تو عین الملک و در تو دیدۂ شاه — چناں دیده که چشم مهر در ماه

اجین انعام و دهار اقطاع خاصت — ز خاصان دگر بیش اختصاصت

بگویم خود که با آں دانش و هوش — کند کس نعمت را چوں فراموش

* ن : و نه سر هوش - † ن : عیانی - ‡ کذا - مشکوک -

بداں راضی شود کز هندوے چند — کشاید عقدهٔ اسلام را بند
لقیطے * گبر و گبرے چند خیزد — شه و شهزاده را خونے بریزد
تو مردے هوش مند و پخته تدبیر — کنی از خامی اندر کینه تقصیر
کجا رفت آں حقوق خدمت شاه — کجا رفت آں نوازش هائے درگاه
که از رایت، غلامے پاشنا سخت — رود از تختهٔ بازار بر تخت
پسندد علم و فضلت کز پے زر — فرود آری به هندو زادهٔ سر
گرفتم کاں بسیم و زر که جاں داد — رضا در کفر و کفراں چوں تواں داد
اگر مهر محمد شاه داری — سوے دین محمد راه داری
من اینک از پئے آل محمد — کمر بسته بکین چوں میم احمد
بیا با من بکوشش هم عناں شو — بدلها تیر و در جانها سناں شو
چو ما باهم شویم از تیغ و تدبیر — مخالف هم ز سهم ما خورد تیر
جگر هائے که گشته از سگاں چاک — بشیری خون شاں شوئیم ازاں خاک
نمودیم انچه مارا در نهت بود — اگر خواهی رسیدن هاں برس زود
وگر نائی و داری غمر پر خاش — مراد تست و روزی هست، می باش

---

چو پیک این نامه عین الملک را داد — خجالت بر خجالت در دلش زاد
نه روے آں که در کوه و بیاباں — سوے غازی ملک گردد شتاباں
نه راے آں که هم بر جاے ماند — سوے یاران بد بدراے ماند
سوے غازی ملک می خواست آهنگ — و لیکن دست بودش در ته سنگ
ضرورت مصلحت را کار فرمود — ز نامه با حسن گفتار فرمود

---

* لقیط - وہ بچہ جسے راستے سے اٹھا لاے ہوں -

کشاد آں نامه و پیش حسن برد  ---  که بر اخلاصش آں خس حسن ظن برد
فرستاده برفتن پائے بر کرد  ---  وزاں پیش ملک غازی خبر کرد
شد آزرده دل ازوے لشکر آرائے  ---  چنانش روے داد اندیشه در رائے
که قاصد بار دیگر پوید آں سوئے  ---  مگر عالم ملک زیں سو نهد روے
گر آید مشتری در خانهٔ ماه  ---  شرف گردد بدو زاں خانه همراه
دریں سو قوس او را گوشه گردد  ---  بزاں برجیس هر مو خوشه گردد

## گفت دیگر بسوے عین الملک

دگر ره قاصدے چوں باد مستور  ---  رسید و کار داں را داد منشور
چو عین الملک دید آں حرف پردرد  ---  چو چشم از دود آب از دیدها برد
بقاصد گفت ازیں جا باز پس پوے  ---  ملک را بندگی گوے و پس ایں گوے
که آخر من مسلمانم بده پشت  ---  بعون ایزد دو رویه تیغ در مشت
بجهد خویش هم در بند آنم  ---  که زیں غوغا فرس بیروں جهانم
ز دل با هندواں چوں یار گردم  ---  که از ایمان و دیں بیزار گردم
ولے بیروں شدن را چوں محل نیست  ---  به از تسلیم شاں بودن عمل نیست
ضرورت مانده ام اینک بصد بیم  ---  سلامت یار خود کردم به تسلیم
چو پیدا گردد اعلام بلندت  ---  سر خود گیرم از پیش سمندت
ز اهل کفر بیزاری نمایم  ---  نباشم یار و نے یاری نمایم
چو یکسو گردد ایں شمشیر بازی  ---  من و خدمت به پیش شاه غازی
اگر جاں بخشدم منت پذیرم  ---  وگر خواهد که خوں ریزد بمیرم

*

چو قاصد باز شد این ماجرا گفت — ملک نے فرم گشت ونے بر آشفت

بدیگر چاره شد مشغول تدبیر — که تا فردا چه پیش آید ز تقدیر

## نامه بر یک لکهی و قصهٔ او

مخالف یک لکهی سامانه را مهر — ز بے سامانئی خود شد سبک سیر

چو حرف نامه را مضمون فرو خواند — بسان حرف نامه] تیره رو ماند

*کران حسب از سلامت جوشی — چو تسلیمات نامه در حواشی

نه از کفران نعمت شرمش آمد — نه بهر قلع کفر آزرمش آمد

چو هندو بود و در دل گبرساں بود — رگ گبریش ز نار نهاں بود

چو اول گشت مقطوع پناه اصل — بخون گرم هم با دین بشد وصل

شهے کو کرد یکسو از دو دانش — لگام خفتهٔ مطلق عنانش

چکیده † از دو لنگ جغدوانے — بکوری خورده از شاماخ نانے

چناں کو رانه ناں در فاقه خورده — که کوری را بدیده سرمه کرده

بسے کنجشک رانده بر سر کشت — رمیده مرغ ‡ از سنگ چناں زشت

نخورده مسکه جز نان امیدش — که اندر دوغ شد سبلت سفیدش

زغار کفر برکش § برکشیده — بگردن چرم خامش در کشیده

چو شه در بندگی کرده قلامش — کشیده خام حلق از حلق خامش

بزرگی دادهٔ و شغل گراں هم — ولایت ها بزرگ و بے کراں هم

چو هندو زادهٔ هم جنس ایشاں — خروجے کرد با جمعے پریشاں

* کذا - پهلا ٹکڑا غالباً "کراں جست از سلامت" هے لیکن آخری لفظ نهیں پڑھا جاتا -

† کذا - نامفهوم - ‡ ن : مرغ سنگ از - § ک : برگش -

| | |
|---|---|
| بصد تعظیم شد فرمان بر او | ز سرپا کرد و آمد بر در او |
| ندید این کاں خس از رای تبه کرد | چنین با قرة العینان شه کرد |
| چنین در دیده های ملک شد خار | وی آں خار بلا را تیزی کار |
| چو از غازی ملک شد نامه سویش | سیه شد چوں سواد نامه رویش |
| فرستاد آں هماں نامه را زود | بران بومی که بر بازاں نه بخشود |
| باخلاص حسن حسن رضا جست | پناه جانش را عون از قضا جست |
| حسن را چوں یزید وقت خود یافت | ز اولاد محمد روی بر تافت |
| خود آں بد بخت بود از خوی بدساز | در جور و ستم کرده بسی باز |
| تهی لطفی چو آب نیم کوزه | ترش روئی چو دوغ هفت روزه |
| به بی مهری چو قصابان بد چهر | بخوں ریزی چو جلادان بی مهر |
| همه خوں ریختی چوں بادهٔ ناب | گرم بودی گر از کس ریختی آب |
| کسی کش پیش کردی خدمتش پیش | چو رفتی پیش خوردی ضربتش بیش |
| ز بیم چوب و دشنام زبانش | کرا زهرا که گیرد نام نانش |
| چو چاکر بهرتاں را پی فشردی | ندادی نان و آبش هم ببردی |
| زخشمش لشکری در بی نوائی | بجاں هم شهری وهم روستائی |
| چو از غازی ملک بروی رقم رفت | ازو سوی ملک غازی حشم رفت |
| چو باچندان جفا کفرانش هم شد | ز بهرش فتنهٔ با فتنه ضم شد |
| زمانه لاجرم بروی بر آشفت | برو هم شهری وهم لشکر آشفت |
| شکسته چوں ز رزم شاه غازی | خلاصی ساخت باصد حیله سازی |
| بسامانه رسید و خواست زاں جای | عزیمت را کند سوی حسن رای |
| که ناگاهاں برو شهری خبر کرد | همه تدبیرش را زیر و زبر کرد |

در آمد خاص و عامه بی مدارا بکشتندش بشمشیر آشکارا
چنین باشد چو پر فن را جزائیست بقدر پیشه هر کس را سزائیست

## حدیث خوابهای سرور بیدار دل وانکه شده تعبیر خواب یوسف اندر هر یکی مضمر

زهی بیداری بخت آن سری را که بیدار است پاس کشوری را
کسی کو راست موی کار دولت بود هر موی او بیدار دولت
چو دولت یار هر بیدار باشد نخسپد آن که دولت یار باشد
و رآید خواب بعد از ماه و سالش درآید خواب یوسف در خیالش
که آویزد مهش در ذیل فتراک گهی سیاره بوسد پیش او خاک
نه بیند خواب خوش جز پاک جسمی کاز اقسام نبوت هست قسمی
ملک را چون دل بیدار می‌خواست که خوابی بیند اندر کار خود راست
فرشته کوست خواب آرای هر چشم نمود آن خواب بیداریش در چشم
که هرچه او را به بیداری کند دهر نمودش خواب تا آگه گشت ازان بهر
شنید ستم من خفته درین باب هم از بیداری بخت وی این خواب
که آن بیدار دین را دیده چون بست بپاس دین چو بیداران کمر بست
بسی نامه به بسیاران فرستاد فسونی جانب یاران فرستاد
ولی چون مار گردون فتنه می‌خواست نهاده مار کژ در رخنهٔ راست
ازان پیچاک و ناهمواری کار بکار خویشتن پیچید چون مار
چو درماند اندرین اندیشه روزی ز دل بیرون فشاندن خواست سوزی
پسی خاصان و خویشان را درون جست غبار دل بآب دیده می شست

همی گفت از تأسف آب در چشم  که غم نگذاشت ما را خواب در چشم
مرا زور اندک و یارے ز حد بیش  چگونه خیزد این بار من از پیش
ز یک دیوپالپور و ذهل یک مهر  چه خیزد گو تو هر دم رستمے گیر
صفم با قلب دهلی چون ستیزد  صبا بر آسمان چون گرد بیزد
سوار اندر قلم راندهٔ تیغ  دولک بیش است باهم بسته چون میغ
بر ایشان کے توان خنجر روان کرد  بقطره خرچ دریا چون توان کرد
بدانائی نباشد نسبت آن را  که از سوزن کند کوه گران را
کلنگان را ز شاهین شکاری  چه باک ار نایدِ از پوینده یاری
وگر سوے رویم آن‌خود نه مردیست  نه کار سرخ رویان روئے زردیست
ستیزے درمیان بس محکم افتاد  که تیر از شست رفت اما کم افتاد
رهائی راچه سان سازیم تدبیر  گریوه پست و سیلاب آسمان گیر
یکے تیمار مستورات و فرزند  دگر اندیشه بهر خویش و پیوند
ندانم چون شود پایان این کار  صلاح ما خدا آرد پدیدار
بگفت این و دگر ره دیده تر کرد  چنانکه آن گریه در یاران اثر کرد
همه گشتند آب از دیده یاران  چه ز افسوس وچه از افسوس‌خواران
پس انگه با ملک گفتند گریان  که اے سوز تو ما را کرده بریان
چه کار آید ازین پس عمر ما را  که بهوت جان نبازیم آشکارا
دو چشمت قطرها کازخشم وکین ریخت  بهاے خون ما در ثمین ریخت
چو پیش ازخون دیت برما فشاندی  نشستیم ار همه در خون فشاندی
تو داری بالحقیقت بهر حق جهد  درین ما با تو هم پیمان و هم عهد
چو عمر ما توئی و جان ما تو  بپیوندیم جان یکے گشتیم باتو

دل خود بر خدا بند و مهندیش ‌‌ ‌ ‌ که فتح غیب بیش از لشکر بیش
چو می دانی که بندد هرچه می گفت ‌ ‌ ‌ بباید خار خار خود ز دل رفت
چو پیدا گشتی و پیداست درکار ‌ ‌ ‌ که هم فیروزمندی هم سپه دار
بلندان را بر اورنگ بلندی ‌ ‌ ‌ بود لابد ز تو اندیشه مندی
وزان سرکش که سرها را بود پاک ‌ ‌ ‌ بجوید بهر شمشیر خطرناک
سنان بر پر دل اندازد همه کس ‌ ‌ ‌ غزافزا جوشن عصمت غزی بس
تو هستی اژدها این نیست یارا ‌ ‌ ‌ که کس زنده گذارد اژدها را
کشد ترک از برای طعمه نخچیر ‌ ‌ ‌ ز بیم شیر بر شیر افگند تیر
نه کشتن گرگ را بهر کباب است ‌ ‌ ‌ کباب از بز* جوید زان خراب است
چو درکارت سلامت هست برخیز ‌ ‌ ‌ سلامت یار تست او هم برانگیز
بدین سان هرکسے می پخت کارے ‌ ‌ ‌ ملک هم داشت زین گرمی شرارے
همه روز اندرین تنها غم خورد ‌ ‌ ‌ ز بس اندیشه خوردے نیز کم کرد

## خواب غازی ملک بدیدن پیر

چو شب زاکسون مشکین بستر آراست ‌ ‌ ‌ ستاره چادر شب را بر آراست
زلال پاک جست و دست و پا شست ‌ ‌ ‌ بطاعت بر مصلای رضا رست
تعبد پیشوای کار خود ساخت ‌ ‌ ‌ نماز بندگی را یار خود ساخت
همه شب داشت رو در حق پرستی ‌ ‌ ‌ دلش بر آسمان و تن به پستی
بسجده گریه می کرد سیراب ‌ ‌ ‌ که هم در سجده ناگه آمدش خواب
دران خواب مبارک دید پیرے ‌ ‌ ‌ چو رائے خویشتن روشن ضمیرے

* ک : بجوید –

بصورت نسختے از خضر و الیاس
بمعنی چوں مسیحا فرخ انفاس

ز نور الله محاسن راست کرده
ملایک نور ازو درخواست کرده

در آمد با ملک غازی به تعظیم
پس انگاهش به یزداں کرد تسلیم

بپوزش گفتش اے دیباچۀ فتح
ز فیروزیت یا بد نیلگوں سطح

بسهل اندیشۀ کت در دل آمد
فزوں ز اندیشه کامت حاصل آمد

بشارت می دهم کاینک هم اکنوں
شوی بر تاج شاهاں در مکنوں

بروں کش تیغ و قدرت بیں ز تقدیر
که خواهی شد چو تیغ خود جهانگیر

چو زیں مژده گراں کرد آستینش
خطاب آورد شاه * راستینش

چو زیں خواب اندر آمد مرد بیدار
امیدش مست گشت و بخت هشیار

ملک فخرالدول را در نظر خواند
خیال دیده پیش دیده بر خواند

بخویشان دگر هم گفت ازیں حال
که خوش گشتند ازیں فیروزی فال

بدیگر مخلصان دولت اندیش
هم ایں گوهر سپرد از معدن خویش

همه گشتند باجان † طرب یاب
چو بخت خویش بیدار از چنیں خواب

بدیں خوابے که در دلها دروں رفت
ز شادی خواب شاں از سر بروں رفت

بشکر ایں نمایش مرد فیروز
همه شب بندگی می کرد تا روز

## خواب غازي ملک که دید سه ماه

شبے چوں چتر سلطان همایوں
همایوں گشته از وے چتر گردوں

مهے کامل با انجم سر کشیده
بگردوں چتر زریں بر کشیده

نموده سطح زنگاری مسافت
جهاں را رنگ اعلام خلافت

* ن: سایه ز آستینش — † ق ر: خان —

سواد شب که شد بر تختهٔ روز    بیاضش کرده مهتاب شب افروز
فلک بر روی ظلمت ریخته نور    چو بر فرش معنبر گرد کافور
درخشان گشته انجم در سیاهی    چو مروارید تر در گوش ماهی
شهاب اندر کشیده تیر باریک    بریده روشن از دیوان تاریک
هوای چون مزاج غافلان خوش    چو فعل عاقلان آفاق دلکش
ز اسباب طرب غم گشته گم نام    چو ناکامی ز کار افزائی کام
جهان آسوده چون قول حکیمان    نشاط آماده چون بذل کریمان
درین شب مملکت گیر ظفر یاب    براحت داشت سر بر بالش خواب
وی اندر خواب و دولت پاسبانش    دل بیدار در پاس جهانش
نمودندش چنان در خواب امید    که بر بالائی این تابنده خورشید
درخشان سه مه روشن بر آمد    که هر یک از دگر روشن تر آمد
یکی چون چتر زر بالای تارک    دو بر بالای دو دوش مبارک
ز تاب آن سه ماه کامل النور    سه ماهه ره شب از عالم شده دور
چو خواب اندر سر آمد صاحب بخت    زد از همت ببام آسمان تخت
ملک فخرالدول را خواند در پیش    که پیش دیده گوید دیدهٔ خویش
نخست آئین تعبیری که خود کرد    بنور رای و آئین خرد کرد
که این سه ماه سه چتر بلند است    که سه فرق سران زان ارجمند است
چو من دیدستم این خواب مبارک    مرا باشد یکی بالای تارک
دو دیگر کز دو دوشم پرتو افگند    فشاند سایه بر فرق دو فرزند
ملک را کامد این تعبیر در گفت    شد امید دلش با کام دل جفت
ملک فخرالدول نیز از سر هوش    بدین تعبیر دادش مژده در گوش

که شاهان را فراز افسر ملک    بود سه چتر والا زیور ملک
چو چترآسمانی دارد این خواست    که چتر ملک خواهد بهرت آراست
نمودندت سه ماه فرخ آثار    که این سه چتر تست اندر نمودار
کند زانها یکی در کامرانی    بر اکلیل همایون سایه بانی
دو دیگر در یمین و در یسارت    کند آرایش اورنگ بارت
ترا زیبد سه چتر ملک داری    که تو یک تن سه شاه کامگاری
بود تا یک سر والات بر جای    بدیگر سر نشاید چتر بر پای
سرت پاینده بادا جاودانه    که زیر چترت آساید زمانه

## خواب غازی عصر و دیدن باغ

دگر ره خواب دید از بخت بیدار    که گوئی هست در بستان گلزار
دران بستان درختان نیم رسته    بآب زندگانی روی شسته
تر و تازه بسان شاخ طوبی    تهش سبزه چو خط بر روی خوبی
شکفته صد هزاران گل بهر شاخ    صبا پیرامنش نا گشته گستاخ
ملک غازی بگلگشت اندر انها    چو گلگشت صبا در بوستانها
گل ار چه بوی بی اندازه می داد    وی از خلقش نسیمی تازه می داد
چو کرد از خواب چشم دور بین باز    کند تا خواب خود را گفتن آغاز
در آمد بخت بیدارش به تعبیر    بدو گفت ای به بیداری جهانگیر
تو در خواب انکه گلشن دیدی و باغ    حریم ملک تست و نیست این لاغ
درخت نیم رسته هر یک ازوی    خبر می گوید از کارت پیاپی
که از دولت عملها نیم کار است    نه بر شاخ ترت هنگام بار است

گل ار چه صد هزارانت نهفته است — هنوزت یک گل از صد نا شگفته است
هم اکنون در رسد هنگام بارت — شود پر میوه و گل نو بهارت
درخت قدر تو ز اقبال والا — رود با شاخها از سدره بالا
بر دولت خوری در کام خود زود — بگیر این فال و خواهد هم چنین بود

## بجنگ آوردن غازی ملک پس ملک را دادن
## هرانچه از مولتان بهر حسن می رفت اسپ و زر

بباید مرد را بازوے شمشیر — که بستاند به نیرو غارت از شیر
زبردست آں بود کز قوت سست * — بکالاے زبردستاں زند دست
خسے † روبد ز راه آبے که کند است — درختاں را برد سیلے که تند است
سگے بز غالۀ را شد زبوں گیر — پلنگ آں هر دو یکجا کرد نخچیر
کرا زهره که بے آسیب و آزار — ستاند گنج ز اژدر مهره از مار
چو از تازک رسد چابک بغارت — ز چابک غارت از تازک عبارت
ز ترک افتد صف هندو بتاراج — نیارد حمله سوے باشه دراج
چو از طاؤس و بط شاهیں کند مال ‡ — که باشد ماکیاں کاید بد نبال
کم از زاغے مشو در کینه توزی — که از دندان شیراں خورد روزی
خروساں یکدگر محکم ستانند — نه تا آں حد که کیں بر جره رانند
بزے کو سر زدن با گرگ جوید — بران پشمیں همه مویش بموید
متاع قادر از زاری نیاید — فسوں بر اژدها کاری نیاید
بتندی نارد از رستم شتابے — خزینه کے برد ز افراسیابے

* ک : شست بمعنی نشانه - † ن : روید —
‡ ق - ر : بال —

دریں وقت آں تواں گر جوئی از کس
جز از غازی ملک در یابی و بس

درین کار از وے و زاں کار رانی
بگویم ماجرائے تا بدانی

چو او را عزم شد در کینه خواهی
که جوید کین جوهر هائے شاهی

پیاپے در طریق کار ی بود
بپاس کار خود بیداری می بود

خبر بر می رسید از شیب و بالا
نهاده دل بفضل حق تعالی

رسیدش ناگه آگاهی دراں حال
که کار فتح میموں گرددش فال

خبر گفتند کاینک می رسد تیز
متاع بس گراں بار و سبک خیز

ز ملتاں می رود اسپ و خزاین
سوے خسرو که شد میر مداین

تگاور هر یکے چوں باد شب گیر
همه تیزی تیز آهنگ چوں تیر

خزینه نیز مال عرصهٔ سند
نه کمتر ز انچه باشد غیرهٔ هند

زغیب این سو فتوحے دارد آهنگ
اگر غازی ملک در وے زند چنگ

حشم را باشد از وے خرج و دخلے
که مرغاں را رسید آماده نخلے

ملک فرمود تازاں سو شتابند
خدا آوردهٔ را باز یابند

دویدند آں طرف فرماں پذیراں
فرس غارت کناں و گنج گیراں

رسیدند و گرفتند آں زر و مال
هماں گیتی نوردان زمیں مال

فتوحے آمده با آمد کار
رسانیدند در پیش سپه دار

ملک فال مبارک داشت آں را
فتوح اولیں فتح جهاں را

اشارت کرد کاں گنج خدا داد
دهندش تا شود خلق خدا شاد

عملداراں بکار زر نشستند
در استغراق لشکر در نشستند

بفرماں می رسید آں مایهٔ کار
بهر کس تا شود پیرایهٔ کار

قوی دل شد حشم زاں بخشش پر
چو محتاج از مراد و مفلس از در

همه کس محل کالای گران کرد / هوس کرد آنچه در شهری توان کرد
یکی مرکب خرید از بهر پرخاش / یکی شیرین پرستاری شکرپاش
یکی شد کار خیری را طلبکار / یکی بنیاد خیری کرد برکار
یکی بگشاد نقدی بهر عقدی / یکی در عقد پنهان بست نقدی
یکی داد آرزوی دل بخویشان / یکی دریافت دلهای پریشان
همه دیوارها پر از روح و رونق / سدیر دودمین گشت و خورنق
بلی زینسان ست گیتی را نمودار / که از زر هم چو زر گردد همه کار
در آمد هر کجا سامان در آرد / هزاران کار بی سامان بر آرد
بعینه از کیسهٔ پر خوب حالیست / نباشد کاسه پر چون کیسه خالیست
ولی گر کار خود گردان توان یافت / ز اقبال جوان مردان توان یافت
چو از مهتر بود کهتر نوازی / رسد ما ز غرض بی چاره سازی
ز باران چون رسد بی جستجو آب / نباشد کشت را حاجت بدولاب
کسی دارد ز مردان سرخیٔ چهر / که بستاند بکین و بخشد از مهر
زند چون برق بر زور آوران تیغ / بود بر مفلسان بارنده چون میغ
بلند است ابر و آبی نیز دارد / که از دریا کشد بر سبزه بارد
مبر نام کسی کز همت پست / نه بتواند ستد نه داد از دست
خداوندی کسی را در خور آید / که بر خلق از خداوندی بر آید
خداوندی جز احسان و کرم نیست / و گرنه کس ز کس در پایه کم نیست
چو از کس زیردستی بهره‌مند است / دل اهل دولت و بخت بلند است
سپهر آن را که خواهد کرد سرور / کند چاکر نواز و بنده پرور
ولی جوینده هم باید خردمند / که در خدمت شناسد جای پیوند

نجوید هیچ حال از هیچ شیوه | زبید انجیر، گل و از بید میوه
کسی کش باید اندر کار خود نور | نباشد از پناه مکرمان دور
چو مفلس در پناه مهر سنجی است | پناه و مهر اوش آماده گنجی* است
تموز آرد چو تاب از پیش از پس | درخت سایه ور جوید همه کس

## حکایت

یکی در سایهٔ ابر گهر بار | ز بهر سایه می زد ناله هر بار
که وه وه سوختم از تاب خورشید | مرا از سایهٔ با یستی امید
یکی گفتش که چندین سایه بر فرق | چه بهر سایه چندین می کنی زرق
و گر زابرت نه سر سایه نشین است | درخت و رخت و سقف از بهر این است
جوابش داد مرد از دانش و داد | که ای از سایهٔ رحمی دولت شاد
بزیر ابر خورسندی زره نیست | بدان سایه که گاهی هست و گه نیست
نشاید با درختان نیز پستی | که یابی سایه تا زیرش نشستی
علم هم سایه دارد سایه بان هم | که دایم نیست برسر این و آن هم
ز سقف خانه هم سایه توان یافت | و لیکن پرورش نتوان بدان یافت
من از گفتار خود آن سایه خواهم | که ذیل پرورش باشد پناهم
کسی کان دامنش سایه نینداخت | بود بی سایه گر صد سایه بان ساخت
درین عهد آن درخت سایه گستر | غیاث الدین است شاه ابوالمظفر
دعا این است بر سایه نشین فرض | که خلد ذاک ظل الله فی الارض

* ن: رنجی -

## صفت هاے دل غازی ملک و از هر طرف مژده
## چو از دهلی بسویش راند لشکر هاے بحر و بر

بخصم افگندن و رزم آزمودن — دل غازی ملک باید ستودن
نگویم دل که دریائیست در دور — که آں را در نهاید هیچ کس غور
ازو موجے که خیزد غرب تا شرق — هزاراں لشکر اندر وے شود غرق
ازو هر قطرهٔ تیغ است خوں ریز — وز و هر چشمه طوفانے است درخیز
وگر گویم که از پولاد کوهے است — کجا پولاد را زیں ساں شکوهے است
اگر طوفان آتش در رسد گرم — نگردد گاه کیں پولاد او نرم
و لیکن بر فرودستاں نا چیز — تو خواهی موم خوانش خواه ارزیز *
بسے دیدیم شهراں و فا را — نبود ایں دل مگر شهر خدا را
وگر اسفندیار و تهمتن بود — چنیں دل شاں نه پندارم بتن بود
دریں گفت من آں کس کونه داناست — دروغ شعر داند نے دم راست
ثبات آں ز تائیدے که دانم — به برهان خرد کردن توانم
ولے باید خرد کاندر سفیهی است — به برهاں نیست حاجت چوں بدیهی است
چه حاجت شهر را مردانه گفتن — ز رستم در نبرد افسانه گفتن
همیں برهاں نباشد بس که یک مهر — ستیزد با جهانے در زنا گهر
چناں بود ایں که چوں غازی ملک خواست — که تهر خود کند بر گرزوان راست
همی غرید با خود چوں هزبرے — نهاں می داشت رعدے را در ابرے
سرش را سر نبشت حق خبر گوے — که مانده است از تو تا افسر سر موے
قبائے چرخ با بالاش هم راز — که من چرخم قبائے خود مرا ساز

* سیسه

دو پیکر در تقاضا هر زمانش　　که کی گردم کمر گرد میانش
رسانیده بپایش آگهی بخت　　که باید مستعد بود از پی تخت
مهیا خال ملک اندر کف پاش　　که چون مردم شود در دیده‌ها جاش
کمان و تیر را پوشیده می گفت　　که کی گوییم تا بهر ظفر جفت
لب سوفار با زه لاغ می کرد　　برات کرکسان بر زاغ می کرد
توان بازوش می گفت با مشت　　که اختر هفت چرخ از تو یک انگشت
مه اندر صلح خود می گفت با کیش　　که ای قربانت گشته صد چو من پیش
سخن گو ترکشش کاینک مرا هست　　ز صد سهم فتوح آسمان شست
زبان می داد شمشیرش اجل را　　که من یار توام نو کن عمل را
نیام خنجرش را گشته زین فن　　دهن پر آب بهر خون دشمن
غلط کردم نیامش را درین دم　　زبان آمد برون آب دهن هم
سنانش گشته سر تیز از پی حرب　　که دوزم صد چو خسرو خان بیک ضرب
گره‌ها رمح او را شد بر عقد　　هزاران فتحش اندر هر گره نقد
شده گرزش ز بهر کین به تعجیل　　که من بیرون کشم مغز از سر پیل
زره می بافت بهرش روح داود　　که چون داود جالوت افکند زود
سلاحش کو زمین هر سوی می کند　　ز بهر خون خصمش جوی می کند
فلک گون از سم رخشش فشانان　　که گردد بوسه جای ملک رانان
عطارد ظل چترش را بامید　　که نبود مشتری زین پس بخورشید
علمهایش ستاره کین مه پاید　　کند هر کرسئی نه پایه سایه
بدریای فلک در رفته ماهی　　که اژدرها شوم بر گنج شاهی
نهنگ خیل او کاینک زبس دیر　　بچرم گاو بشکافم دل شیر

دمامه زن کژک را راست می‌کرد
ز بهر نغمه شادی خواست می‌کرد

دهل‌ها را هوای در تهی گاه
که کی بانگی زنم بر قلب بدخواه

حشم چو شاه که کی پیش آید آن روز
که گردد این ممالک گیر فیروز

فلک می داد قلبش را اشارت
که جیبم هست پر نقد بشارت

بذات خود وی اندر کار سازی
که فرماید علم را سرفرازی

همه ترتیب کار خویش می کرد
دل خود را حصار خویش می‌کرد

بران می‌شد که پیش آید به یکبار
کند دست ملوک و ملک بیکار

و لیکن منتظر می بود تا کی
بپوشد دشمن و بیا لشکر وی

پیاپی هر طرف می شد خبرها
زمانه می گشاد از فتنه درها

چو خسرو خان شنید آن زورمندی
دل افتادش بدریای نژندی

هوا داران نمودندش که درحال
بباید فتنه را بستن بدنبال

شدش لا بد که بفرستد سپه را
کند کوتاه برآینده ره را

سپاه آراست چون موی سر انبوه
که هر سو از زمین بالا کشد کوه

دلیران و یلان و نام جویان
بخون خود ز هستی دست شویان

امیران و سپه داران اطراف
در اوصاف مصاف افزون اوصاف

سران لشکرش هم تیغ رانان
سر لشکر برادر خان خانان

بهر یک گنج و مال بی کران داد
سبک داد و پیوزای گران داد

فراوان پیل و بسیاری خزانه
همه با خان خانان شد روانه

چو لشکر مستعد گشت و سوارش
گُزین رزم قدر چل هزارش

روان سوی ملک غازی روان کرد
زمین از بار لشکر ناتوان کرد

روان شد سوی آن مقتل مقابل
چو انجم لشکری منزل به منزل

زبس کانسو شتابان راه می کرد / چو وهم تیز ره کوتاه می کرد
چنان تاکرد کهن* کان لشکر انگیخت / سپاهی در سواد سرستی ریخت
درون شهر چون غازی ملک بود / برون در غارت افتاد این سپه زود
بسی رخت مسلمانان شد بتاراج / بسی زردار منعم گشت محتاج
بقلعه سرتبه † محصور پر دل / نگشت از هیبت شیران شتر دل
درے بربست و شد در بند پیکار / گروه قلعه را نگذاشت بیکار
خبر سوی ملک غازی فرستاد / ز پیکان تیر آوازی فرستاد
رسید آن پیک و آنجاها خبر کرد / سر هشیار را هشیار تر کرد
همیشه باد با هشیاریش کار / که از وی بشکند صد شاه هشیار

حدیث عهد و پیمان سران لشکر غازی
که در کام نهنگ اندر روند و دیدهٔ اژدر

چو مرد آید برون از عهدهٔ عهد / بکارش بخت و دولت را بود جهد
نشینند اهل دولت را بسینه / چو می در جام و گوهر در خزینه
نماند چون بنفشه کژ سرانجام / چو سرو راست ز آزادی برد نام
شکوه مرد در عهد درست است / مدان مرد آنکه گاه عهد سست است
ز مردان راستی باید قلم وار / که گردد کار او را عهدهٔ کار
کسی کز راستی هم چون الف نیست / عجب گر نقش کارش مختلف نیست
دلا گر راست خواهی پای ‡ خود را / بهر جا راستی فرمائی خود را
نگر غازی ملک را کز دل آراست / بعهد شاه خود چون راستی خواست
کلید راستی در شد بکارش / میسر گشت فتح کارزارش

* ک : باکر و کیں ؟ † سرسیه = سرسه ؟ ‡ ن : کار -

شنیدم کز علاء الدین مغفور
دلش پیمان و عهدے داشت مستور

که در عهد وے و بعد از زمانش
وفاداری کند در دودمانش

کنون برخوان ز نقش کلک درپاش
که چون بود آن سراندازی به پرخاش

چو او شد زان وفاداری سرافراز
سرش گشت از جفاکاران سرانداز

چنین گفت آنکه بود آگاهیش بیش
که بد غازی ملک در خانهٔ خویش

چو بشنید این سخن کامد بر آن سوے
نه لشکر بلکه دریاے زمین شوے

طرب کرد از نشاط روزی بیش
چو گرگ غالب از بسیارے میش

سپاهش ار چه بود اندک نه بسیار
ولے بسیار اندک بود و پرکار

سواران بیشتر ز اقلیم بالا
نه هندوستانی و هندو والا *

غز و ترک و مغل رومی و روسی
چو باز جره در جنگ خروسی

دگر تازک خراسانی و پاک اصل
نگشته اصل بد با اصل شان وصل

همه مردان رزم و کار کرده
غزاها با ملک بسیار کرده

بسے صف هاے تاتاران شکسته
دل آن جمله خونخواران شکسته

خدنگ افگن یلان چست و چالاک
ز پیلک کرده سد آهنین چاک

گهے چون آسیا گه کرده سوراخ
گهے چون شانه مو را کرده صدشاخ

حلالے خواره چون کشت برافزاے
موافق جوئے چون طبع خردراے

ملک در پیش یک یک را طلب کرد
پس از دل قصه را مهمان لب کرد

که ما را چرخ پیش آورد کارے
که گردش هست دورے چرخ وارے

کرا نیروئے پیل است و دل شیر
که هم بازو شود با ما بشمشیر

نخست از خون خود خورد چو لاله
پس از خون عدو شوید پیاله

* کذا - لالا ؟ بمعنی بنده یا ادنی نوکر -

که خنجر نهد اول سر خویش — کشد پس بر دگر سر خنجر خویش
بلے مردان بهر سازے و سوزے — کسان را پرورند از بهر روزے
بود هر روز عمرت را شمارے — فتد ار بعد عمرے کارزارے
بکارے نایدار یارے دراں روز — بسوزش دل که نبود یار دل سوز
بود تیر از برائے رزم نخچیر — تو بے آں چوبۂ داں چوبۂ تیر
کماں گر بشکند هنگام پیکار — زهے کے یابد از اسب هاے سوفار
اگر شاهین زبوں گردد ز شارک — کلاه گُل مرغ را زیبد بتارک
بیائید آں که دارد کار با ما — شوید از عهد و پیماں یار با ما
شود گر عهدها محکم به سوگند — بکار جاں شویم از جان کمر بند
و گر یارے ندارد میل یاری — که دشوار است کار جاں سپاری
دریں یاری کے دارد کار با من — دل من هست آخر یار با من
بدیں دل کاهنیں سد بست برپاے — کنم گر سد آهن باشد از جاے
مرا یاور بس است وهم ترازو — دو بازوے من و تعویذ بازو
شنیدم بود رستم چیره دستے — که گاه حمله تنها صف شکستے
نه آں رستم ز من درکار بیش است — که هرکس رستمے در عهد خویش است
چو من بر نام یزداں تکیه کردم — یقین است آں که تنها چیره گردم
مراد من چو جز دیں را فرج نیست — من و ایں کار بر غیرے حرج نیست
چو بشنیدند مردان سر افراز — ز مخدوم خود ایں حرف سرانداز
سراسر چوں همه سر باز بودند — بروے خاک سرها باز بودند
پس انگاه از سر سربازی خویش — سر خود خدمتے بردند در پیش
فرو گفتند گاے سرور سراں را — بزیر پاے تو سر سروراں را

همیشه پای سر یار کلاهست
کُله گوشه کشیده سر بماهست

سرے کز دولتِ عمرے کله داشت
ز کارت چون توان اکنون نگه داشت

بسر بازی چو ما را مژده دادی
سر ما در کله ناید ز شادی

نه ما آن سروری آریم پیشت
که نه هم از فدا سرهاے خویشت

چه باشد یک سر ما زیر خنجر
هزاران پاره گردد جمله یک سر

ز هر پاره جدا بر خیزد آواز
که باز از بهر تو گردیم سر باز

کمر بستیم و پیمان نیز بستیم
بران پیمان رگ جان نیز بستیم

که تا جان در تن است و سر بگردن
نخواهیم از درت سر دور کردن

چو ما را سر جدا گشت اندرین کار
تو دانی خواه صلح و خواه پیکار

سپه را چون وثوقت محکمی یافت
ملک را خاطر آن سو بے غمی یافت

بعزم کار محکم کرد بنیاد
که بنیاد بزرگی محکمش باد

## مصاف اول غازی ملک با لشکر دهلی
## بیاد حملهٔ زیر و زبر کردن چنان لشکر

کسے داند که هول معرکه چیست
که چندے در زنا کهر و غازیست

دلیرے کو صف مردان بدید است
نه بازش دیده درخواب آرمیدست

گوے را زیبد اندر زیر توسن
که صف تیغ داند باغ سوسن

رود یک سر چو باد آن جا که یکسو
چو برگ بید بارد، تیغ و خنجر

نیندازد گر آید ببر و یا شیر
چو نیلوفر، سپر، بر آب شمشیر

بسے بینی عروسان قبا پوش
بگشت کوچه هاے شهر پر جوش

چو در هیجا بخشد تیغ بے رنگ
پدید آید که هوشنگ است یا شنگ

یکی کو چند رزمی نازموده است  بروی خصم رو در رو نبوده است
مکن باور ز تیغ گوشه‌گیرش  که موشی در رباید پوستینش
نه شیران را کند کس حمله تعلیم*  نه روبه را گریز و حیله تسلیم
شکوه کوه خیزد مرد † و از مرد  پدید آید بگاه رزم و ناورد
شغرکش نیست از نیروی دل جوش  رود ز اشتر دلی گو گیردش موش
وگر دندان نماید گربهٔ دشت  نیارد شیر مردی گرد او گشت
یلان را نیست حاجت گُرز در مشت  دوان را بس بود ناخن بر انگشت
چو ‡ ترکش بست غر، پهلو کے است آن  شکار شیر باشد در نیستان
نبرد شیر هر جا هست روشن  که نی برگستوان دارد نه جوشن
برون آهن چه پوشی گاه پرخاش  درون سوگاه پر خاش آهنین باش
بآهن رانی آن کو گشت مایل  همش جان آهنین باید همش دل
دلاور کو برزم آهن دل افتاد  به تیغ موم بود حصن پولاد
همه جا دل نشاید آهنین کرد  جز اندر کار کین باید چنین کرد
سوارے را به هیجا دیده در گیر  که کورا § کور دارد دیده بر تیر
بگوش غر که بے تدبیر باشد  نوای دوک بانگ تیر باشد
بنزدیک یلان در جهد محکم  نباشد عقل دور اندیش محرم
دلاور چون خرد را کار فرمود  خرد مندی ندارد در وغا سود
نباشد هم شجاع و هم خرد مند  بجز غازی ملک شیر عدو بند
که هم تیغش جهانگیر است و هم رای  بکین هم تیغ زن هم کار فرمای

* ن : جمله تعظیم - † ق ر : هر دو - ‡ کذا: غر = نا آزموده کار پهلو = پهلوان —
§ کورا کور، بمعنی زود زود —

بحمله هر طرف کاهنگ می کرد ‌ ‌ ‌ جهان برقلب دشمن تنگ می کرد

بهر تیرے که جست از شست منصور ‌ ‌ ‌ ز چرخ آوازهٔ می خاست از دور

ظفر هم گفت چون دید آن دهاده ‌ ‌ ‌ زهے دست و زهے تیر و زهے زه

گریزان قوم کفر و جمع کفران ‌ ‌ ‌ نه اینجاش امن و نے انجاش غفران

پلنگانے که چون آهو دویدند ‌ ‌ ‌ بهر رخنه چو موشان می خزیدند

نهنگ آهنگ و از دورش سواران ‌ ‌ ‌ دوان بیدست و پا مانند ماران

بسا پر دل نهنگ از تیغ کینه ‌ ‌ ‌ که سر در دید چون باخه بسینه

شده پیل از خدنگ غرقه سوفار ‌ ‌ ‌ بسان خار پشت و پشتهٔ خار

ز پیل آویخته هر پیلبانے ‌ ‌ ‌ تن آویزان و بیرون رفته جانے

ز دیگر پیل بانان جهد و تعجیل ‌ ‌ ‌ که در سوراخ مورے در خزد پیل

نمی زد پیل را چندان کسے تیر ‌ ‌ ‌ که گاو آید مگر بهر جهانگیر

که گر دست آزمودے کس برانها ‌ ‌ ‌ فتادے کوه بر کوه از گرانها

ز پیلان گشته شد یک پیل جنگی ‌ ‌ ‌ که بد حمله فراخش گاه تنگی

چو مرتد خانخانان روے برتافت ‌ ‌ ‌ عنان ها هر کسے سوے دگر تافت

ملک فخرالدول بود اندران پے ‌ ‌ ‌ که بر گیرد ازان فوجے گران پے

و لیکن چتر و پیل افتاد بیشش ‌ ‌ ‌ دویدن مصلحت کم بود پیشش

ده و دو پیل و چتر لعل آن خس ‌ ‌ ‌ که ماند از فرق کیوان چرخ اطلس

گرفت و سوے فرمان ده روان کرد ‌ ‌ ‌ زحل را زین خجالت ناتوان کرد

چو برد آن جمله در پیش سپه کش ‌ ‌ ‌ سپه کش گشت ازان فتح گران خوش

بگیتی هر دمش فتح گران باد ‌ ‌ ‌ گرانی از دل او بر کران باد

## حدیث بخشش جان و نوازش از ملک غازی
## مسلمانان دهلی را به لطف بی حد و بی مر

بپرسیدم من از پیروزی بخت — که ای رنگ تو از فیروزه گون سخت *
ملک غازی که فتحش هم عنان بود — خبر گو بعد فیروزی چه سان بود
جوابم داد کاز فیروزمندی — چو شد غازی ملک را سربلندی
ز بعد شکر یزدان شد بران عزم — که آید سوی دهلی از پی رزم
وی آن جانب شد اندر کارسازی — که دیگر پی شود در تیغ بازی
دگر جانب مسلمانان دهلی — که بشکستند پیا خانان دهلی
جز آن بعضی که هنگام زنا گیر — شدند اندر وغا سهمان تقدیر
گنه شان شست تیغ کین بخوبی — وقال السیف محاء الذنوب
دگر بعضی ز رمح و تیر جسته — همی آورد هر کس دست بسته
دگر بعضی ز هیبت گشته مسکین — نه در تن زور و نی در سینه تسکین
بدرگاه ملک در می رسیدند — ز عفو و حشم او بر † می رسیدند
به خجلت پیش می رفتند غمناک — همی سودند روی عجز بر خاک
سواران ملک غازی ستاده — نظر بر لشکر دهلی نهاده
زبانها شان چو نوک نیزه در طعن — گهی دشنام گفتندی و گهی لعن
یکی گفت این همه کفران سگالند — کسان در قتل ایشان بی وبالند
دگر می گفت کاخر اهل دین اند — نشاید گفت بد گرچه چنین اند
دگر گفت ای نمک خواران بد عهد — چرا کم بود در حق نمک جهد
دگر از طنز گفت اینان چه کردند — نمک در دیگ رفت اینها چه خوردند

* ق ر: تخت - † ق ر: تر -

دگر می گفت کاه کار زارے ... نیاید ز اهل دهای هیچ کارے
دگر می گفت هست آن منصب بخت ... کسے با آن نکرد است کوشش سخت
دگر گفت ار نباشد پے به پے جنگ ... دلاور کے شود سرد کم آهنگ
همی گفت این چنین از پیش وازپس ... سخن زانسان که باشد رسم هرکس
ملک بر کرسیٔ دولت نشسته ... سران در پیش دستی دست بسته
همی آورد هر کس حاصل خویش ... بخاصان می سپردے واصل خویش
اسیر و اسپ و مال و رخت و کالا ... زر و سیم و در و لولوے لالا
خزاین می رسید اشتر بر اشتر ... قطار اندر قطار از گنجها پر
گران گنجے چو دریا بے کرانه ... که مالا مال شد دشت از خزانه
صفے پیلان جنگی وا گزیده ... ز ماران اژدر ایشان گزیده
گرفت احرام خدمت گوئی از دور ... صفا و بو قبیس و مروه وطور
بسے صندوق ها پر تنکه و زر ... که بکشائی اگر صندوق زا سر
دو منزل از عقد آن نقد طرب ناک ... پر زرین دمد هر بیضه خاک
قباء چرخ زر بفت و مرصع ... ستام و زین زرین و ملمع
کلاه یکتا بسے مدقوق مسلول ... بپوشش صحت ده ماهه معلول
گهر هاے که گوهر هاش از امید ... بنور چشم خود پرورد خورشید
طرایف کاید از فرمان گزاران ... ز بهر تاج و تخت تاجداران
همه چندین متاع پادشاهی ... که بود آثارے از فضل الهی
خدا داد آن خدا وند غزا را ... که در خور بد غزاهاش این جزا را
چنین باشد فتوح آسمانی ... کت از جاے رسد کان را ندانی
کسے کش ز آسمان یک در کشادند ... ز هر سو صد در دیگر کشادند

سپاه منهزم چون از کم و بیش — شکسته بسته حاضر گشت در پیش
ملک زان جا که رسم مهربانی است — بر آئین بزرگان کاردانی است
بر آن قومی که بود افتاده در زیر — چو خورشید قیامت تاب شمشیر
بفرق خاص و عام و مهتر و خرد — بسان ابر رحمت سایه گسترد
غم هر خسته * تا افسوس می خورد — ز بهر کشتگان افسوس می خورد
کسی کو داشت رسم نیزه و تیر — بغم خوردن نمی کردند تقصیر
همی هر خسته کش بود جانی — همی شد دم بدم مرهم رسانی
ملک هر باز از وی یاد می کرد — به پرسش جان او را شاد می کرد
اگرچش جار عذان تا بنده می گشت — بدان پرسیدن از سر زنده می گشت
† بلی آن کش کرم پرسش نماید — بدان حد کی رسد کش پرسش آید
ملک گوئی که روح الله بد و بس — که دم می داد و می شد زنده هر کس
سران را خود بسر تیمار می داشت — دواها بر تن افگار می داشت
ملک والا تمر کز اول جنگ — به پیش آهنگ لشکر داشت آهنگ
بحمله ‡ زخم کاری خورد چندان — که بی خود یافتندش روز میدان
بدان بودند بدخشان نا ورد — کش از هستی کنند آندم زمان فرد
بحجت سر زنندش هم چو حجاج — برند اسپ و سلاحش را بتاراج
تمرشان گفت حاجت نیست تعجیل — کشنده گشتنی گیرند بی قیل
ولی باید مرا پیش ملک برد — که من مرد بزرگم نیستم خرد
گر او خواهد ازان خویش کردن — شما را بار خون نبود بگردن
بدین گفتش سر اندازان اقبال — روان پیش ملک بردند در حال

* کذا - قافیہ درست نہیں - غالباً کتابت کی غلطی ھے - † کذا - ؟ ‡ ن: بہ جملہ -

چو دیدش در چنان حالے سپهدار     درونش زان جراحت ها شد افگار
رهانیدش ز خنجر هاے خونی     خریدش باز ازان جاے زبونی
درون بارگاه خویشش آورد     بسے نزل و نوازش پیشش آورد
بعزت کرد افسون تکیه گاهش     فرو پوشید دامن بر گناهش
بدست خود جراحت هاش می بست     دواها بهر راحت هاش می بست*
بتکیه پیش خویشش داشت معذور     دمے از تکیه گاه او نشد دور
دلش داد و بجان بخشیش جان داد     ازین به بخششے خود چون توان داد
بریشان دیگران را نیز بسیار     نوازش کرد بیش از قدر و مقدار
چو هر مجروح را مرهم رسانید     دواے جان هر درهم رسانید
سپه را داد انعام و مواجب     به بخشش واجبی افزون ز واجب
چو بیش از واجب آمد بذل کارش     ز واجب بیش بخشد کردگارش

پس از فتح نخستین جنبش غازی ملک از جا
ز بهر قلع گبران نے بنائے مسند و افسر

چو شد یک فتح یار شاه غازی     شدش فتح دگر در چاره سازی
ظفر گفتش که اے شاهنشه نو     منم همراهت اینک هان روان شو
بدین مژده روان شد صاحب بخت     که بستاند ز بدخواه افسر و تخت
سپاهے در منه و چهره و سخت     سرے فیروز مند و صاحب تخت
میان کوکبه با قوت دل     روان شد همچو مه منزل به منزل
عملداران عیشش محرم راے     رقیبان سپهرش مسند آراے

* ن : خست -

مسیحش در دعای زندگانی     خضر هم رهنمای کامرانی
فرشته کز خلافش بیغمی آزاد     خلافت را بذاتش مژده می داد
قضا می بست بهر مایهٔ نو     سریر ملک را پیرایه نو
قدر می کرد در دهر ملمع     قبای چرخ را زانجم مرصع
زمانه زین طرب در ناز می شد     در دولت ز هر سو باز می شد
به همت عقل کل می خواست آنجای     که شاگردی کند در پیش آن رای
فلک می کردش از عون الهی     مبارکباد تخت پادشاهی
ثوابت هم دران کوشش که گویند     ثبات دولتش را مژده جویند
همی کرد اختر از عقد ثریا     نثار تخت سلطانی مهیا
زحل خود لاف مولائی همی زد     دم از اقبال لالائی همی زد
همان برجیس بر امید تشریف     بدانش خطبهٔ می کرد تصنیف
رهش مریخ نیز از خانه می دید     بفتح او حمل را شانه می دید
همی گفت آسمان را آفتابش     که سکّه می شوم بهر خطابش
بشادی زهره در ساز خوش آواز     همی کرد از بریشم قول نو ساز
عطارد شغل انشا خواست می کرد     بدان امید طغرا راست می کرد
مهی کانگشتری نقش نیم کار است     بخنصر یار گشتن می نیارست
هوس می پخت اکلیل فلک هم     که افسر من شوم بر فرق این جم
ظلال چتر هم در چرخ رو داشت     که ظل نور یزدان آرزو داشت
همی دیدند تاج و تخت جمشید     جهان شاه نو در خواب امید
بدین آثار اقبال جهانگیر     همی آمد ز تخت راست تدبیر
بهر سوی ده و معموره معمور     زن و مرد ایمن و مستور مستور

نه بیم اندر دلے ز آسیب خنجر | نه کس را غارتے ز انبوه لشکر
نه بیکاری کشید از ده سوارے | نه کس کاهے ربود از کشت زارے
خسے را گر ربود از خر منے مرد | شد از هیبت رخش چوں کهربا زرد
همه کالا بقیمت می خریدند | بریں ساں ره به تهزی می بریدند
ز پالم تا به هانسی و مدینه | چو آهوے حرم میش و نرینه
بصحراها ستور و گوسفنداں | ز قصب آزاد و غاصب بسته دنداں
ستور یک لک آں غله جویاں | پر از غله همی رفتند پویاں
ملک را کار دارانے که بودند | بشش لک تنکه حاصل وا نمودند
ملک گفتا که گرشش صدلک است ایں | نگیریم چوں حرام و درشک است ایں
علی حیدر هم از بهر خدا را | بسوے حق نمود ایں ماجرا را
بنامیزد زهے عدل و زهے داد | که یارب شاه عادل جاوداں باد
وزاں جانب چو مرته خاں خاناں | عناں بر تافت از مطلق عناناں
جهانے قلب چوں دریا و چوں میغ | فرو شد درمیان قطرهٔ تیغ
هماں صوفی که خود راصف شکن خواند | صف غازی ملک را دید و در ماند
دگر خاناں لشکر دار و سرکش | که بدٔ صف هاے شاں چوں کوه آتش
ملک غازی که زد یک قطرهٔ آب | بمرد آں کوه آتش را تف و تاب
چناں برباد رفت آں جیش منقوش | که از باد قیامت عهن منفوش
فتاد آوازه کز اندک سپاهی | بزد غازی ملک بر قلب شاهی
بهک جنبش که آں پرخاش گر کرد | سران ملک را زیر و زبر کرد
بگیتی گشت بلغا کی پدیدار | که مردم در زمیں در رفت چوں مار
زهر سو رهزن آمد در شر و شور | بهر راهے رونده شد کر و کور

به هر جا فتنه های خفته برخاست | بلاد دیوانه بیم آشفته برخاست
ره افتادن گرفت از هر کران ها | بماند از راه رفتن کاربان ها
درون شهر هم هوی در افتاد | بهر یک خانه هوی دیگر افتاد
پدهلی لشکری کافزون ز حد بود | ز هر خانه سواری نام زد بود
چو بشکست این سپاه از موج پر زور | چو دریا شهر دهلی گشت پرشور
چو زان چابک سواران سر انداز | نهاد بعضی اندر شهر خود باز
همان آوازهٔ لشکر شکستن | دل خلقی فکند اندر شکستن
اگرچه از تیغ و تیر زور مندان | مسلمان را نبود آزار چندان
ولی چون دور ماند ارجمندی | بود در خانه دلها را گزندی
خصوصاً بشکند چون لشکری پر | بهر کو صد در افتد در تحیر
عزیز خویش هر کس یاد می کرد | ز دوری دمبدم فریاد می کرد
یکی در فرقت فرزند نالان | یکی بهر برادر دست مالان
پدر بهر جگر گوشه بتاپاک | دل مادر ز سودای پسر چاک
بشهر آمد پریشان خان و سالار | ز خجلت بازوی پیکار بیکار
چو بادی کو وزد وز خس نه بیند | چو آبی کآید و واپس نه بیند
سران تیز رو بر پشت تیزی | چو تیر تیز رو در تیز خیزی
به تیزی هم چو پیکان می رسیدند | بشرم از پشت، پیکان می کشیدند
رسیدند الغرض چون بر عرض* تیر | بسوی میر بد کیشان غرض گیر
حسن† چون دید چندان تیر بی زور | که باز آمد عرض را کرده بی هور
ازان سهم آمدش در دل خراشی | کشید آهی ز دل چون دور باشی

* ق ر: عرض = شمار - جائزه - † کذا مشکوک - هور = نصیب -

دلش بشکست و جانش نیز بشکست — توان در استخوانش نیز بشکست
قرار اندر دل بی تاب می جست — ز سوز* سینه دم دم آب می جست
چو پسته در لب خشکش زبان خشک — دهانش خشک لب خشک و زبان خشک
ازان حیرت که جانش داشت تابی — نمی آمد به بادامش هم آبی
زبان می خواست تر کردن بگفتار — نبود آب دهانش با زبان یار
پس از دیری که خود را یافت با خویش — سران ملهزم را خواند در پیش
بحیرت گفت چندین لشکری پر — که صورت کرده نتوان در تصور
پری بر زمین و ز آسمان کم — که شد زیرش زمین چون آسمان خم
ملوک کشور و پهل صف آرای — مهان رزم ساز از تیغ و از رای
کرا هر دل فتد زین سان زنا گیر — که چندین میر میرفتد از یکی میر
خدنگ انداز چندین با زه ها زه — ز یک تیر اوفتد اندر دها ده
چه شدکاین تهرما در خوردهٔ نیست — صف دهلی است آخر خردهٔ نیست
نجم از سینه، گر هست بد روز — زخود رنجم که بختم نیست فیروز
بدی گر خاتم ملکم سزاوار — شدی در جنگها فیروزیم یار
مرا چون نیست این فیروز در مشت — چه سودست از کرم چون خاتم انگشت†
چو خاتم را ز من آن مرد غازی — به نیرو می ستاند، بی نبازی
من از خاتم شوم زین سان که حالست — رسم در خنصر آن جم محالست
کرم روزی بدی فیروزی بخت — شدی پایم برین فیروز گون تخت
چو فیروزی بران سو رایت آراست — کبودی بالضرورت خیل ماراست
علم های‡ سیاه و لعل این شهر — ز خدنگ بد دلم شد فیلگون بهر

* ن : تف - † ک : چه سوداست ار کنم خاتم در انگشت ؟ - ‡ ن : علم های -

چنیں مصرے که کردن شایدش مهل ‌ ‌ ‌ ز فرعونے چو من زد جامهٔ نیل
چوں ایں رنگ آمد از چرخ کبودم ‌ ‌ ‌ ز رنگ خود چه رنگ آرد وجودم
همه ز نگار تیغ از چرخ شد دور ‌ ‌ ‌ ستد ز نگار چرخ از تیغ من نور
ز ایں خجلت مرا از تیغ خویش است ‌ ‌ ‌ که از تهر سپهر سست کیش است
زهے خجلت که در عهدم بما ورد ‌ ‌ ‌ سوار لشکرے زن شد یکے مرد
مگر رستم ز دُل ناگه بر آمد ‌ ‌ ‌ مگر بیژن ز قعر چه بر آمد
مگر کیخسرو آمد بیروں از غار ‌ ‌ ‌ مگر ضحاک جست از حلقهٔ مار
مگر پولاد وند معجز است ایں ‌ ‌ ‌ مگر روئیں تن و روئین دژاست ایں
مگر شه حیدر کرار زنده ‌ ‌ ‌ که از وے شد وغا را کار زنده
مگر بو مسلم مرو از زمین خاست ‌ ‌ ‌ ملک خاقان ملک زاد از کمین خواست
اگرچه او هست مارا دشمنی سخت ‌ ‌ ‌ هم انصافش دهم زاں زور وزاں بخت
بود گر جان من ایمن ز تاراج ‌ ‌ ‌ خودش بد همه هم اورنگ هم تاج
ز تخت و تاج بے پیوند گردیم ‌ ‌ ‌ بکنجے از جهاں خرسند گردیم
ولے رسمے است کاں کو افسر آراست ‌ ‌ ‌ ز بهر خنجرش باید سر آراست
چو سایه کرد بر سر چتر چوں میغ ‌ ‌ ‌ سر ایمن کے بود از سایهٔ تیغ
چو شیر از دم علم بر سر بر افراخت ‌ ‌ ‌ سر خود بایدش در پاے دم ساخت *
ز شاهاں خسپد ایمن هر کس و بس ‌ ‌ ‌ ولے شاهاں نه خسپند ایمن از کس
کنوں چوں نیست از دشمن رهائی ‌ ‌ ‌ بباید کرد کار پادشاهی
همیں را باید ایں کار گراں کرد ‌ ‌ ‌ که مارا زیں بلاها بر کراں کرد
ازیں گفتار خسرو خاں بپاسخ ‌ ‌ ‌ چو شد غازی ملک را فال فرخ

* ن : باخت -

فلک گفت از پئے عالم نوازی | که شد غازی ملک سلطان غازی
ز چرخ انجم سریر آرائے او باد | سریر چرخ زیر پائے او باد

## سخن در رائے بد رایان و یاران* بد خسرو
## که آن گمراه را بردند † سوئے گمرهی رهبر

بجائے رائے دانا را بود نور | که نبود سایهٔ شمشیر ازو دور
چو رائے از تیغ بازوے ندارد | گرانی در ترازوے ندارد
هزیمت گشتگان را رائے و تدبیر | بود بعد از خلل برگردن تیر
گریزنده که نبود دل بجایش | چگونه دل بجائے آید ز رایش
بپائے لنگ مرکب کردن چوب | پس آوردن سوئے زور آوران کوب
نباشد هیچ صیاد هنر دام | نهنگ پخته را از رشتهٔ خام
غرض القصه خسرو خان بد روز | زبوں شد چوں ز کشور گیر فیروز
بسے نالش ز بخت خویشتن کرد | دمے باهمدمان ترک سخن کرد
پس انگه پیش خواند اهل خرد را | ز خاطر ریخت بیروں نیک و بد را
طریق مصلحت را ساز پرسید | صواب از رائے هر یک باز پرسید
سران ملک هیبت خوردهٔ رزم | شدندش رهنموں در صلح و در حزم
یکے گفتا که حد بستن صواب است | که پل محکم به از تیزی در آب است
همی گفت آن دگر کس نیز کارے | بباید کرد با اندیشه بارے ‡
فرستیم آن طرف دانندهٔ چند | نمودار غرض را نکته پیوند
که در آرائش هنجار کوشند | دو سوئے اندر صلاح کار کوشند

* ن : ایان - † ق : بودند - ‡ ن : کارے -

گر آن سرکش در آرد سر درین کار | که از راه رضا با ما شود یار
جهانسی هرچه زان سو عرصه داریم | همه در عهدهٔ کارش سپاریم
شویم آسوده دل زین کارسازی | هم از شمشیر کافو هم ز غازی
شویم ایمن بدین تدبیر و تمییز | ازان کافر کهن و زان کافران نیز
دگر گفت از سر رعنائی خویش | که چندی اقرار بر رسوائی خویش
چو مارا عجز حال ما زبون کرد | سلیم * مرده را نتوان فسون کرد
چو کار افتاد و کار افتاده گشتیم | بسیل تند بار افتاده گشتیم
چه جوئیم از کسی در کار یاری | که برما می زند شمشیر کاری
کسی کو زد بناوک لشکر خویش | جهانی را بزور یکسر خویش
جهانی لشکرش چون گشت همدست | بهنجار و فسون زو چون توان رست
نشاند اقبال و بخت با فرافش | خیال پادشاهی در دماغش
نیاید تا سرش در سایهٔ چتر | کجا سر تابد از سرمایهٔ چتر
بلندی می رسد انگه شتابان | چو سیل تند کوه اندر بیابان
بافسونی که خواند مرد دم ساز | چنین تند اژدهای کی رود باز
بود حیلت زبونان را زبون گیر | ز برگ گل نسازند اسپر تیر
بگشت سبز چون بدخو شود پیل | بمنعش گشت بان را چیست تاویل
چو باد تند رو در جنبد از دور | چراغ از زیر مقنع کی دهد نور
چو باران از هوا ناوک روان کرد | بدرع کاغذین چون رو توان کرد
حریفی گر بود با چیرگی جفت | بزور چیرگی باید سخن گفت
بشطرنج ار یکی بازی فره کرد | فرو تر گردد ار ترسان شود مرد

* مارگزیده۔

چو کار افتد که باید نقد جاں باخت — مقامر وار باید خان و ماں باخت
همان پر دل که زیں سر می رسد تیز — نخست از هستئی خود شد سبک خیز
نه بر جاں لرزه کرد و نے بر اسباب — دژ اندر گل فگند و دیزه * بر آب
نه تنها کرد چوں شیراں میاں چست — ز تن شمشیر و تیرش لاجرم رست
چو او برداشت تیغ لا اُبالے — خدا از غیب فتحش داد حالے
کنوں ما را هم از دروازهٔ غیب — بباید خواست نقد فتح در جیب
پس ادهم را صبا کردن بداں سوے — شدن صد روده همچوں گل بیک روے
چو تو بر مسند شاهاں نشستی — کمر هم بر میاں شاهانه بستی
علم بیروں کش و زاینجا بروں آے — ز دست خوابگه در دشت خوں آے
گره بکشا گرت در سینه عقدیست — فرو ریز آنچه در گنجینه نقدیست
چناں زن بر سپه موجے ز پرتاب — که مستغرق شود بل غرق سیراب
زرے را کآفتاب عالم افروز — بچشم مهر پرورد از سر سوز
شهاں را گرچه گنج افروز باشد — و لیکن از پئے ایں روز باشد
نگاه کار چوں ناید بکارے — چرا سنگیے نگه دارند بارے
بده گنجے که بے † انفختهٔ تست — دگر گاں جست و اکنوں یختهٔ تست
چو شد بازوے لشکر آهن از زر — برآورد آهن از بازوے لشکر
گرت فتح الهی یار باشد — فتوحت زیں نمط بسیار باشد
وگر برعکس گشت آئینهٔ کار — بدیگر آئینه رفت ایں نمودار
تو برے داده باشی هر چه زاں کام — چو آئینه بماند روشنت نام
یکے بود ایں و دیگر آں که بارے — بماند ‡ خصم را آئینه دارے

* ق ر: دیده - دیزه = حصار - † انفخت = سرمایه - ‡ ق ر: نه ماند -

که هست آئینه زر کاز پیش و از پس    رود چون آئینه بر دست هر کس
کسی کائینهٔ در سینه دارد    سوی زر پشت چون آئینه دارد
همه آئینه کش گیرند در مشت    بسوی در ازین رو می کند پشت
زر ار آئینها را به نمودی    نه سوی پشت سوی روی بودی
هم اندر آئینه ز انصاف بنگر    صفا سوی دگر زر سوی دیگر
هر آن آبی که خواهی دست ازو شست    بزودی دست شو تا بر کف تست *
چو آبست آن که سهمت بر کف آید    که بنماید ولی بر کف نپاید
حسن را کامد این گفتار در گوش    شدش خون در دل افکار در جوش
رخ از داروی تلخ او چه ترش کرد    ولی چون دید سود خود فرو خورد
بناموسی که دادندش کسان دل    شدش در مصلحت یاری رسان دل
علم فرمود بر انجم کشیدن    مراتب ز اختر پنجم کشیدن
درون سوش او چه پالان بر شتر بود    نمودار دل از بیرونش پر بود
بسان حقهٔ سیماب در طرز    برون سخت و درون سو لرز بر لرز
چو کیش تیر بود از بخت سنگین    درون صد سهم و بیرون چرم رنگین
چو ماهی بود نفس از بهر کارش    برون جوشن درون سو خار خارش
خود او در دهلی و جان در دوا دو    تنش در شهر و جان در دهارو ماندو
گریزش بین چه سان باشد ز دشمن    که صد فرسنگ جان بگریزد از تن
چنین تیرسی کسی را کی بود کی    که او از جان رمد جان وی از وی
برون آمد برسم تاجداران    جهانی پر شد از چابک سواران
صف آرایان بگردش صف شکن هم    فراوان پیل جنگی پیل تن هم

* ن : دست -

ز پیلاں در خرامش چند در چند صد البرز گراں بل پانصد الوند
همه چوں دیو لیکن دیو با جنگ* همه چوں کوه لیکن کوه بے سنگ
برادر خانخاناں مرتد شوم سواں زاغ چهراں چوں یکے بوم
بگردش هندواں پر ز تلبیس چو عفریتان هائل گرد ابلیس
مسلمانان که خدمتگار هندو بساں سایه گشته یار هندو
چناں آمیخته با آں سیاهاں که خیرات مسلماں با گناهاں
ز هندو و مسلماں لشکرے پر که زاں شد گبر و مومن در تحیر
خرامش گر شد از دارالخلافت نماند هی پهر جنبیدن مسافت
بر آمد پیش حوض خاص دهلیز سرا پرده بر آمد هر طرف تیز
ز تشویش ملک غازی که ناگاه رسد با سهل و اندک فوجے از راه
سپاهی کو نگنجد بیست فرسنگ با نبوهے فرود آمد چناں تنگ
که اندر خیمهاے غنچه کردار صبا را جاے جنبش بود دشوار
صفے † کز اژدهاے شد گزیده بلورے مار پیچے بد خزیده
لوی ‡ کردند ناهموار در پیش که باد از وے سو آید در تگ خویش
پس پشتش النگ $ گل کشیده سپه را در درونش دل کشیده
دروں سوے النگش حوض روشن ز هر بادے هوی پوشید جوشن
سپه گوئے گرفت از حوض تعلیم که پیش از جنگ جوشن داشت از بیم
اگرچه حوض دورے مختصر داشت همے لشکر دراں حوض آب وخور داشت
بگرسی می رسید آوازه هر روز که انگه می رسد آں مرد کیں توز

*ک : پاجنگ = کفش - † ( کذا ) ‡مشکوک'- لور = گڑھا یا بل ] -

$ النگ ( بفتحتین ) = دیوار مور چال ] -

گذشت از سرستی و آمد بهانسی  ||  از و یک ذات و از دیگر شهان سی
بدهای هر چه او نزدیک می شد  ||  جهان بر هندوان تاریک می شد
چو خورشیدے که بارد بر جهان نور  ||  بود بر شب پرک تاریک و دیجور

### خزینه دادن و تاراج بیت‌المال از خسرو
### بران گنجے که جمع از باختر کردند و از خاور

بقدرت به زر و گوهر فشاندن  ||  که نبود سینه لرزان در فشاندن
ز بهر دشمنان بخشودن مال  ||  کند نام بزرگی را فرو مال
نه آن کس کو فشاند نام گیرد  ||  نه آن کس کو برد منت پذیرد
چو گل کاز شاخ زر در غنچه بندد  ||  چو زر بر بست هم بر وے بخندد
چو زاغے کو خورد مهره بمنقار  ||  ز بن بر شاخ بیرون افگند پار
چنین نا داده به گنج گران قدر  ||  که هم بدره شود نقصان وهم بدر
غرض القصه تا منصور و ناصر  ||  چو بیرون شد ز قصر از بخت قاصر
جهان را بین چه سودا بر سر آمد  ||  که در شهر خدا غوغا بر آمد
دل افگنده* که خونها کوش می کرد  ||  بسنگ انداز باده می خورد
دلش زین کوچه بے دینی روا داشت  ||  که سنگ انداز در شهر خدا داشت
ز بیم آن که زر تاراج گردد  ||  سر با تاج هم بے تاج گردد
اشارت کرد گنجے زر کشادن  ||  مراد عالمے را در کشادن
برون زد کوه هاے نقره و زر  ||  ز زر و نقره، گوئی فزون تر
ز اندازه فزون می برد هر کس  ||  چو بادے کو برد خاشاک یا خس

* کذا - نامفهوم - دوسرے مصرعے میں تیسرا لفظ اُڑ گیا هے مولوی رشید احمد مرحوم نے " گوئی " قیاس کیا هے -

ازاں زر هاے چوں انگشت سوزاں — چراغ کام هر کس شد فروزاں
ز زر والا شده هندوے هر کس — چو دودے کو بر آرد سر ز آتش
ز مال بے کراں گبران زر سنج — چو ماران سیه غلطیده بر گنج
شده از سکهٔ زر بدره حامل — بیک بدره هزاراں بدر کامل
ز چرم خام دینار ری و بلخ — بروں می ریخت صد کاں مه زیک سلخ
بقدر واجب خود هر سوارے — بواصل داشت ده پوے شمارے
به بعضے فوج می دادند گنجے — به بعضے کان زر بے هیچ رنجے
کسے ده قرص زر پخته ناں برد — کسے از فقرهٔ کان، صحن و خواں برد
کسے * را چند زر کلها بکف کرد — کسے از تنکهٔ بدمه علف کرد
کسے از مهر کهنه وجه نو یافت — کسے نو سکه سهم زود رو یافت
بآئینے که ناید در عبارت — همی شد مال بیت المال غارت
بخانان و ملوک و کار داراں — ز دریا موج بد بے سهل باراں
مقامے کز خزانه بود هر یک — کرور تنکهٔ زر بود نے لک
رسید آں گنج هاے پر بتاراج — که گر توده زنند از بهر محتاج
نه شاهین ترازو منجدش باز — نه پر بالا کند شاهینش پرواز
بخواری روے شد نقره بهر روے — رواں شد جوے زر در پوش زر جوے
ز بزمی † بسکه هندو سهر خور شد — همه تهال برنجش تهال زر شد
مسلماں زر اگرچه بے کراں برد — کهینه هندوے دو چند آں برد
اگرچه بودن زر بے کراں بود — ولیکن بیم آهن هم گراں بود

* مشکوک، بدمه = بهره ] ؟ † فرهنگ جهانگیری میں یه لفظ سیری درج هے اور یهی صحیح هے -

همیشه دم بدم آوازه در شهر — که اینک دهره * زن شد صفدر دهر
گذشت از هانسی آمد در مدینه — فمکن عونه دین المدینه
ازاں آیند دیں مقدار نو یافت — مدینه چهدر کراز نو یافت
چو در رهتک سه پاید کرد رایت — ولی عهد نبی شد در ولایت
چو در منڈوتی آمد پیش منصور — بدهلی شد دمیده نفخهٔ صور
چو زنده فاں فرامش کرد برخواں — و فرا لمرء من امة و اخوان
چو گرد آں سپه پر شد بپالم — بچشم هندواں شد تیره عالم
چو نور افگند بر کوه کسنبور — شد آں سنگ از صفا رخشنده چوں طور
علم کز حوض سلطاں عکس بنمود — مناره حله بست از ظل ممدود
چو میلے چند ازاں نزدیک تر شد — سپاه هندواں زیر و زبر شد
ازاں جا سوے آب حوض ره جست — ز تیغ آلایش یک رزم زاں شست
پر از دهلوز و خرگه شد سراسر — همه صحرائے لهراوت ز لشکر
پس پشت آب جون و پیش دهلی — کجا یارد ستادن جمش دهلی
ز رود جون همی آمد ندائے — ظفر با خوش دلی می کوفت پائے
ملک فخرالدول بر روئے لشکر — چو شهراں برتنش هر موے لشکر
جوانی هم چو بخت خویش بیدار — ربوده خواب بیداراں بیک بار
بگاه تیغ هر زخمش بلاے — هر انگشتے بدستش اژدهائے
بهوں* هر پیکش چوں بهل کشتی — که گردد فرقه در گبر کنشتے
بهر سوئے بعنفی عزم می کرد — همه تدبیر کار رزم می کرد
ازاں سهمے که زد در سینه خنجر — نهی خفتند بیداراں لشکر

* ک: ڈیرہ - † ن: بلا نقطه مشکوک ک: پهن ( = چوڑا ) ؟

وگر کس دیده بهر خواب می بست
ز هیبت هر زمان از خواب می جست

ز صفرا مانده خلقی بسته دندان
بلب گم کرده دندانهای خندان

فراهم گشته هر جا خاصه و عام
درین قصه که چون گردد سر انجام

بهر جمعی جز این گفتار کم بود
بهر دل جز غم پیکار کم بود

همه شب ها کسان در بیم و تشویش
چو پیر روستائی را سر و ریش

خصوص آن شب که روزش خواست شد جنگ
جهان شد بر سواران حلقهٔ تنگ

کسی داند که این تنگی چه سان است
که در دل تنگیش از بیم جان است

مبادا تنگی دل هیچ کس را
که تنگ آرد درون دل نفس را

## حدیث دمیدن فتح ملک غازی و وا گفتن ز ترتیب سپاه و جنبش و بر کوب و کر و فر

کسی کش بشگفاند بخت روشن
گل فیروزی از فیروزه گلشن

بهر کاری که اقبالش کند ساز
شود درهای فتح از هر طرف باز

شغالی در صف او شیر گردد
سپر در دست او شمشیر گردد

چنان باید بسد عصمت آرام
که جوشن گرددش دیبا بر اندام

دعائی بد کند گر سوئی او راه
شود تبت یدا نصر من الله

بهر چاره که گردد حیلت اندوز
صواب آموزدش چرخ بد آموز

گشاید گر بر آهو ناوک چیر
ز آهو بگذرد دوزد دل شیر

بعالم گیری اندر بیم و امید
شود هر گوهر تیغش چو خورشید

بر او دشمن چو تیر انداز گردد
ازو هم سوی دشمن باز گردد

سواری را کند گر بر فرس جهد
جهان پیل بندد بهر او مهد

اگر لشکر کم است وگر فزون است
چو فتح آمد ز اندازه برون است

| | |
|---|---|
| کسی کایزد بلندش خواست کاری | سپاه و لشکر آنجا کیست باری |
| بدان سان کایت فیروزی و نصر | کنون دیدیم ز ایزد بر شه عصر |
| چنان بود این حدیث تیغ بازی | که چون اندهت در آمد شاه غازی |
| شب جمعه حسن شد در پی کار | که فردا رایت افرازد به پیکار |
| دران غوغا که هر کس بود مفتون | نهانی رفت عین الملک بیرون |
| چو بنیادی ندید از ملک عینش | عزیمت شد بشهر خود اُجینش |
| همه شب بود خسرو لشکر آرائے | سران و سرکشانش نیز بر پاے |
| چو صبح جمعه تیغ تیز برداشت | زمانه غلغل خونریز برداشت |
| همه تن مهر گردون تیغ کین داشت | زحل آهی و مریخ آتشین داشت |
| بعزم رزم شد ترتیب لشکر | ازان هر روز ترتیب آهنین تر |
| چو خورشید درخشان در تلالا | بر آمد چون سنان یک نیزه بالا |
| روان شد تند خسرو خان به روز | بکین سوی ملک غازی کین توز |
| سپاه آراسته از شرق تا غرب | تو گوئی خواست کردن با فلک حرب |
| صفی چون هفت جوش آهن فگویم | که جز سبع شدادش من نگویم |
| ز دست راست گشته کینه گستر | دو صوفی نوش خون را شسته ساغر |
| یکی خان یوسف صوفی به تعجیل | که مصری گیرم از شمشیر چون نیل |
| دگر با او کمال الدین صوفی | کمر بسته بکین چون میم کوفی * |
| همانجا قرقدار اندر تگ و تاز | که بود از شایستی † سر افراز |

* کوفی خط کوفی - ن : لوفی - † قره قمار نامی ایک امیر کے بیٹے کو "شائستہ خاں" خطاب دیا گیا تھا - یہاں اسی سے مراد ہے اور غالباً مصرعہ یوں ہے :
"کہ بود از خان شائستہ سرفراز" -

همانجا پا وکهل باب کافور
بعرف مهر داری گشته مشهور

همانجا راست کرده فوج پیکار
شهاب آن باربک را نایب کار

همانجا خاص حاجب بود قیصر
همانجا پهلوے کافور عنبر

همان جانب بکیں میر اوده بود
بهاء الدین دبیرش هم سده بود

بدست چپ هم انبدلشکرے سخت
هوا داران خسرو خان کم بخت

یکے مرتد * گاه خوک خواری
ز دیگر خوک خواراں جست یاری

دگر رن دهول یعنی رائے رایاں
دگر کیج برمه وناک † ازتیره رایان

دگر سنبل که حاتم خانش خواندند
امیر حاجب سلطانش خواندند

دگر آں مال دیو آفت انگیز
که رفت و باز گشت از بهر خون ریز

دگر اصحاب دیواں جمله باهم
شده دیوان عارض هم بداں ضم

دگر بد تبلغائے یغده زاں سوے
همانجا نیز‡ رمضاں گشته کیں جوے

امیران دگر را کس چه داند
که ایں جا یک به یک را بازخواند

همه نو میر گشته پاره گوشاں
بخوں رابزی چوخوں خویش جوشاں

غلاماں را چو نام خود دراں پاس
سناں سر تیز گشته خنجر الماس

خراماں پیش صف پیلان جنگی
چه مست معبری چه پیل بنگی $

براو گرد پیلاں شد صف آرائے
سوارے ۵۰ هزار از رانه ورائے

سپاه دوزخی چوں کوه آتش
سیاهانی بساں دود سرکش

ز زنگ روئے شاں ظلمت بهر سوے
شده دشت از سیه رویاں سیه روے

---

* مراد حسن کے بهائی خانخاناں سے هے، جسے برنی بهی لکهتا هے که مرتد هوگیا تها - † (کذا) ممکن هے که صحیح لفظ گج برمه ناگ هو - ‡ ں : پیر (؟) - $ بنگالی -

دران تاریک چهران عقل شهدا — نشان کفر شان در چهره پیدا
اهر دیو و ابر دیو و امر دیو — اباد الله کلّا دیو بر دیو
دگر * نوسیهٔ سائهن سیه برسیه — ز بر خوردان نشسته سیه بر سیه
دگر هرمارو بیری مار و بیر مار — سخن شان مار مار و سر بسر مار
بزلی صندلی کالوده در بر — ز خجلت خشک گشته صندل تر
خورد در گرد صندل مار اگر تاب — بد آن جا گرد ماران صندل تاب
روان بادخشت و ژوپیں هندو گستاخ — چو آهوے سیه بالا زده شاخ
همه از بهر مردن بهر مان † بند — به تیغ بهرمانی گشته خرسند
بلے رسمے است هندو را در آهنگ — که بر سر بهرمان بندند در جنگ
سگے مرتد بران گبران سپه دار — بسان صبح کاذب در شب تار
فلک کو جز بمومن مهر نگماشت — طلوع صبح صادق چشم می داشت
بسے راوت بگرد رانه و رائے — بسے پایک گران زخم و سبک پائے
برنج خورده در خورده در اندام — ز رایت برده در روئیں تنی نام
یکے روئیں تن اندر پیش شان تهال — دگر روئیں تن اندر پیش شان نال
ازان پرچم که هندو گاو دم بست — بریش گاو دم صد اشتلم بست
بسے دندان خوک آویخته هم — که از شیران نه ایم اندر وغا کم
بسا کس بهر برد هندوئے هز ‡ — هم از سر خاسته هم از همه چیز
بهت $ پیکار با آن نابکاران — چو افسون گو بگرد سایه داران
بسے گنده نمک هم گشته در خیز — خروشان چون نمک در آتش تیز

* (کذا) - † ایک ریشمی کپڑا - ‡ ک : هیز - بمعنی نصف مرد برد کی
رعایت سے - $ بهات ( جنگی ) -

سپه نیمے مسلماں نیمهٔ گبر  بهم گشته سیه ابر و سپید ابر
بعکس کار گیتی داده منشور  بیک جا جمع کرده ظلمت و نور
بدین ترتیب لشکر راند خسرو  کشیده بر فلک بانگ رواوو
همان رو رو که آن بدحال می زد  ز بهر رفتن خود فال می زد
سپاهے کس چه داند وصف آن کرد  که یادش وهم را در دل گران کرد
ز آهن آسمان در تاب گشته  ز لرزانی زمین سیماب گشته
بلرزه چرخ سیمابی هم از تاب  بسان عکس سیماب از ته آب
عنان داده بجولان شیر مردان  طلب کار نبرد از هم نبردان
زره پوشان آسوده زیر پولاد  چو جوے آب روز جنبش باد
نموده اندر زره هندو و لالا  چو عکس آب سرته پاے بالا
بجوشن مرد گاه کینه جوئی  خیالے بود در آئینه گوئی
بجوشن گوئی هر تیره جنگے  درون رفته است در ماهی نهنگے
بسا پخته که زیر خامش اندام  چو پخته کو کند جا در دل خام
چو در پیش ملک غازی رسیدند  بغوغا خنجر کین بر کشیدند
نمود آن روز پر دل در پئے جنگ  چه چاره چون رسیدش کشته و تنگ
چو دید آن جمعش خیل خاص را خواند  درین کارے که پیش آمد سخن راند
که کارے سخت پیش افتاد ما را  زمان یاری است ار هست یارا
بمهر خویش چون خویشان دلسوز  شما را پروریدم بهر این روز
کنون وقتیست کاندر حق یاری  کنید آن پرورش را حق گزاری
همه مردانه گاه خفتن و خورد  و لیک این جا شود پیدا حد مرد
بسا مردان که جلدند از زر و زور  نمک گنده کنند اندر شر و شور

سران زور مند و کار دیده      که بودند این عمل بسیار دیده
ملک را جا بجا همدست بوده      کششها کرده کوششها نموده
بخدمت پیش ازان سوگند خورده      بجهد و جان سپاری عهد کرده
همه * دل را بجان بازی سپردند      خیال جان و مال از دل ستردند
ببوسیدند خاک از راه تعظیم      نهادند از سلامت سر بتسلیم
که مارا چون کرمهای تو پرورد      بباید مرد را شکر کرم کرد
چو جائی شد مهم هولناکت      نه جان ما به است از جان پاکت
دران جای که از رخشت چکد خوی      برغبت خون خود ریزیم صد پی
سر ما چون کلاه از دولتت یافت      سر از حکم کلاهت چون توان تافت
سری کز تیغ هر روزش سلام است      ز تو بر گردن ما مانده وام است
تو در هر جا که گوئی تا توانیم      بگردن کرده آنجا پیش رسانیم
همین دم بین که در یک حملهٔ کار      بانداک می زنیم آن قلب بسیار
چو لشکر کاران را پاسخ این داد      سپهرش مژدهٔ تاج و نگین داد
سبک غازی ملک شد در پئے جنگ      سپاه کوه وش را کرد بے سنگ
چو او از فتح و فیروزی طلب کرد      جوادش بهرجان بخششی طرب کرد
همی جست او مدد ز ایزد تبارک      همی گفت آسمان المه بارک
بآئین نخستش لشکر آراست      بهرجا لشکر آرائے بر آراست
سر صف میمنه حاضر باخلاص      بهاء الدوله خواهر زادهٔ خاص
بفوج دوئمین شیر سبک عزم      ملک بهرام ابیه رستم رزم
بدیگر فوج ازان پس پهلوئے کار      علی حیدر بهرو نام کرار

* ن : ز -

بسوی میسره در کهن کهر بلند ملک فخرالدول شایسته فرزند
بدیگر فوج هم چون سعد و قاص است والا برادر زادهٔ خاص
بدیگر فوج بود آماج داری جوش * غوری شهاب اسفندیاری
سر صف میر هادی صفدر شرق به تیر و تیغ هم باران و هم برق
بقلب اندر گزین خاص تقدیر ملک غازی سپه دار جهان گیر
ز عون حق یزک در پیش کرده توکل هم عنان خویش کرده
نه هم چو دیگران ز آهن† چغل پوش سلیح از عصمت یزدانش بردوش
دو رمحش در چپ و در راست درنای رسیده سر بگردون پای برجای
تو پنداری که خورشید فلک راست سماک رامح و اعزل چپ و راست
سنان نیزه هاش اندر تلالا گذشته ز آسمانها نیزه بالا
علم ماهی و او با فر شاهی چو سعد اکبر اندر برج ماهی
بهر سو شاه بازان برانده پر طاوس را بسته نشانه
که آن غازی ملک هر جا که زد کوس همایون داشت بر خود پر طاوس
که زان یمن از سپاه کافر شوم پرانیده بسی سر با پر بوم
ز طاوسی که زین سان داد اثر ها بهر بوم مغل رفته خبر ها
حدیث آن پر طاوس میمون چنان در بوم ها گشته همایون
که این آوازه زان گبران در هم کله با پر بوم افکنده سر هم
غرض آن روز چون طاوس افلاک ز بال نور کرده آرایش خاک
ملک فرمود تا هر صاحب کوس ببندد بر علم ها پر طاوس
که تا فرقی بداند خصم بد سیر ز رایات ملک با رایت غیر

* کذا - † جوشن -

چو شهبازے که از قوت نه از کید — همه طاؤس هندوستان کند صید
سپاه از هر دو جانب گشته در جوش — جهان کرده سلامت را فراموش
بجهد آن طائر فرخنده رزم — به پرواز شکار انگیخته عزم
اجل دندان بخوردن تیز کرده — امان بهر گریزش خیز کرده
ز خون خود هژبران دست شسته — سنان و تیغ شان ز اندام رسته
مبارز جوے و جولان گر بهر سوے — سر بے خود را بالا زده موے
غران را بس امید از خود بریده — ز سهم تیر پران جان پریده
ز بودا بود ز انسان سرد گشته — که لب شان خشک و روشان زرد گشته
ز جنبش هاے لشکر غرب تا شرق — زمین می خواست در دریا شود غرق
دران جنبش که عالم پر بلا بود — نشانیء ملک غازی "قلا" بود
ز آواز "قلا" هنگام خونریز — جهان در چشم خسرو گشته شبدیز
چنان شد گرد بر خورشید منظور — که نورش خاک گشت و خاک شد نور
ز بهر مومنان کافتند در خاک — رسیده مژده هاے رحمت پاک
ملایک فاتحه آغاز کرده — در فردوس رضوان باز کرده
سعاده حور و غلمان بهر آشام — رحیق سلسبیل افگنده در جام
ز بهر روح چندالان و میوان — که هم در سوختن گردند دیوان
ز ننگ سوزش ایشان بناموس — سقر بر آتش خود خورده افسوس
ملک غازی دران دم پر دل و شاد — به تنها سوے پیلان رفت چون باد
درون شد بے هراسی بے بتعجیل — کجا هیبت خورد پیل افگن از پیل
بمیزانے که باشد صفدران را — همی سنجید هر کوه گران را
که چون در حمله جنبد هر یک از جا — چسان باید فرود افگندن از پا

ز دل سنجید نی از زور بازو | که تیر از کوه چوں گردد ترازو
چو میزاں بست شاهین خیالش | بصید پیل نهر و کرده بالش
بقلب خویش باز آمد جهاں گیر | عناں فتح کرده آسماں گیر

**مظفر گشتن غازی ملک بر لشکر خسرو**
**و بانگ فوج و لشکر، پیل وصف درهم زدن لشکر**

چو آمد هر دو لشکر روی در روی | بعزم دست بردن سوی در سوی
ز سوی خسرو صد بر یکی فوج | بروں زد هم چو از دریای پر موج
چناں در حمله باتندی پی افشرد | که یک فوج ملک غازی ز جا برد
ز صف بگذشت و در بنگه در افتاد | ز غوغا خلق در یک دیگر افتاد
بسی فوج گراں هم روئی بر تافت | عناں را هر کسی سوی دگر تافت
نرفت از جا ملک غازی بیک جوق | که گیرد از نبرد خویشتن ذوق
سواری سی صدش دنباله و بس | نماند دیگریش از پیش و از پس
چو دید ایں حال باتندی بر آشفت | ز خشم آلودگی با حاضراں گفت
که من تنها نه ام تا سر بجا هست | نخواهم یاریء یارم خدا هست
هنوز ایں راز بودش با خداوند | کش از هر سو در آمد صفدری چند
یکی بهرام ابیه رزم سازی | که از هر گرزی اندازد گرازی
دگر دیں را اسد کیں را چو آذر | برادر زاده در معنی برادر
دگر شایسته خواهر زادهٔ خاص | بهاء الدین دلی پر صدق و اخلاص
دگر والا ملک شادی که او هم | بفرزندی است عقدی بسته محکم
چو گشتند ایں همه یک جا فراهم | بحیله پانصدی شد بلکه زیں کم

ملک غازی چو دید از پیش و از پس — همیں مقدار فوجے اندک و بس
نیند یشید ازاں انبوهئی پر — که گرد چترش آمد در تصور
سمک تکبیر گفت و تند بر کوفت — به تندی سوے چتر و چترور کوفت
براں ساں حملهٔ آورد جوشاں — که گشت از حمل آں صحرا خروشاں
فتاد از حملهٔ آں خوب کیشاں — پریشانی دراں جمع پریشاں
نجوم فتح کانجا شد سهیها — بنات النعش کردند از ثریا
ز توران گوان سخت بازو — نه دل بل سنگ خارا شد ترازو
کماں یک مشت بود و تیر نه مشت — سواراں را بداں ده مشت می کشت
گرفته زاغ بر شاخ کماں جاے — صلاحی داد کر کس را که پیش آے
به زاغاں طعمه چرم و استخواں بود — ولے زاغ کماں را طعمه جاں بود
طعانه سینه را دروازه می کرد — بقفل دل کلیدے تازه می کرد
دراں دلها که بادش سخت کیں بود — کلیدش نے بقفل آهنیں بود
ز سوفار کاں نه کم بود از کتاره — جگر می شد چو سوفاری پاره پاره
ازاں گلمر * که دل برد و رواں هم — ز هر تن لاله رست و ارغواں هم
یک انداز از هزار اندازئی خویش — هزار افگنده در هر بازئی خویش
ملک هر سو که مرکب را عناں داد — هم اندر دیدنش بد خواه جاں داد
یکے کافتاد پیشش نا گهانے — خرید از بیلکش زخمے بجانے
ز بس کز پر دلی بر چتر زد سخت — نگوں گردش بفرق آں نگوں بخت
فتاد آں چتر و آں ترکیب بشکست — مراتب را همه ترتیب بشکست
حسن سوے گریزاں رفت سر گم — دگر سر گم سوانش نیز در دم

* پیکاں -

گراں سو گشته گم در گم نرفته ‌‌ ‌ سرش گم گشته از سر گم نرفته
هم آخر دور چرخش اشتلم کرد ‌ ‌ ‌ چو پا گم کرده بُد سر نیز گم کرد
ملوک از بس که خوں آلوده رفتند ‌ ‌ ‌ ز گرد کم غبار آلوده رفتند
حسن بس کاں غبار غم فرو خورد ‌ ‌ ‌ شدش رخساره چوں گل چوں گل زرد
سراسیمه سپاهے پیش فوجے ‌ ‌ ‌ گریزاں گشته دریاے ز موجے
نه پیلے را بجنبش زور پا بود ‌ ‌ ‌ نه پیل افگن یلے را دل بجا بود
علم از تیر بر بالاے پیلاں ‌ ‌ ‌ شده پر خار چوں شاخ مغیلاں
هزبراں پشت سوے تیغ کرده ‌ ‌ ‌ بسوے پشت روے تیغ خورده
گریزاں هر یکے افتان و خیزاں ‌ ‌ ‌ تنش از جاں و جاں از تن گریزاں
اجل با جمله بارے کرده زاں جنگ ‌ ‌ ‌ چو دیوانه که بازد شیشه بر سنگ
یکے را بود زخم نیزه بر پشت ‌ ‌ ‌ یکے را حربه در دل رفته با مشت
یکے را جان شیریں گشته ره گیر ‌ ‌ ‌ یکے در تلخیء جاں کندن از تیر
یکے را چاک پهلو خنده در کام ‌ ‌ ‌ یکے را زخم خوں گریاں در اندام
یکے را هر دهاں انگشت زاری ‌ ‌ ‌ یکے انگشت وارش زخم کاری
یکے را تیغ بر زانو رسیده ‌ ‌ ‌ یکے را آمده زانو بریده
یکے را خوں ز شه رگها کشاده ‌ ‌ ‌ یکے بے خود میان خوں فتاده
یکے افتاده بود و زخم خورده ‌ ‌ ‌ یکے می شد یکے را زخم کرده
یکے را آمده شمشیر بر روے ‌ ‌ ‌ یکے را نیزه در رفته به پهلوے
یکے غلطیده جاں می کند در خوں ‌ ‌ ‌ یکے را جاں ز تن می رفت بیروں
یکے از تشنگی مرگ بے هوش ‌ ‌ ‌ یکے سیراب ز خونهاے جگر جوش

یکی از عجز تن داده به تسلیم — یکی در لورو لو * در می شد از بیم
یکی در خار پنهان سر دروں برد — یکی هم درمیان خار بن مرد
نهنگ آهنگ اژدرها سواران — دوان بی دست و پا مانند ماران
چنان در دست و پا افتاد مردم — که شد هر مردمی را دست و پا گم
اگرچه پشت شان رو بود هر سوی — همه سو پشت گشتند از همه روی
بسا پوینده را کاندر دوا دو — ز زخم تیر خورد ان گشت جو جو
اگر می جست مرغی در میانه — همی شد ریگ ریگش سنگدانه
سوار قدر صف فیروز مندان — ز فیروزی چو بخت خویش خندان
گریزنده قفا کرده سوی جنگ — دلاور در قفایش کرده آهنگ
چنان از تیغ داد زخم می داد — که اندر نقره گم می گشت پولاد
پلارک تخم می شد در جگرها — مبارز در زمین می کشت سرها
یلان را زخم خنجر مست صانع — شراب مرگ شان داروی نافع
سر گبران ز شمشیر فزا کوش — تو گوئی عاریت بودست بردوش
قراقی کز عمود و ترک می خاست — ز دلها خون ز سرها مغز می کاست
زننده هیچ سوی گرز نگزارد — که در پشت استخوان‌ها رانه گرد آرد
ازان در خون سرشته آرد خام — خورشها پخته شد بهر دد و دام
شگالان سیخ کرده سبلت خویش — که روزی گشت تتماجی ز حدبیش
شنیدستم که در صحرای ناورد — دل و چشم است خورد کرگس از مرد
دران دشت از دل و از چشم هر کس — چنان پر چشم و پر دل گشت کرگس
که نی دل می شدش در چشم دیدی — نه چشمش رفت سوی دل کشیدن

* بمعنی اُڑھا - † مشکوک -

دران هنگام کافت را صلا بود    به یک جا گبر و مومن در بلا بود

مسلماں پر مسلماں تیغ کم زد    مگر هندوے کهوکهر کیں قدم زد

معاذالله که گر شمشیر خوں ریز    بخونریز مسلماناں شدے تیز

شدے روشن که چوں گشتے ز بنیاد    مسلمانی خراب و جنت آباد

ولے می شد ز هندی براو    کماء من یهنا بیع دماء

ازاں سو هائے هندو گوئی افلاک    سراسر جو ز هندی کاشت در خاک

فتاده هر سو آں نا خوب فلاں    بروے خاک هم چوں فال زالاں

ز هر تن تیر روزن ها کشاده    عجب بهں تیر در روزن نهاده

خدنگ ترکی و تیر خطائی    چو قد دلبراں در دلربائی

بهر سو سهل خوں رانده ز هر تن    کماں رستم و باران بهمن

شده در هیکل هر دیو در جوش    چه بیژن پر از خون سیاوش

سناں در سینهٔ آں تیره کیشاں    زباں می داد و دل می برد ازایشاں

بهں راوت که در زور آزمائی    بروے پهل گفتی سور پائی

چو بکشادند تیر بے خطا را    بزاری گفت "هے هے تهر مارا"

ز خوں گبرو مسلماں هر دو یکساں    ز دین دیان و دین دین * دیان

ملک غازی دریں رزم ایستاده    سواران روے در غارت نهاده

که نا گاهاں ز هندوے پر آشوب    یکے فوج کمین‌گه کرد بر کوب

هزار افزوں براو سیه روے    برو سرخی ز خون خویش رو شوی

شد از غازی ملک بر چرخ تکبیر    ز گبر آواز نارا ین هوا گیر

در آمد زاں سپاه آں حملهٔ توز    رواں شد خنجر هندی بخوں ریز

* ن : دی - ؟

زد آں فوج بر او بر علمها — بسے کلک علم ها شد قلم ها
علم هاے ملک غازی فرو خفت — همه ماه علم شد با زمیں جفت
تعالی الله ملک غازی چه دل داشت — که با آں حمله جاے خویش نگزاشت
در آمد پیلک پیلک زباں تیز — ازاں دوزخ رواں گشت آتش انگیز
همی غلطید هر کوهے ز کوه — چو گنجشک از تفک زاغ از گروه *
ز زخم تیر در یک چشم زد گشت — سیاه و لعل وام از کشتگاں دشت
ز هندو تیر ژوپینے همی جست — که در خارا نشیند لیک ننشست
بداں نیرو که هر ترک هنر بیں — همی زد تیر و رو می کرد ژوپین
ازاں هندو که جان هر یکے رفت — فراواں کشته گشت و اندکے رفت
چو آں فوجے شکسته پیشتر راند — ملک غازی کرے را پیش خود خواند
اشارت کرد با یک ماهی خاص — بر آرد کش ملایک خوانند اخلاص
کرے چوں کرد در نصب علم زور — شد از نصب علم چشم بداں کور
سبک برداشت ماهی را علم دار — ملک غازی ستاد آنجا علم وار
طلوع آفتاب از برج ماهی — همی دادش نوید پادشاهی
دهل زن را هم اندر پیش خود جست † — بفرمودش که شیند بر فرس چست
بگفتش کاے تهی سینه دهل وار — دهل پهلوے این بر دل نگهدار
نگر چوں می زند فتحم بناموس — بدیں بانگ دهل بر آسماں کوس
چو من قادر شوم از بخت فیروز — بریں شب چهره گبران سیه روز
بمزد آنکه در جاے چنیں تنگ — دهل پیشم زدی در نوبت جنگ
ز بهر عیش روز و روزگارت — دهل پر زرفشانم در کنارت

* غلوله - † ن: است -

بهادی دار هم گفت اندران تاب — که گرد آری تو ماهی هم برین آب
ترا زان پس که ساکن گردد این برق — میان قلعه چون ماهی کنم غرق
من و این ماهی و بانگ دهل پیش — کنم صد صف بکام ماهی خویش
صف از پیشم چو سیل هفت شاخست — سوار آب و برگستان باخه است
برین سان چون سپهدار صف آرای — تن تنها علم را داشت بر پای
سواران پراگنده که دیدند — علم بر پا ز هر سو در رسیدند
رسید از یک طرف با صدق و اخلاص — بهاء الدوله خواهر زادهٔ خاص
ز دیگر سو ملک غازی بر آمد — ملک بهرام سوارے دیگر آمد
علی حیدر هم آمد حیدر آسا — دگر شیران پیکار اژدر آسا
گره بستند شد جمعیتے سخت — که فتحش زان گره بیرون دهد بخت
بهر جانب ملک غازی نظر کرد — که زان پس بر که باید رخش برکرد
ز یک سو دید فوجے محکم از دور — به پیشش نیمه پیدا نیمه مستور
سپاه انبوه و پیلے چند در پیش — مسلمان نیز ناوک زن چو بدکیش
بسے بالا بسے در شیب مانده — ز کوب حمله بے آسیب مانده
ملک پرسید کین لشکر کیانند — کز آشوب صف ما بے زیانند
چو پرسیدند سنبل بود و کافور — که گشتند از پئے مردی سقنقور
همان جا یوسف صوفی صف آرای — قوام جنگ را چون نیزه بر پای
ز هندو نیز با ایشان یکے فوج — چو خاشاکے که باشد هم ره موج
تغیر کرده باز آن را دران حال — که چون ماندند گبران فارغ البال
ملک با جمله صف خنجر بر آهخت — پس اندر حمله شد با جنبشے سخت
بسختی زد بران غوغاے انبوه — چو در روز قیامت کوه بر کوه

نیاورد آں سپه ایں حمله را تاب — همه گشتند هر سوے عناں تاب

برفتن هیچ مردے پس نمی دید — به پهلو جز پر کرگس نمی دید

تهی دل پیش پیش و پر دل از پس — فتاده گرد باد تند بر خس

خدنگ موشگاف موشگافاں — شده شانه شگاف پرگزافاں

چو بشکست آں سپاه و رفت هر سوے — ملک آورد سوے اردگه روے

معارف دست در تاراج کم برد — بجز در سمت منزل راه نسپرد

ولیکن تهی * بے راه و کهوکر — مسلمانان هم افغانان منکر

بهر سو دست غارت بر کشادند — ز سر خود از کمر خنجر کشادند

مسلماں را بجانے گر اماں بود — به بردند آب و آتش بد زجان بود

ز مومن نیز اگر کس دید عقدے — روانے تیغ راندش بهر نقدے

فراواں نو مسلماناں مغل نیز — فرس برده از مسلماناں و هر چیز

و ایک آفت براے هندواں بود — که گشته، مرده، زنده بے اماں بود

همی راندند بر هندو بصد قهر — سناں و دهر چوں بر دهریاں دهر

سر ان چغتواناں † می درودند — زر و اسپ و جواهر می ربودند

فتاده گبر و مومن غول کرده — دهان زخم شاں تنبول خورده

یکے از راوتاں هار گهر بود — یکے از گوش گوش آویز زر برد

یکے بکشاد بازو بند یاقوت — یکے سلکے که شهرے را بود قوت

یکے عقدے ز مروارید پر یافت — یکے انگشترین ناسور یافت

یکے با رانهٔ شد هم ترازو — که عین الهره برد از موش بازو

* کرم خورده - صاف نهیں پڑها گیا - ممکن هے تهری ( صحراے تهر بنده کی قوم ) مراد هو-

† کذا - غالباً چغته کی جمع بمعنی قربلا -

یکی زد تیغ و فتح آن در گشادش / که سبز آمد زمرد سبز دادش
گروهی گوهر جان داد بر باد / گروهی را قضا گنج گهر داد
جهان را دیر شد کآیین چنین است / که هرچه اورا جگر این را نگین است
کسی کو پشت داد و پس نه بیند / بغارت روی اورا کس نه بیند
غری با بز مثل زد در شبانی / که در غارت نباشد مهربانی
ملک غازی که این فتحش بر آمد / مرادی را که جست اندر بر آمد
جبین را کرد بر روی زمین جای / ز رخ در پیش منعم شد زمین سای
چو بود آن سجدهٔ شکرش باخلاص / شدش سر بهر تاج مملکت خاص
کنون کاو یافت تاج پادشاهی / همیشه تاجور دارش الهی

### بشارت دادن اسباب شاهی و جهان داری
### دل غازی ملک را بهر مسند ز انجم و اختر

چو دولت مرد را بر سر نهد تاج / فتد ز آسیب او دشمن بتاراج
بهر قفلی که دستش یار گردد / هر انگشتش کلید کار گردد
بهر منزل که جایش در خور آید / مراد از بام و کام از در درآید
به تعظیم آسمان بوسد جبینش / بسلطانی دهند ز انجم نگینش
ز تقدیر است چون بینی به تمییز / خواص قابلیت در همه چیز
یکی را کز بلندی بهره مند است / نیارد پست ماندن چون بلند است
وگر کز آسمانش بهره پستی است / رهش با چار سوی زیردستی است
بود گندم خری بالا سرافراز / سر چلغوزه گوید با فلک راز
بکوشش دیو جمشیدی نیابد / ستاره نور خورشیدی نیابد

سرے کو را بود قسمت کلاهے — هوس بر تاج بردن نیست راهے
ازاں نقدے که می سنجند در غیب — بروزی پر شود نے از هوس جیب
نه هر فرقے سزاے چتر شاهی است — نه هر تن را لقب ظل الهی است
نه گوهر ز اهن هر دهره یابند — نه هر پیشانیی را مهره یابند
نه هر درے بر افسر جاے یابد — نه هر سر تاج ملک آراے یابد
نه هر پا چشم شاهاں کرد پامال — نه هر کس در کف پا دارد ایں خال
کف پاے شه غازی است آں بس — که شد خالش سواد چشم هر کس
چو بود آں خال ملکش در کف پاے — گرفت آں پا نگر بر دیدها جاے
چو از چتر سیه آں بود نشانش — بفرق آں چتر شد سایه فشانش
کنوں بشنو که از نه چتر گردوں — چساں بر فرقش آمد چتر شبگوں
ملک غازی چو شد بر چتر فیروز — هماں جا بد بفیروزی همه روز
مبارک روز بخت مقبل خویش — شب آمد در مبارک منزل خویش
چو شب چتر سیاه خویش بکشاد — مه نو هم کلاه خویش بکشاد
دم باد از هماے چتر شب وام — ملک را بهر ملک آورد پیغام
که بسم الله در آ اے صاحب بخت — که هم تاجت مبارک باد و هم تخت
جهاں را ز اختر خود نور فزوده — به برج باد شاهی شمع نو نه
فراواں منتظر بد مژده در چنگ — سرو پاے ترا اکلیل اورنگ
چو ملک دهر بگرفتی بپاے — هنوز ایں انتظار هر دو تاکے
در فشاں دور باش گوهریں ساز — بروں کرده زباں گوهر انداز
همی گوید علم هم پایهٔ چتر — تو بخش از روے خود پیرایهٔ چتر
علم هاے سیاه و لعل هر جاے — پراهند ایستاده بر یکے پاے

که در دولت بدیں سو کے گرائی   که یابم از تو در دولت روائی
بگاه صبح شد نوبت بفریاد   که من هم خویشتن را می دهم یاد
بیا تا نوبتے چوں نو زنند ساز   شود زه گنبد گردوں پر آواز
همه شب باد می آورد ازیں ساں   پیام ساز سلطانی بسلطاں
ملک در دل هوس را بند کرده   بسهلے خویش را خرسند کرده
گرفته راس در اندیشهٔ خویش   همی زد باخود اندیشهٔ خویش
که من مرد صف آرائے نبردم   بگرد مسند شاهی نگردم
کرا ایں سر که جوید کار عالم   نهد بر یک سر خود بار عالم
کسے کش ساخت چرخ از بهر ایں حال   کجا بیروں شود چرخش بدنبال

## حکایت

شنیدم گوهرے از سلک شاهے   بسوے ملک عقبی جست راهے
کشید از کار تاج و تخت داماں   ز شهر خود بسوے شد خراماں
دریں بیگانه شهر آنکس چناں بود   که ناگه بخت باکس* هم عناں بود
چو خالی گشتے از فرماں روا تخت   غریبے را رسیدے بارے از بخت
چو دیدندے بسیمائے کس ایں نور   بدو گشتے سرائے ملک معمور
دراں هنگام کاں شهزادهٔ عصر   رسید آنجا همی شد بر در قصر
مگو † بے کار فرما بود گاهے   همی بایست در بایست شاهے
چو دیدندش بزرگاں شکل شاهاں   شدندش بهرتاج و تخت خواهاں
ز رویش گرد ناکامی فشاندند   بشاهی بر سر تختش نشاندند

* ن : باکش - † ن : مگر بیکار فرماں -

جوان چندان که گفت از ترک خود راز ‌‌ ‌ به ترک او نگشت* اقبال دمساز
رهائی چون نبود از خاصه و عام ‌‌ ‌ پذیرفت آن عمل ناچار و ناکام
گزارد بخت خود را مقبل از دل ‌‌ ‌ ولی نگزارد او را بخت مقبل
چنانکه اقبال و بخت این جهانگیر ‌‌ ‌ شدش بهر جهان گیری عنان گیر
چنین صبحی که با جوزا بر آمد ‌‌ ‌ کلام روشن که چون بالا بر آمد

## دخول موکب غازی ملک در قصر سلطانی
## چنانکه آید به برج خویشتن مهر ضیا گستر

چو صبح غرهٔ شعبان فرخ ‌‌ ‌ نمود از تخت گاه آسمان رخ
بر آمد شاه انجم نور باران ‌‌ ‌ چنان کز اوج مسند تاجداران
ملک باد سلیمان جست در پیش ‌‌ ‌ سلیمان وار کردش مرکب خویش
روان شد نرم نرم آن باد گل رنگ ‌‌ ‌ بدار الملک شاهی کرده آهنگ
بر اختر سایه کرده اعلام منصور ‌‌ ‌ که زان ماه علم جوزا برد نور
بناوک چشم بد را دوخته قوس ‌‌ ‌ بنظاره همه حوران فردوس
خضر تسبیح گویان در دویدن ‌‌ ‌ مسیح الحمد خوانان در دمیدن
دو سوی مملکت گیر سر افراز ‌‌ ‌ کشیده صف دلیران صف† انداز
روان در پیش صف پیلان نوگیر ‌‌ ‌ ز آب تیغ و باد کین بزنجیر
غرنبان کوس فتح آواز می داد ‌‌ ‌ ز سر می برد هوش و باز می داد
دمامه نغمه هاے تازه می کرد ‌‌ ‌ مهابت را بلند آوازه می کرد
دوال چاوشان چابک افگن ‌‌ ‌ کشاده چابکان را چابک از تن

*ن: نگفت †ن: سر -

ز آواز نقیبان کز گزر دور / رسنده مردمان چون سایه از نور
کمان‌گیران پس و پیش عنان‌خاص / کمان‌کش گشته پیش رخش رقاص
کمان در مشت و حاضر دیده دوزان / ز پیکان شعلهٔ آتش فروزان
که گر پرنده بالا پر زدے تیز / شدے پر کم ز پیکان سبک خیز
سنانها برهنه پوشیده در گرد / که خورشید از فروغش حربه می‌خورد
برهنه تیغ هاے آبگون هم / درون چرخ برق افگن برون هم
ز اُرد خاص تا دروازهٔ قصر / همه تیغ و سنان بد با شه عصر
بدین ترتیب در حفظ الهی / درون آمد بقصر پادشاهی
فرود آمد ز رخش وهم بران سطح / بجاے آورد حق را سجدهٔ فتح
پس انگه خواند با لطفے ز حد بیش / ملوک و میر باقی ماندهٔ پیش
دل هر یک بجان بخششی قوی کرد / دران بخشش نبی را پیروی کرد
برابر جمله را با خویش بنشاند / همه منشور کار خود فرو خواند
که من بودم یکے آواره * مردے / ز مهر و مه چشیده گرم و سردے
بلطفم شه جلال‌الدین مغفور / مقرب کرد نزدیک خود از دور
گرفته بر سرش تیغے چو الماس / به بیداری فراوان داشتم پاس
چو آن سلطان گیتی رفت در خواب / دلم گشت از دریغش در تب وتاب
بسان شمع می بودم درین سوز / که کے باشد شب شمع مرا روز
که ناگه صبح اقبال علائی / جهان را داد فیض روشنائی
ز بهر نور کار جان و تن را / دران پر تو فگندم خویشتن را
چو پیش مهر او گشتم هلالے / همی افزود هر روزم جمالے

* ن: آزاده -

کنون کین پدر من کامل جمال است / ازان آثار مهرم این کمال است

الغ خان کو برادر بود شه را / ازو افروختم چندے کله را

چو پاینده برحمت بود کارش / چه خدمت ها که کردم بنده وارش

چو او بگذشت گشتم باز یک چند / به پیش شه علاء الدین کمر بند

از انگه تا کنون کاینجا رسیدم / ازان شاهنشهٔ والا رسیدم

چو بشنیدند گفتش نیک رایان / بگفتند انچه گفتن راست شایان

که چون سررشته خود بیرون فگندی / گهر از خویش بر غیرے چه بندی

چو می دانیم کز تیغ تو آن خاست / که ناید وصفش از نوک قلم راست

چو خان بر حصن رنتهنبور برتاخت / ز لشکر گرد گردش حلقهٔ ساخت

بران شه راے کارد حمله چون باد / برد آن حلقهٔ آهن به پولاد

فرستاد از درون سو لشکرے سخت / چو سیل کوه کو غارت کند رخت

به لشکر گاه خان شورے در افتاد / چنان کاین خلق دریک دیگر افتاد

ترا فرمود خان تا پیش رفتی / فزون از هم سران خویش رفتی

نمودی زان نمط جهد اندران جنگ / که بر آیندگان کردی جهان تنگ

بهنجارے سران را ره نمودی / که زان گردن کشان سرها ربودی

هم از شمشیر مومن پاک شد زنگ / هم از خونهاے کافر لعل شد سنگ

دو حصه کشته شد از لشکر راے / بصد حیله یکے شد باز بر جاے

ازان جا چون مظفر باز گشتی / بدست خان یکے شهباز گشتی

نشست آن کار زان گونه بیادش / که زان پرتو قوی گشت اعتقادش

کشاد کار اقبالت همان بود / طلوع صبح بختت زان زمان بود

چو او در عالم دیگر سفر کرد / امیدت سوے دیگر رخش بر کرد

شدے سلطانے اما چوں وفا بود — بسان * تغلق خانی بجا بود

میان بندگاں دولت اندیش — همی بودی برسم بندگی پیش

شه آں سوے که چوں تیرت فرستاد — رسیدی بر غرض باز آمدی شاد

دگر کافر چو سوے برن برتاخت — مسلماں را چو هندو برده می‌ساخت

ترا چوں شه فرستاد اندراں سوے — د مانده راندی ازخوں هاے شاں جوے

تمن ها چار بود و مهر هم چار — همه شهزادگاں ملک تاتار

چو با آں لشکر پر باز خوردی — بماندک مزد کردی انچه کردی

ورت شد عزم بر اقبال مدبر — براں هم قدرتت بود از مقدر

دگر در رزم ترصاق و علی بیگ — هم افگندی بسے سرهاے چوں دیگ

وگر بر جاش تمهو و کبک بود — هم از تو قتل گبراں یک بیک بود

دگر در بونبل † نزدیک دریا — صف کافر چو دریا شد مهیا

سپاهش یک تمن گبران قتال — زمیں دریا صفت ز ایشاں بزلزال

همش مقدار راے بونبل هم — ز بار هندواں کرده زمیں خم

معظم تغلق غازی ترا نام — مغل هم نام تغلق داشت ز ایام

چو تو تغلق غزا را تیغ در دست — چو او تغلق بگیری ‡ تیو درشست

چو بهر نصرت دیں است زورت — لگد بر فرق ایشاں کوفت بورت

نشاندی در دل گبراں سناں را — اسیر و بنده کردی هم گداں را

ز راے بونبل هم بستدی مال — ز دریا هر چه باشد عبره $ سال

دگر بر حیدر و زیرک رسیدی — صف آں صفدراں هم تو دریدی

بریں سال هژده رزمت جا بجا بود — که در هر هژده فیروزی ترا بود

* ک: بشان - † بنوبل ؟ - ‡ ن: مگیرے - $ عبره = معصول راه داری -

گر این هر یک مشرح باز گویند
بدفترها سخن را ساز جویند

هنوزت انتظارے بود در دل
که تا دیگر چه بخشد بخت مقبل

که فتح نوزده زاد از پس دیر
بجنگ اول دهلی شدی چیر

مصاف بهستم بود این که در جنگ
ز ملکے بستدی اندیل و اورنگ

چو حیدر شهر یزدان رفت ازان پس
جز از بو مسلم آمد این قدر بس

ازان پس شکر یزدان را که تقدیر
برین دیبا چه نامت کرد تحریر

خداوندت که بے آزار می داشت
ترا از بهر چندین کارمی داشت

وگر نه کس بچندین قتل و خونریز
چه سان یابد خلاص از خنجر تیز

کنون کازاد ماندی زان بلاها
بفرما خوان شاهی را صلاها

برابر تخت چون هوشنگ و جمشید
به برج مملکت نو ساز خورشید

ملک گفتا که گفت من همان است
که تاج و تخت من تیر و کمان است

نه کار رزم باید سروران را
نه دل بے حمله مانند صفدران را

چو از لطف علائی روز تا روز
فروغ کار من شد گیتی افروز

مرا پاداش لطفش بود واجب
اداے حق انعام و مواجب

چو بشنیدم که کافر نعمتے شوم
بکفران نسل او را کرد معدوم

خلیفه قطب دین را با چنان بهر
که چون چشم خودش میداشت برچهر

بزخم دشنه گبر آن را تلف کرد
متاعش گبرو موسن را علف کرد

بر اخلاف دگر هم تیغ خون راند
حرمها کشت و بعضے را برون راند

چنان باغی ز گبران شد بتاراج
کله گل سرغ بود و حلة دراج

حرم بشکست و حورے چند از انها
بخود خواند آشکارا و نهانها

دگر بعضے بگبران تبه داد
زحل را مه ته ران سیه داد

همان مرتد برادر خانخانان
ملوث کرد چندین پاک جانان

بچشمم زین غضب تاریک شد دهر
ز دود قصه من تیره شد شهر

نشستم تنگدل چون دردمندان
گزیدم پشت دست خود بدندان

زدم از سوز چون آتش فغانی
که شد بی‌شمع زان سان دودمانی

بران دلهای نوخیز دل افروز
بسی بگریستم چون ابر نوروز

پس این غم با دل خود کردم آغاز
که ای دل خانه از شادی بپرداز

که این قصه که رنج تازهٔ ماست
فرو خوردن نه در اندازهٔ ماست

بزرگانی که پروردند ما را
بصد تیمار غم خوردند ما را

سپه دادند و مهری و ولایت
بهیری بانگ کوس و نصب رایت

پس اندر عهد ما جمعی پریشان
خلاف آرند بر اخلاف ایشان

روا باشد که ما را خون در اندام
بماند خون شان نا کرده آشام

زهی سستی که ما را جان بسینه
پس از ما میبرد این آزار و کینه

چرا بازوی ما را زور کم گشت
چرا پیکار ما را نیزه خم گشت

چه شد ما را که چون مردان نکوشیم
بمردی خون شان چون می ننوشیم

شد این اندیشه تا چارم عنان گیر
که گشتم در عدودوزی سنان گیر

وگر پرسی نه تنها این نیت بود
که خون بی گناهان را دیت بود

عنانم بلکه گاه تیغ و تیرم
سه نیت گشت محکم در ضمیرم

نخست آن که اندرین خاک خطرناک
ز گرد کفر نور دین شود پاک

بکوشم بهر دین مصطفی را
که از سر گردد اسلام آشکارا

دوم آنکه این همایون عرصه و بوم
کشم از دست هند و زادهٔ شوم

کسی گر مانده باشد ز ارجمندان
بلندان را دهم جای بلندان

سه دیگر آن که کافر نعمتی چند / چو نسل شاه را بنیاد بر کند
چنان شان سر زنم در کینه خواهی / که خون گرید بر ایشان تیغ شاهی
چنان ره را دهم از خون شان قوت / که خاکش لعل گردد سنگ یاقوت
نهمت چون بمهر یزدان در سر آمد / به پاداش نیت کارم بر آمد
چو همت بود محکم همچو پولاد / کلیدی گشت و باب فتح بکشاد
چو گشتم بر مراد خویش فیروز / من و تا عمر باقی شکر این روز
نمی جویم سریر کامگاری / جز از بهر غزا خنجر گزاری
ز نسل شاه مرحوم ار کسی ماند / بنامش باید این منشور نو خواند
و ر از لوح جهان شد نام شان پاک / بسی هستند امیران خطر ناک
من و رخشی که در بیرانه پوید / سریر شاهی آنکه هر که جوید
مرا دیو یال بود من پسند است / درای بیرانه نور من پسند است
بزرگان بر زمین سودند رخسار / بپوسیدند پایش را زمین وار
بعذر بندگی دادند پاسخ / که ای بر ملک دیدار تو فرخ
ترا زیبد کلاه پادشاهی / که مخصوصی بتائید الهی
سزای دیگری بودی گر این تاج / بدو دادی قضا زین گونه معراج
قبائی را که دوران بهر تو آراست / ببالای دگر کس کی شود راست
بطی کو طعمهٔ یار است در کام / بود زو دود خواران را طمع خام
گوزنی را که شیر آورد در زیر / شگالان هم خورند اما چو شد سیر
فروغ تست این از ماهتابی / که از ذره نیاید آفتابی
چو ما هستیم در خدمت نگون سر / نگون سر کی سزا باشد بر افسر
نگون سر شب پرک شب ها به پرواز / سزای تاج طاوس سر افراز

همان روزت رسید این نام و ناموس
که بستی بر علم پرهاے طاؤس

چو بودان این سرافرازی ترا داد
بافسر سر فرازی هم ترا داد

دگر ره گفت دارائے جهان گیر
که من هستم کمین ساز و کمان‌گیر

که چون من صفدری جویم که جنگ
چگونه جایگه دارم بر اورنگ

من و فرق مغل و این تیغ کاری
شما دانید تاج و تاجداری

دگر ره مهتران خواهش نمودند
بسے کوشش بخواهش در فزودند

همی گفتند کاے از لطف جانی
عدو را مرگ و مارا زندگانی

شد از تیزاب تیغت کفر ویران
عمارت یافت عیش دین بدیران

مبادا جز تو کس فرمان ده ما
که هستی بعد جان ده جان‌ده ما

چو یکبار از تو جان بخشیده بردیم
نه بخشد گر دگر جان بخش مردیم

درین صورت تو مارا جان پاکی
مکن این زندگان را باز خاکی

دگر ره گفت ملک‌آرائے جان بخش
که جان‌بخشد خداوند جهان‌بخش

نه من طفلم که زین گفتار رنگین
کنم بے صبر وسلک این کار سنگین

اگر من خواهم این ملک از خود آراست
کمان مردمان خواهد شدن راست

که نے من بهر دین و کین زدم تیغ
بکار خود بر آمد برقم از میغ

درین نقش غرض پروردهٔ من
همه نا کرده گردد کردهٔ من

پس آن بهتر که من زین سر بتابم
بسوے چارهٔ دیگر شتابم

چو من بیدل درین کار اندر آیم
بگردد کار دلها کے بر آیم

شبانے کش ستم بر بز گمارند
بدیه از ده رمه یک بز نیارند

دگر باره خرد مندان باخلاص
برون دادند گوهرها چو غواص

که این کاری که از دستت بر آمد — نه مردم* کاسمان را هم در آمد
کسی کو جز تو خواهد رفع بر تخت — گرفتم حالت پوزش کند سخت
چو بیند این دلیری هم ملانت — چگونه خسپد ایمن از سفانت
دران کوشش نماید چار و ناچار — که از باطن خود برچیند این خار
حدیث رزم بو مسلم نهان نیست — که تا اکنون چنونی در جهان نیست
خلافت را سزا بود ارچه در زور — بزور افگند خود را دور ازین شور
بجعفر داد تدبیر خلافت — همان تدبیر او شد بر وی آفت
دل جعفر روان در خونش آویخت — چو آب جعفر ازوی خون برون ریخت
ملک را گرچه خامی بود ازان جوش — فروهشت اندرین پخته سخن گوش
درین اندیشه باخود کار می پخت — حدیث پخته دیگر بار می پخت
که ناگه گشت پیدا پیشش از دور — سه چتر ملک چون سه پارهٔ نور
چو آمد بر سران سه ابر در بار — ملک سرکرد خم چون شاخ پر بار
بسی بگریست برشاهان بصد مهر — که بود نه این فلک ها را مه و مهر
پس از سه ماه یاد آورد و دریافت — ازان خوابی که سه ماهش بسر تافت
بدل دانست کاکنون جای ره نیست — خبر از بخشش یزدان خود نهست
عنان کار در دست قضا داد — ضرورت در چنین کاری رضا داد
همان روزی که چندین ماجرا بود — ز چرخش بانگ بر مسند برآبود

جلوس شه غیاث الدین و دنیا تغلق غازی
فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

* مردم کاسماں یعنی آسماں جیسے افراد -

مبارک روز شنبه گاه پیشین — که هنگامے است با انوار پیش این
جهان از چشمهٔ خود روی شسته — که و مه سبحه و سجاده جسته
موذن قامت خود برکشیده — جماعت صف بمسجد برکشیده
ممالک گیر سلطان جهان بخت — دران ساعت برآمد بر سر تخت
سریر آراست ماه و آفتابش — غیاث دین و دنیا شد خطابش
ملایک جمله گفتندش همانگه — دعاء خلد الرحمن ملکه
خروش کوس گیتی را خبر کرد — دل بد خواه را زیر و زبر کرد
موافق بخت گوهر ها ز حد بیش — مخالف هم ولیک از دیدهٔ خویش
فلک شادی بدوران و زمان داد — جهان را مژدهٔ امن و امان داد
دگر پرسی ز طالع طالع قوس — که زان طالع جهانی گشت فردوس
شده مریخ ناوک زن کمان گیر — که بر جان بد اندیشان زند تیر
کمان ملک را بخشد بلندی — ببازوی شه آرد زورمندی
بهر برجیس برج آرائی گشته — به بیت المال مال اجزائی گشته
که مال هفت کشور سنج برسنج — رساند در خزینه گنج در گنج
بسیوم خانه زایر مشتری وش — شده دلو لبالب را رسن کش
دلیلش آن بود کز چرخ دولاب — بجز دیگان و خویشانش دهد آب
ز حل در پرده و ناظر به تثلیث — ز مهر و دوستی چون نوح با شیث
چو آن سیاره بالا و بلند است — بلندی خوی شاه ارجمند است
ز مستی شهر گیرد زهرهٔ سعد — نهاده شهر را زنجیرے از جعد
بتثلیث از نهم * او هم نظر دار — بعشرت صحبت و از هر سو خبر دار

* ممکن هے که یه لفظ "ادهم" خانے کے معنی میں هو۔

بعاشر قرصهٔ خور بالحقیقه | که دادش خوشهٔ گندم دقیقه
دلیلش این که کار ملک جمشید | شود پخته بآتشهای خورشید
سران مملکت فرمان پذیرند | بفرمان هم زیند وهم بمیرند
عطارد نیز در عاشر طرب یاب | بخوشه کرده در بیت الشرف خواب
شود زان تیر و کار رائے و تدبیر | ز بهر بخت شاهی راست چون تیر
قمر در عقرب و خانه ده و دو | عدو را نیش عقرب زد به پهلو
* سنان سازد قمر نیش چنان را | زند در چشم بد خواه آن سنان را
ازین طالع زمانه دارد امید | که دایم ماند این تابنده خورشید

## حدیث مرتد مدبر که چون بودش گرفتاری
## وزان پس کشته گشتن بعد رسوائی بشهر اندر

چو ناصر گشت بے نصرت ز تقدیر | خله کرد از سنان و تیر چون تیر
برادر شد جدا زو مرتد شوم | بهر گوشه خزان می گشت چون بوم
در آمد در سرائے با رخ زرد | وزو زردی بهر دیوار اثر کرد
ز رنگ زعفران گونش پیاپے | در و دیوار می زد خنده بر وے
بران گو نه وے از اندیشهٔ جان | چو جان می گشت و چون اندیشه پنهان
درین حال انچنان بر گشته حالے | نهانے یافت جاے کانج زالے
دران ویرانه آن بیران درون رفت | برخنه هم چو ماران سرنگون رفت
چو لشکرها ز کشتن باز پرداخت | سوارے چند ناگه آن طرف تاخت†
نهانے ‡ هر کسے شان را سپر داد | که نتوان خانه حر را گرچه در داد

* کذا - مشکوک - † ن: باخت - ‡ کذا - مشکوک -

ولیک این جا است زالی پرزدستان  که گر سی مرغ می جوئیش هست آن
وگر مرغیش در دام او فتاده است  چو سی مرغش بکنجی جای داده است
رود گر رستمی در کنج آن زال  شود صید وی آن سی مرغ بی بال
ازیشان رستمی بر زال بشتافت  چو سی مرغی بکنج آن مرغ را یافت
چو نیکوش از شناسائی نظر کرد  شتابان رفت الغ خان را خبر کرد
که جای هست مرتد خانخانان  سر اندر کش زبیم تیغ رانان
شب این روشن شد و خان رفت که را  وزان تاریک روشن کرد شه را
سوارے چند رفت از پیش در حال  کشیدندش ز محنت خانهٔ زال
رسانیدند در دم پیش خانش  برحمت داد خان اول زبانش
که شاهنشاه ماچون هست جان بخش  به بخشد جان و مالے از جهان بخش
جهان بخشی چو دل دادش زمانی  روان کردش بسوی شیر وانی
چنان فرمان شد از فرمان ده دهر  که باخویشش برد خان* جانب شهر
بگردانند در شهرش بخواری  که این باشد حق ناحق گزاری
بفرمان خان اعظم عزم آن کرد  که راند بروی آنچه او باکسان کرد
چو او آلوده دامن هائے مستور  ز ستر پاک دامانان دین دور
سبک پرده ز کارش بر فگندند  بعجزش دامنی بر سر فگندند
خود این شه راحق آن شاه انگهی داد  که بر سر هائے شاهان دامنی داد
پس آنگه خان اعظم سرور دهر  ز بهر گشت شهرش برد در شهر
بگردانیدش از هر شاه راهی  پر از نظارگی هر راه شاهی
بشوریده همه دهلی زن و مرد  بحیرانی درو نظاره می کرد

* ن : جان -

گزان دست تعجب را دران شور ‌ ‌ ‌ ازان فتح و ازان نصر و ازان زور
نگون سر مرتد رسوا دران گشت ‌ ‌ ‌ زمین را سایهٔ او بی گران گشت
ز گشت شهر چون بر دند بازش ‌ ‌ ‌ ز گشت آن جهان گفتند رازش
بنای کفر کفران بر فگندند ‌ ‌ ‌ چو در پیش خیالش سر فگندند
روان شد خون که کشتن چو جویش ‌ ‌ ‌ که شوید گرد رسوائی ز رویش
بیان می‌کرد خونش از چهره شوئی ‌ ‌ ‌ که مرتد را چنین به سرخروئی
پس از خاکش بخواری در کشیدند ‌ ‌ ‌ نگونسارش بکنگر بر کشیدند
بلندی چون بجوید کس به هنگام ‌ ‌ ‌ بلندیش این چنین باشد بفرجام
شه مارا بلندی باد جاوید ‌ ‌ ‌ که درخورشد بلندی را چو خورشید

## گرفتاری خسرو از الغ خان مخالف کش
چو مرغی شوم کش بازی کند صید از برای خور

بکار مرد چندانی بود نور ‌ ‌ ‌ که نبود پرتو اقبال ازو دور
چو رفت آئینهٔ بخت از نمودار ‌ ‌ ‌ همه بر عکس گردد صورت کار
اگر گوهر بدست آرد شود سنگ ‌ ‌ ‌ دگر آئینه بیند گیردش زنگ
زر نقدش بدامن خاک گردد ‌ ‌ ‌ حریرش زیر پا خاشاک گردد
فرس گر پیشتر راند فتد پس ‌ ‌ ‌ وگر بر دست گیرد گل شود خس
اگر خنجر کشد بر خصم خونریز ‌ ‌ ‌ سر خود را برد زان خنجر تیز
گریزد مرغ جوشیده ز نانش ‌ ‌ ‌ پرد مرغابی بریان ز خوانش
بد آموزی کنندش نیک رایان ‌ ‌ ‌ ز پهلویش گریزند آشنایان
رمه گرگان رهانند از سپاهش ‌ ‌ ‌ فرس دزدان برند از پایگاهش

چنان کش بیش بر بیش آید آسان — کند کش باز کم کم هم بر آنسان
ز دور روزگار است این کم و بیش — که آرد هر دم آئینی دگر پیش
تو نشناسی طریق دهر قتال — مگر آنگه که خوانم بر تو این حال
که خسرو خان کافر نعمت خس — چو از غازی ملک بگریخت واپس
چه سان شد ز اختر گردنده حالش — چگونه کرد گیتی پای مالش
چو او از پیش شاهنشاه غازی — شکست و کرد راه چاره سازی
برابر بود کافر نعمتی چند — براو نیز چندی سخت پیوند
فرس را هر طرف لختی عنان گیر — خیالش مژدهٔ تیر و سنان گیر
عنان هر سو که می پیچید جانش — اجل می داد پیچش در عنانش
دران پیچاک جانش امکان نشد هیچ — که زان پیچ بلا گردد عنان پیچ
چو گم ره بود ره را نیز گم کرد — سوار گمرهش نیز اشتلم کرد
جدا گشتند ازان گمره خسی چند — خس گمره چه گویم ناکسی چند
چو آن گمراه ماند از همرهان دور — بره جوی کشاده از چشم بی نور
خزان در رفت در ویرانه باغی — نهاد از سوز در هر لاله داغی
گهی ماند و گهی رفت و گه افتاد — چو برگی در خزان از جنبش باد
خبر بردند پیش شاه منصور — که در باغی است باغی مانده مقهور
اشارت کرد الغ خان را شهنشاه — که گردد باد سوی آن چمنگاه
شتابان گشت الغ خان عدو سوز — بسوی آن چمن چون باد نوروز
خزان * دیده درختی دیده کنده — سپهر از برگ و بارش بر فکنده
رمیده بلبلان گلشن از وی — دمیده نو بهار گلخن از وی

* یعنی ایک خزاں دیدہ درخت کو اُس نے اکھڑا ہوا دیکھا۔

شده زو پر مغیلان باغ نسرین / بنسرینش نهسته گرد نفرین
ز بهر خونش زاغان خیز کرده / کلاغان نوکها را تیز کرده
ازین سو تیغ بیرون کرده سوسن / وزان سو خار بیرون رانده توسن
ز بیم دیدن رویش دران باب / به بسته چشم هاے خویش را آب
الغ خان چون چنان بیچاره دیدش / نوازش کرد چون دل پاره دیدش
که مندیش ارچه تو در خورد آنی / که از تهمت رسد لطف زبانی
ولے شه مکرم است و مهربان هم / بخواهد جانت بخشود و جهان هم
بگفت این و نوازش کرد در حال / روان کردش سوے شاه عدو مال
چو آن برگشته روز آمد بدرگاه / زمین بوسید پیش مسند شاه
شهش گفت اے ستم گار جفا کیش / چرا کردی جفا بر منعم خویش
ببت کرده از عزیزی در جگر جائے / تو بفشردی روان در خون او پائے
جواب این داد کافر نعمت شوم / که عالم همگنان را هست معلوم
اگر نا رفتنی بر من نرفتے / ز من نا آمدے و این فن نرفتے
قلم چون رفته بد کاین ز آید از من / و زو آن آید و این آید از من
قلم نا چار حرف خود برون داد / نه این تهمت ز من بلک از قلم زاد
چنان کو حرف شمشیر از قلم خورد / مرا هم حرف او خواهد قلم کرد
قلم آسود نتوان پیش ازین گفت / که حرف از خط نخوهد چون قلم خفت
دگر ره گفت شاهنشاه آفاق / که اے با فتنه جفت و با بلا طاق
چرا کُشتی دگر شهزادگان را / تو بنده سرزدی آزادگان را
بزاری باز پاسخ داد خون ریز / که آنجا من نراندم * خنجر تیز

* ن : ندانم -

ولیکن شد پریشان در زبونی　　زبان بدسگالان تیغ خونی
همی گفتند ازین راه خطرناک　　بباید خار کندن تا شود پاک
دگر گفتش چو تو پائین پرستی　　چرا خود بر سر مسند نشستی
بگفتا رائے من هم داشت آهنگ　　که یک شهزاده را شانم بر اورنگ
ولیکن مصلحت بینان بد رائے　　شدند اخلاص بد را کار فرمائے
که چون سلطان نشان باشی تو در پیش　　بود سلطان نشان را خطرهٔ* بیش
به تخت مملکت خود کن قبا چست　　که دیگر هر که شیند دشمن تست
ضرورت چون در آمد یاری بخت　　ز بیم سر نهادم پائے بر تخت
دگر گفتش که چون کردی بسر تاج　　چرا آهنگ من کردی بتاراج
فرستادی همه لشکر بسویم　　که یک رویه زند تیغ دو رویم
بگفتا روشنم بود این سراسر　　که کس باتو نیارد شد برابر
کنم سوئے تو اقلیمی ز عالم　　کشاده بندمت حد تا بپالم
ولیک این گفت ایشان آب من برد　　که باید زود برکشت آتش خرد
کنون کز من سعد یزدان ترا داد　　علی رغم من این دولت ترا باد
همین † جان بخش و دیهے ده　　که گرده جانم آزاد از رهی ده
که مانم از پئے شاماخ و کوری　　ز شور خاک شان در خاک شوری
نخواهم کندم سلطان ضائع　　بکوری گردم از دو دیده قانع
شهش گفتا که سهلست این توان کرد　　ولے چون باتو ترک کین توان کرد
چو باتو کار بهر دین و کین است　　بباید کرد کین کاین کار دین است
چو چندین جان که در خور بی زیان را　　به بخشیدم همه اسلامیان را

* ن : خطر در - † کذا - نامفهوم -

شود حمل ار کنم جانت هم آزاد — که چادبن فتنه نے از تو ز من زاد
پس از اسلام دور افتاده باشم — رضا هر کفر و کفران داده باشم
فتد در خاک هر گردے که خوردم — رود برباد هر جهدے که کردم
بزرگانے که بهر کین ایشان — کمر بستم بسان خوب کیشان
قصاص خوں اگر بر تو نرانم * — ز روح پاک شان شرمنده مانم
برو سر نه چو آتش در ته تیغ — که می باید نهادن سر ته تیغ
بگفت این و اشارت کرد در حال — که کردندش روان مردان قتال
همان جائے که بر سلطان مبارک — مخالف را زد شمشیر پلارک
سر آں نا مبارک هم بداں جائے — چو تیغ آسماں گوں شد زمین سائے
فرو بردند و افگندند در صحن — که تا پامال شد چوں دانه در طحن
بنظاره عوام و خاصه و میر — همی گفتند کا حسنت اے جهانگیر

* ن : ندانم -

( ترک صفحه آخر :- زهے )

IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR

Acc. No. ________ Call No. ________

1. This book should be returned on or before the last date stamped.
2. Overdue charges will be levied under rules for each day if the book is kept beyond the date stamped above.
3. Books lost, defaced or injured in any way shall have to be replaced by the borrowers.

**Help to keep this book fresh and clean**

# صحت نامہ

یاد داشت :—

کتاب کے حواشی میں ,,ن،، سے نسخۂ حبیب گنج ۔

,,قر،، سے قیاس مولوی رشید احمد ۔

,,ک،، سے کاتب الحروف (سید ہاشمی) کا قیاس مراد ھے

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱ | ۵ | خزائن الفتوح | مفتاح الفتوح |
| ۳ | آخری | عبرت | عبارت |
| ۴ | ۱۶ | ، | تہا |
| ۱۵ | ۱۲ | تاریخی مثنوی | تاریخ |
| ۲۰ | ۷ | دیپال پورا | دیپال پور |
| ۴۴ | ۶ | بھکا | بھاگا |
| ۴۸ | ۲ | بڑھا | بڑھ |
| ۵۳ | ۲۰ | قلعۂ گبراں | قلع گبراں ، نے ۔ |
| ۶۶ | ۱۷ | سرساک | شرمناک |
| ۶۹ | ۱۶ | ۰ | کہ |
| ۷۱ | ۱۵ | ۱۹۲۰ | ۲۹۲۰ |
| ۷۷ | ۱۹ | عشقیہ | عشیقہ |
| ۷۸ | ۱ | ,, | ,, |
| ۹۱ | ۲۰ | نام | نام سے |
| ۹۳ | ۷ | ماشاء | ماشاءاللہ |

# متن مثنوی

| صفحه | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۲ | حاشیه | × | × ن |
| ۲۳ | ۹ | مود | مرد |
| ۲۴ | ۱۴ | میهمان | میهمانی |
| ۲۴ | حاشیه | ۱۹ ۲۰ | ۱۹ وین ۲۰ |
| ۳۱ | حاشیه | ک: ن | ک: کن |
| ۴۴ | ۲ | بسپرده | بسپرد |
| ۴۶ | ۱۱ | بکبارگی | یکبارگی |
| ۵۱ | ۴ | گدد | گردد |
| ،، | ۱۶ | چه باقی | چه می بافی |
| ۵۴ | ۱۲ | قطع | قلع |
| ۵۷ | ۶ | شمشیم | شمشیر |
| ،، | ۱۱ | سرے | سوئے |
| ،، | ۱۵ | هویک ـ رود | هریک ـ ریزد |
| ۵۸ | ۴ | غرا | غزا |
| ،، | ۱۶ | دگر | وگر |
| ۶۰ | ۱۲ | بیداری | بیدرائے |
| ۶۴ | ۱۵ | گویا | گوبا |
| ۶۷ | ۶ | درین | ور این |
| ۷۳ | ۴ | یابد | پا بر |
| ۷۷ | ۴ | کاری | کارمے |
| ،، | ،، | بیداری | بیدار |
| ،، | ۷ | کفند | گفتند |
| ۸۱ | ۶ | احتر | اختر |
| ۸۲ | ۱۱ | مستن | بستن |

| صفحه | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۸۸ | ۱۸ | سو | سر |
| ۹۱ | ۱ | قبلش | قلبلش |
| ۹۴ | ۱۲ | تند و تند | تیز و تند |
| ،، | ۱۹ | ستاره | ستاده |
| ۹۵ | حاشیه | سپدن | سپردن |
| ۹۷ | ۴ | زردی زد | به زردی زد |
| ۹۹ | ۷ | دو | در |
| ،، | ۱۲ | ،، | ،، |
| ۱۰۰ | ۱۳ | زربی | زرین |
| ۱۰۲ | ۱۳ | بنائے | برائے |
| ،، | ۱۷ | درمند | زورمند |
| ۱۰۶ | ۱۳ | نجم | نونجم |
| ۱۰۷ | ۱ | و | ز |
| ۱۱۳ | ۵ | بران | پرآن |
| ،، | ۶ | فشاندند | فشاندن |
| ۱۱۵ | ۱۸ | هر پیکش † | هربیلکش |
| ۱۱۸ | ۶ | گاه | به گاه |
| ۱۲۹ | ۵ | ز کوه | ز کوهے |
| ،، | ،، | کروه | کروهے |
| ۱۳۸ | حاشیه | ‡ ن | ‡ ک |
| ۱۴۷ | ۱۳ | اجزائے | افزائے |
| ۱۴۴ | ۱۴ | دگر | وگر |
| ،، | ۱۶ | بس | پس |

IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR

Acc. No. 7051 ____ Call No. ____

1. This book should be returned on or before the last date stamped.
2. Overdue charges will be levied under rules for each day if the book is kept beyond the date stamped above.
3. Books lost, defaced or injured in any way shall have to be replaced by the borrowers.

**Help to keep this book fresh and clean**

Acc 7687 OB
6037

IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR

Acc. No. 7854    Call No.

1. This book should be returned on or before the last date stamped.
2. Overdue charges will be levied under rules for each day if the book is kept beyond the date stamped above.
3. Books lost, defaced or injured in any way shall have to be replaced by the borrowers.

**Help to keep this book fresh and clean**